حصہ چہاردہم (14)

(......تسہیل و تخریج شدہ......)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

پیشکش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)

شعبہ تخریج

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ ط

مضارَبت کا بیان

یہ تجارت میں ایک قسم کی شرکت ہے کہ ایک جانب سے مال ہو اور ایک جانب سے کام، مال دینے والے کو رب المال اور کام کرنے والے کو مضارب اور مالک نے جو دیا اُسے راس المال کہتے ہیں اور اگر تمام نفع رب المال ہی کے لیے دینا قرار پایا تو اُس کو اِبضاع کہتے ہیں اور اگر کل کام کرنے والے کے لیے طے پایا تو قرض ہے، اس عقد کی لوگوں کو حاجت ہے کیونکہ انسان مختلف قسم کے ہیں بعض مالدار ہیں اور بعض تہی دست۔[1] بعض مال والوں کو کام کرنے کا سلیقہ نہیں ہوتا تجارت کے اُصول وفروع[2] سے ناواقف ہوتے ہیں اور بعض غریب کام کرنا جانتے ہیں مگر ان کے پاس روپیہ نہیں لہٰذا تجارت کیونکر کریں اس عقد کی مشروعیت میں یہ مصلحت ہے کہ امیر وغریب دونوں کو فائدہ پہنچے مال والے کو روپیہ دیکر اور غریب آدمی کو اُس کے روپیہ سے کام کرکے۔

(شرائط مضارَبت)

مسئلہ ۱: مضاربت کے لیے چند شرائط ہیں:

(۱) راس المال از قبیل ثمن ہو۔ عروض[3] کے قسم سے ہو تو مضاربت صحیح نہیں پیسوں کو راس المال قرار دیا اور وہ چلتے ہوں تو مضاربت صحیح ہے۔ یوہیں نکل[4] کی اِکنیاں[5] دوانیاں[6] راس المال ہوسکتی ہیں جب تک اِن کا چلن ہے۔ اگر اپنی کوئی چیز دیدی کہ اسے بیچو اور ثمن پر قبضہ کرو اور اُس سے بطور مضاربت کام کرو اُس نے اُس کو روپیہ یا اشرفی سے بیچ کر کام کرنا شروع کردیا یہ مضاربت صحیح۔

(۲) راس المال معلوم ہو۔ اگرچہ اس طرح معلوم کیا گیا ہو کہ اُس کی طرف اشارہ کردیا۔ پھر اگر نفع کی تقسیم کرتے وقت راس المال کی مقدار میں اختلاف ہوا تو گواہوں سے جو ثابت کردے اُس کی بات معتبر ہے اور دونوں کے گواہ ہوں تو رب المال کے گواہ معتبر ہیں اور اگر کسی کے پاس گواہ نہ ہوں تو قسم کے ساتھ مضارب کی بات معتبر ہوگی۔

---

1 ...... غریب، نادار۔
2 ...... قواعد وضوابط، طور طریقے۔
3 ...... نقود (سونا، چاندی اور کرنسی) کے علاوہ دوسری چیزیں۔
4 ...... ایک قسم کی سفید دھات۔
5 ...... اکنی کی جمع، کانسی کا بنا ہوا سکہ جو قیمت میں روپے کا سولھواں حصہ ہوتا ہے۔
6 ...... دوانی کی جمع، جو آنے کی قدر کا چاندی یا کانسی کا سکہ۔

(۳) راس المال عین ہو یعنی معیّن ہو دَین نہ ہو جو غیر معیّن واجب فی الذمہ[1] ہوتا ہے۔ مضاربت اگر دَین کے ساتھ ہوئی اور وہ دَین مضاربت پر ہے یعنی اُس سے کہہ دیا کہ تمھارے ذمہ جو میرا روپیہ ہے اُس سے کام کرو یہ مضاربت صحیح نہیں جو کچھ خریدے گا اُس کا مالک مضارِب ہوگا اور جو کچھ دَین ہوگا اُس کے ذمہ ہوگا اور اگر دوسرے پر دَین ہو مثلاً کہہ دیا کہ فلاں کے ذمہ میرا اتنا روپیہ ہے اُس کو وصول کرو اور اُس سے بطورِ مضاربت تجارت کرو یہ مضاربت جائز ہے اگرچہ اِس طرح کرنا مکروہ ہے اور اگر یہ کہا تھا کہ فلاں پر میرا دَین ہے وصول کر کے پھر اُس سے کام کرو اُس نے کل روپیہ قبضہ کرنے سے پہلے ہی کام کرنا شروع کردیا ضامن ہے یعنی اگر تلف ہوگا ضمان دینا ہوگا اور اگر یہ کہا تھا کہ اُس سے روپیہ وصول کرو اور کام کرو اور اس نے کل روپیہ وصول کرنے سے پہلے کام شروع کردیا ضامن نہیں ہے اور اگر یہ کہا کہ مضاربت پر کام کرنے کے لیے اُس سے روپیہ وصول کرو تو کل وصول کرنے سے پہلے کام کرنے کی اجازت نہیں یعنی ضمان دینا ہوگا۔[2] (بحر، درمختار وغیرہما)

مسئلہ۲: یہ کہا کہ میرے لیے اُدھار غلام خریدو پھر بیچو اور اُس کے ثمن سے بطور مضاربت کام کرو اِس نے خریدا پھر بیچا اور کام کیا یہ صورت جائز ہے۔ غاصب یا امین یا جس کے پاس اِس نے اِبضاع[3] کے طور پر روپیہ دیا تھا اِن سے کہا جو کچھ میرا مال تمھارے پاس ہے اُس سے بطور مضاربت کام کرو نفع آدھا آدھا یہ جائز ہے۔[4] (بحر)

(۴) راس المال مضارِب کو دیدیا جائے یعنی اُس کا پورے طور پر قبضہ ہوجائے رب المال کا بالکل قبضہ نہ رہے۔

(۵) نفع دونوں کے مابین شائع ہو یعنی مثلاً نصف نصف یا دو تہائی ایک تہائی یا تین چوتھائی ایک چوتھائی، نفع میں اِس طرح حصہ معیّن نہ کیا جائے جس میں شرکت قطع ہوجانے کا احتمال ہو مثلاً یہ کہہ دیا کہ میں سو۱۰۰ روپیہ نفع لوں گا اِس میں ہوسکتا ہے کہ کل نفع سو ہی ہو یا اس سے بھی کم تو دوسرے کی نفع میں کیوں کر شرکت ہوگی یا کہہ دیا کہ نصف نفع لوں گا اور اُس کے ساتھ دس۱۰ روپیہ اور لوں گا اِس میں بھی ہوسکتا ہے کہ کل نفع دس۱۰ ہی روپے ہو تو دوسرا شخص کیا پائے گا۔

(۶) ہر ایک کا حصہ معلوم ہو لہٰذا ایسی شرط جس کی وجہ سے نفع میں جہالت پیدا ہو مضاربت کو فاسد کردیتی ہے مثلاً یہ

---

[1] ......کسی کے ذمہ لازم۔

[2] ......"البحر الرائق"، کتاب المضاربة، ج۷، ص٤٤٨.
و"الدرالمختار"، کتاب المضاربة، ج۸، ص٥٠٠، وغیرھما.

[3] ......یعنی کسی کو کام کرنے کے لیے مال دیا اس طور پر کہ جو نفع ہوگا وہ تمام مالک کا ہوگا۔

[4] ......"البحر الرائق"، کتاب المضاربة، ج۷، ص٤٤٨.

شرط کہ تم کو آدھا یا تہائی نفع دیا جائے گا یعنی دونوں میں سے کسی ایک کو معین نہیں کیا بلکہ تردید کے ساتھ بیان کرتا ہے اور اگر اُس شرط سے نفع میں جہالت نہ ہو تو وہ شرط ہی فاسد ہے اور مضارَبت صحیح ہے مثلاً یہ کہ نقصان جو کچھ ہوگا وہ مضارِب کے ذمہ ہوگا یا دونوں کے ذمہ ڈالا جائے گا۔

(۷) مضارِب کے لیے نفع دینا شرط ہو۔ اگر راس المال میں سے کچھ دینا شرط کیا گیا یا راس المال اور نفع دونوں سے دینا شرط کیا گیا مضاربت فاسد ہو جائے گی۔[1] (بحر، درر)

مسئلہ ۳: رب المال نے یہ کہا کہ جو کچھ خدا نفع دے گا وہ ہم دونوں کا ہوگا یا نفع میں ہم دونوں شریک ہوں گے یہ جائز ہے اور نفع دونوں کو برابر برابر ملے گا اور اگر مضارِب کو روپیہ دیتے وقت یہ کہا کہ ہمارے مابین اُس طرح تقسیم ہوگا جو فلاں وفلاں کے مابین ٹھہرا ہے اگر دونوں کو معلوم ہے جو اُن کے مابین ٹھہرا ہے تو مضاربت جائز ہے اور اگر دونوں کو یا ایک کو معلوم نہ ہو کہ اُن کے مابین کیا ٹھہرا ہے تو ناجائز ہے اور مضارَبت فاسد۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: روپیہ دیا اور مضارِب سے کہہ دیا کہ تمھارا جو جی چاہے نفع میں سے مجھے دے دینا یہ مضاربت فاسد ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: ایک ہزار روپے مضارِب کو اِس طور پر دیے کہ نفع کی دو تہائیاں مضارب کی ہوں گی[4] بشرطیکہ ایک ہزار روپے اپنے بھی اس میں شامل کر لے اور دو ہزار سے کام کرے اُس نے ایسا ہی کیا اور نفع ہوا تو ایک ہزار کا کل نفع مضارب کو ملے گا اور ایک ہزار جو رب المال کے ہیں اُن کے نفع میں دو تہائیاں مضارِب کی اور ایک تہائی رب المال کی ہوگی۔ اور اگر رب المال نے کہہ دیا کہ کل نفع کی دو تہائیاں میری اور ایک تہائی مضارِب کی تو نفع کو برابر تقسیم کریں اور اس صورت میں مضاربت نہیں ہوئی بلکہ اِبضاع ہے کہ اپنے مال کا سارا نفع خود لینا قرار دیدیا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: روپے دیے اور کہہ دیا کہ گیہوں خریدو گے تو آدھا نفع تمھارا اور آٹا خریدو گے تو چوتھائی نفع تمھارا اور جو

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب المضاربة، ج۷، ص۴۴۹.
و"دررالحکام"، کتاب المضاربة، الجزء الثانی، ص۳۱۱.

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب المضاربة، الباب الثانی فیما یجوز من المضاربة ...إلخ، ج٤، ص۲۸۸.

3 ......المرجع السابق.

4 ......یعنی نفع کے کل تین حصوں میں سے دو حصے مضارب کے ہونگے۔

5 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب المضاربة، الباب الثانی فیما یجوز من المضاربة ...إلخ، ج٤، ص۲۸۹.

خریدو گے تو ایک تہائی تمہاری، اِس صورت میں جیسا کہا اُسی کے موافق نفع تقسیم کیا جائے گا، مگر گیہوں خرید چکا تو اب جَو یا آٹا نہیں خرید سکتا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۷: مالک نے یہ کہا کہ اگر اس شہر میں کام کرو گے تو تمہیں ایک تہائی نفع ملے گا اور باہر کام کرو گے تو نصف، اس میں خریدنے کا اعتبار ہے بیچنے کا اعتبار نہیں اگر اس شہر میں خرید اتو ایک تہائی دی جائے گی بیچنا یہاں ہو یا باہر۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۸: مضاربت کا حکم یہ ہے کہ جب مضارِب کو مال دیا گیا اُس وقت وہ امین ہے اور جب اُس نے کام شروع کیا اب وہ وکیل ہے اور جب کچھ نفع ہوا تو اب شریک[3] ہے اور رب المال کے حکم کے خلاف کیا تو غاصب ہے اور مضارَبت فاسد ہوگئی تو وہ اَجیر[4] ہے اور اِجارہ بھی فاسد۔[5] (درمختار)

مسئلہ۹: مضاربت میں جو کچھ خسارہ ہوتا ہے وہ رب المال کا ہوتا ہے اگر یہ چاہے کہ خسارہ مضارِب کو ہو مال والے کو نہ ہو اُس کی صورت یہ ہے کہ کل روپیہ مضارِب کو بطور قرض دیدے اور ایک روپیہ بطور شرکت عنان دے یعنی اُس کی طرف سے وہ کل روپے جو اس نے قرض میں دیے اور اس کا ایک روپیہ اور شرکت اس طرح کی کہ کام دونوں کریں گے اور نفع میں برابر کے شریک رہیں گے اور کام کرنے کے وقت تنہا وہی مُستَقرِض[6] کام کرتا رہا اس نے کچھ نہیں کیا اِس میں حرج نہیں کیونکہ اگر رب المال کام نہ کرے تو شرکت باطل نہیں ہوتی اب اگر تجارت میں نقصان ہوا تو ظاہر ہے کہ اِس کا ایک ہی روپیہ ہے سارا مال تو مستقرض کا ہے اُس کا خسارہ ہوا رب المال کا کیا ایسا خسارہ ہوا کیونکہ جو کچھ مستقرض کو دیا ہے وہ قرض ہے اُس سے وصول کرے گا۔[7] (درمختار)

مسئلہ۱۰: مضاربت اگر فاسد ہوجاتی ہے تو اجارہ کی طرف منقلب ہوجاتی ہے یعنی اب مضارِب کو نفع جو مقرر ہوا ہے وہ نہیں ملے گا بلکہ اُجرتِ مِثل ملے گی چاہے نفع اس کام میں ہوا ہو یا نہ ہو مگر یہ ضرور ہے کہ یہ اُجرت اُس سے زیادہ نہ ہو جو مضارَبت کی صورت میں نفع ملتا۔[8] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المضاربة، الباب الثانی فیما یجوز من المضاربة...إلخ، ج٤، ص٢٩٠.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... حصہ دار۔

4 ...... اُجرت پر کام کرنے والا، ملازم، نوکر۔

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب المضاربة، ج٨، ص٤٩٧.

6 ...... قرض لینے والا۔

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب المضاربة، ج٨، ص٤٩٧-٤٩٨.

8 ...... المرجع السابق، ص٤٩٨.

مسئلہ ۱۱: وَصی نے یتیم کا مال بطورِ مضارَبت فاسدہ لیا مثلاً یہ شرط کہ دس۱۰ روپے نفع کے میں لوں گا اور اُس نے کام کیا اور نفع بھی ہوا مگر وصی کو کچھ نہیں ملے گا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: مضاربت فاسدہ میں بھی مضارِب کے پاس جو مال رہتا ہے وہ بطور امانت ہے اگر کچھ نقصان ہو جائے تاوان اسکے ذمہ نہیں جس طرح مضاربت صحیحہ میں تاوان نہیں۔ دوسرے کو مال دیا اور کل نفع اپنے لیے مشروط کرلیا جس کو اِبضاع کہتے ہیں اِس میں بھی اُس کے پاس جو مال ہے بطور امانت ہے ہلاک ہو جائے تو ضمان نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: رب المال نے مضارِب کو مال دیا اور شرط یہ کی ہے کہ مضارِب کے ساتھ میں بھی کام کروں گا اس سے مضاربت فاسد ہوگئی اِس میں دوصورتیں ہیں ایک یہ کہ رب المال ہی نے عقدِ مضارَبت کیا اور اپنے ہی کام کرنے کی شرط کی۔ دوسری یہ کہ عاقد دوسرا ہے اور رب المال دوسرا مثلاً نابالغ بچہ یا معتوہ کا مال ہے اُس کے ولی نے کسی سے عقدِ مضارَبت کیا اور شرط یہ ہے کہ یہ بچہ بھی (جس کا مال ہے) تمہارے ساتھ کام کرے گا دونوں صورتوں میں مضاربت فاسد ہے یا مثلاً دوشخصوں میں شرکت[3] ہے ایک شریک نے عقدمضارَبت کیا اور مال دیدیا اور شرط یہ ہے کہ مضارِب کے ساتھ میرا شریک بھی کام کرے گا مضاربت فاسد ہو جائے گی جبکہ راس المال دونوں کی شرکت کا ہو اور اگر راس المال مال مشترک نہ ہو اور شرکت عنان ہو تو مضارَبت صحیح ہے اور اگر شرکت مفاوضہ ہو تو مطلقاً صحیح نہیں اور اگر عاقد (جو رب المال نہیں ہے) اس نے اپنے کام کرنے کی شرط کی ہے اِس میں دوصورتیں ہیں وہ عاقد خود اس مال کو بطور مضاربت لے سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں لے سکتا تو مضاربت فاسد ہے مثلاً غلام ماذون[4] نے بطور مضارَبت مال دیا اور اپنے عمل کی شرط کرلی یہ فاسد ہے۔ اور اگر وہ خود مضاربت کے طور پر مال کو لے سکتا ہے تو فاسد نہیں جیسے باپ یا وصی کہ انہوں نے بچہ کا مال مضاربۃً دیا اور خود اپنے عمل کی شرط کرلی کہ کام کریں گے اور نفع میں سے اتنا لیں گے اس سے مضاربت فاسد نہیں۔ غلام ماذون نے عقد کیا اور اپنے مولیٰ[5] کے کام کرنے کی شرط کی اسکی بھی دو صورتیں ہیں اُس پر دَین ہے یا نہیں اگر دَین نہیں ہے عقد فاسد ہے ورنہ صحیح ہے جس طرح مکاتب نے عقد کیا اور مولیٰ کا کام کرنا شرط کیا یہ مطلقاً صحیح ہے۔[6] (ہدایہ، بحر، درر وغیرہا)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب المضاربة، ج۸، ص۴۹۹.

2 ...... المرجع السابق، ص۵۰۰.

3 ......حصہ داری۔ 4 ......وہ غلام جسے آقا کی طرف سے تجارت کی اجازت ہو۔ 5 ......آقا، مالک۔

6 ......"الهداية"، کتاب المضاربة، ج۲، ص۲۰۱.

و "البحرالرائق"، کتاب المضاربة، ج۷، ص۴۴۹.

و "درر الحکام"، کتاب المضاربة، الجزء الثاني، ص۳۱۱، وغیرها.

مسئلہ ۱۴: مضارِب نے رب المال کو مضاربۃً مال دے دیا یہ دوسری مضارَبت صحیح نہیں اور پہلی مضاربت بدستور صحیح ہے اور نفع اُسی طور پر تقسیم ہوگا جو باہم ٹھہرا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: مضارِب و رب المال میں مضاربت کی صحت و فساد[2] میں اختلاف ہے اس کی دو صورتیں ہیں اگر مضارِب فساد کا مدعی[3] ہے تو رب المال کا قول معتبر اور رب المال نے فساد کا دعویٰ کیا تو مضارب کا قول معتبر، اس کا قاعدہ یہ ہے کہ عقود[4] میں جو مدعی صحت ہے اُس کا قول معتبر ہوتا ہے ہاں اگر رب المال یہ کہتا ہے کہ تمھارے لیے دس۱۰ کم تہائی نفع شرط تھا مضارِب کہتا ہے تہائی نفع میرے لیے تھا یہاں رب المال کا قول معتبر ہے حالانکہ اُس کے طور پر مضاربت فاسد ہے اور مضارب کے طور پر صحیح ہے کیونکہ یہاں مضارِب زیادت کا مدعی ہے اور رب المال اِس سے منکر۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: مضاربت کبھی مطلق ہوتی ہے جس میں زمان و مکان[6] اور قسم تجارت کی تعیین نہیں ہوتی روپیہ دے دیا ہے کہ تجارت کرو نفع میں دونوں کی اِس طرح شرکت ہوگی اور کبھی مضاربت میں طرح طرح کی قیدیں ہوتی ہیں۔ مضارَبت مُطلقہ[7] میں مضارِب کو ہر قسم کی بیع کا اختیار ہے نقد بھی بیچ سکتا ہے اودھار بھی، مگر ایسا ہی اودھار کرسکتا ہے جو تاجروں میں رائج ہے اسی طرح ہر قسم کی چیز خرید سکتا ہے خرید و فروخت میں دوسرے کو وکیل کرسکتا ہے۔ دریا اور خشکی کا سفر بھی کرسکتا ہے اگرچہ رب المال نے شہر کے اندر اس کو مال دیا ہو۔ ابضاع بھی کرسکتا ہے یعنی دوسرے کو تجارت کے لیے مال دے دے اور نفع اپنے لیے شرط کرے یہ ہوسکتا ہے بلکہ خود رب المال کو بھی بضاعت کے طور پر مال دے سکتا ہے اور اس سے مضارَبت فاسد نہیں ہوگی۔ مضارب مال کو کسی کے پاس امانت رکھ سکتا ہے۔ اپنی چیز کسی کے پاس رہن رکھ سکتا ہے دوسرے کی چیز اپنے پاس رہن لے سکتا ہے کسی چیز کو اجارہ پر دے سکتا ہے کرایہ پر لے سکتا ہے۔ مشتری[8] نے ثمن کا کسی پر حوالہ کردیا مضارب اِس حوالہ کو قبول کرسکتا ہے کیونکہ یہ ساری باتیں تجار[9] کی عادت میں داخل ہیں کبھی یہاں مال بیچتے ہیں کبھی باہر لے جاتے ہیں اور اس کے لیے گاڑی کشتی جانور وغیرہ کو کرایہ پر لینا ہوتا ہے ورنہ مال کس طرح لے جائے گا۔ دوکان پر کام کرنے کے لیے نوکر رکھنے کی ضرورت ہوتی

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب المضاربة، الباب الرابع فیما یملك المضارب ... إلخ، ج٤، ص٢٩٢.

2 ......صحیح اور فاسد ہونے۔ 3 ......دعویٰ کرنے والا۔

4 ......عقد کی جمع، جس کے معنی ہیں ایجاب و قبول کا ایسے مشروع طریقہ پر مربوط ہونا جس کا اثر اس کے محل میں ظاہر ہو۔

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب المضاربة، ج٨، ص٥٠٢.

6 ......یعنی وقت اور جگہ۔ 7 ......ایسی مضاربت جس میں کسی قسم کی قید نہ ہو۔

8 ......خریدار۔ 9 ......تاجر کی جمع، تاجر لوگ۔

ہے دکان کرایہ پر لینی ہوتی ہے۔ مال رکھنے کے لیے مکان کرایہ پر لینا ہوتا ہے اور اسکی حفاظت کے لیے نوکر رکھنا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ یہ سب باتیں بالکل ظاہر ہیں۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۷: مضاربت مطلقہ میں بھی مال لے کر سفر اُس وقت کرسکتا ہے جب بظاہر خطرہ نہ ہو اور اگر راستہ خطرناک ہو لوگ اُس راستہ سے ڈر کی وجہ سے نہیں جاتے تو مضارِب بھی مال لے کر اُس راستہ سے نہیں جاسکتا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: مضارِب نے مال بیع کرنے[3] کے بعد ثمن کے لیے کوئی میعاد مقرر کردی یہ جائز ہے اور اگر مبیع[4] میں عیب تھا اُسکے ثمن سے کچھ کم کردیا جتنا تجار ایسی صورت میں کم کیا کرتے ہیں یہ بھی جائز ہے، اور اگر بہت زیادہ ثمن کم کردیا کہ عادت تجار کے خلاف ہے تو یہ کمی مضارِب کے ذمہ ہوگی۔ رب المال سے اس کو تعلق نہ ہوگا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: مضارِب یہ نہیں کرسکتا کہ دوسرے کو بطور مضاربت یہ مال دیدے یا اِس مال کے ساتھ کسی سے شرکت کرے یا اِس مال کو اپنے مال میں خلط کرے[6] مگر جبکہ رب المال نے اُس کو ان کاموں کی اجازت دیدی ہو یا یہ کہہ دیا ہو کہ تم اپنی رائے سے کام کرو۔ مضارب کو قرض دینے کا اختیار نہیں اور اِستدانہ کا بھی اختیار نہیں اگرچہ رب المال نے کہہ دیا ہو کہ اپنی رائے سے کام کرو کیونکہ یہ دونوں چیزیں تجار کی عادت میں نہیں اِستدانہ کے یہ معنے ہیں کہ کوئی چیز اودھار خریدی اور مال مضاربت میں اس ثمن کی جنس سے کچھ باقی نہیں ہے مثلاً جو کچھ روپیہ تھا سب کی چیزیں خریدی جاچکیں اب کچھ روپیہ باقی نہیں ہے اسکے باوجود مضارِب نے دس۱۰ بیس۲۰، سو، پچاس کی کوئی اور چیز خریدلی یہ مضاربت میں داخل نہ ہوگی مضارب کی اپنی ہوگی اپنے پاس سے دام[7] دینے ہوں گے۔ اگر رب المال نے صاف اور صریح لفظوں میں قرض دینے اور اِستدانہ کی اجازت دیدی ہو تو اب مضارِب ان دونوں کو کرسکتا ہے اور استدانہ کے طور پر جو کچھ خریدے گا وہ رب المال و مضارب کے مابین بطور شرکتِ وجوہ مشترک ہوگی۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: مضاربت کے طور پر ایک ہزار روپے دیے تھے مضارِب کو ایک ہزار سے زیادہ کی چیزیں خریدنے کا اختیار

---

1. "الدرالمختار"، کتاب المضاربة، ج۸، ص ۵۰۲، وغیرہ.
2. "الفتاوی الهندية"، کتاب المضاربة، الباب الرابع فيما يملك المضارب ...إلخ، ج ٤، ص ۲۹۳.
3. بیچنے۔
4. بیچی گئی چیز۔
5. "الفتاوی الهندية"، کتاب المضاربة، الباب الرابع فيما يملك المضارب ...إلخ، ج ٤، ص ۲۹۲.
6. یعنی ملائے۔
7. روپیہ، رقم۔
8. "الدرالمختار"، کتاب المضاربة، ج۸، ص ۵۰۳۔۵۰۵.

نہیں اور اگراس نے خریدلیں تو ایک ہزار کی چیزیں مضارَبت کی ہیں باقی چیزیں خاص مضارِب کی ہیں نقصان ہوگا تو ان چیزوں کے مقابلہ میں جو کچھ نقصان ہے وہ تنہا مضارِب کے ذمہ ہے اور ان کا نفع بھی تنہا مضارِب ہی کو ملے گا اور ان چیزوں کو مال مضارَبت میں خلط کرنے [1] سے مضارِب پر ضمان لازم نہ ہوگا۔ [2] (خانیہ)

مسئلہ ۲۱: رب المال نے روپے دیے تھے اور مضارِب نے اشرفی [3] سے چیزیں خریدیں یا اشرفیاں دی تھیں اور مضارِب نے روپے سے چیزیں خریدیں تو یہ چیزیں مضاربت ہی کی قرار پائیں گی کہ روپیہ اور اشرفی اس باب میں ایک ہی جنس ہیں اور اگر رب المال نے روپیہ یا اشرفی دی تھی اور مضارِب نے غیر نقود [4] سے چیزیں خریدیں تو یہ چیزیں مضاربت کی نہیں بلکہ خاص مضارِب کی ہوں گی۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: رب المال نے اشرفیاں دی تھیں مضارِب نے روپے سے چیزیں خریدیں مگر یہ روپے اشرفیوں کی قیمت سے زیادہ ہیں تو جتنے زیادہ ہیں ان کی چیزیں خاص مضارِب کی ملک ہیں اور مضارِب اس صورت میں مضاربت میں شریک ہوجائے گا اور اگر وہ روپے اشرفیوں کی قیمت کے تھے مگر خریدنے کے بعد ثمن ادا کرنے سے پہلے اشرفیوں کا نرخ اوتر گیا [6] تو یہ نقصان مال مضاربت میں قرار پائے گا اشرفیاں بھنا کر [7] ثمن ادا کرے اور جو کمی پڑے مال بیچ کر بائع [8] کا بقیہ ثمن ادا کرے۔ [9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: مضارِب نے پورے مال مضاربت سے کپڑا خریدا اور اُس کو اپنے پاس سے دھلوایا یا مال مضاربت کو لادکر دوسری جگہ لے گیا اور کرایہ اپنے پاس سے خرچ کیا اگر مضارِب سے رب المال نے کہا تھا کہ تم اپنی رائے سے کام کرو یہ مضارِب مُتبَرِّع ہے یعنی ان چیزوں کا اُسے کوئی معاوَضہ نہیں ملے گا کیونکہ استدانہ [10] کا اُسے اختیار نہ تھا اور اگر کپڑے کو سُرخ رنگ دیا یا دھلوا کر اُس میں کلپ چڑھایا [11] تو اس رنگ یا کلپ کی وجہ سے جو کچھ اُس کی قیمت میں اضافہ ہوگا اُتنے کا یہ شریک

---

1 ...... مِلا دینے۔

2 ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب المضاربة، ج۲،ص۲۱۷.

3 ...... سونے کے سکے۔ 4 ...... سونا، چاندی اور کرنسی کے علاوہ دیگر سامان۔

5 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المضاربة،الباب التاسع فی الاستدانةعلی المضاربة، ج٤،ص۳۰۵.

6 ...... یعنی کم ہوگیا۔ 7 ...... کسی سکے کی ریزگاری لے کر، تڑا کر۔ 8 ...... بیچنے والے۔

9 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المضاربة،الباب التاسع فی الاستدانةعلی المضاربة، ج٤،ص۳۰۵.

10 ...... یعنی ادھار خریدنے۔ 11 ...... کلف لگایا، یعنی پکا ہوا لیس دار مادہ جسے پانی میں ملا کر کپڑے کو اس میں ڈبوتے ہیں۔

ہے یعنی مضارِب نے اپنے مال کو مالِ مضارَبت میں مِلا دیا مگر چونکہ رب المال نے کہہ دیا تھا کہ اپنی رائے سے کام کرو لہٰذا اس کو ملا دینے کا اختیار تھا۔ اب یہ کپڑا فروخت ہوا اس میں رنگ کی قیمت کا جو حصہ ہے وہ تنہا مضارِب کا ہے اور خالی سفید کپڑے کا جو ثمن ہوگا وہ مضارَبت کے طور پر ہوگا مثلاً وہ تھان اس وقت دس۱۰ روپے میں فروخت ہوا اور رنگا ہوا نہ ہوتا تو آٹھ روپے میں بکتا، دو روپے مضارِب کے ہیں اور آٹھ روپے مضارَبت کے طور پر اور اگر رب المال نے یہ نہیں کہا تھا کہ تم اپنی رائے سے کام کرو تو مضارِب شریک نہیں بلکہ غاصب ہوگا۔[1] (درمختار) اور اس پچھلی صورت میں مالک کو اختیار ہے کہ کپڑا لے کر زیادتی کا معاوضہ دیدے یا سفید کپڑے کی قیمت مضارب سے تاوان لے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: کل روپے کا کپڑا خرید لیا بار برداری[3] یا دھلائی وغیرہ اپنے پاس سے خرچ کی تو مُتَبَرِّع[4] ہے کہ نہ اس کا معاوضہ ملے گا نہ اسکی وجہ سے تاوان دینا پڑے گا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: مضارِب کو یہ اختیار نہیں کہ کسی سے قرض لے اگرچہ رب المال نے صاف لفظوں میں قرض لینے کی اجازت دیدی ہو کیونکہ قرض لینے کے لیے وکیل کرنا بھی درست نہیں اگر قرض لے گا تو اس کا ذمہ دار یہ خود ہوگا رب المال سے اس کا تعلق نہیں ہوگا۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: مضارِب ایسا کام نہیں کرسکتا جس میں ضرر ہو، نہ وہ کام کرسکتا ہے جو تجار نہ کرتے ہوں، نہ ایسی میعاد پر بیع کرسکتا ہے جس میعاد پر تاجر نہیں بیچتے ہوں اور دو شخصوں کو مضارِب کیا ہے تو تنہا ایک بیع وشرا[7] نہیں کرسکتا، جب تک اپنے ساتھی سے اِجازت نہ لے لے۔[8] (بحر)

مسئلہ ۲۷: اگر بیع فاسد کے ساتھ کوئی چیز خریدی جس میں قبضہ کرنے سے مِلک ہو جاتی ہے یہ مخالفت نہیں ہے اور وہ چیز مضارَبت ہی کی کہلائے گی اور غبن فاحش کے ساتھ خریدی تو مخالفت ہے اور یہ چیز صرف مضارِب کی مِلک ہوگی اگرچہ مالک

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب المضاربة، ج۸، ص۵۰۵.

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب المضاربة، الباب التاسع فی الاستدانة...إلخ، ج۴، ص۳۰۶.

3 ......مزدوری۔ 4 ...... احسان کرنے والا۔

5 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المضاربة، الباب التاسع فی الاستدانة...إلخ، ج۴، ص۳۰۶.

6 ...... "ردالمحتار"، کتاب المضاربة، ج۸، ص۵۰۶.

7 ......یعنی خرید وفروخت۔

8 ...... "البحرالرائق"، کتاب المضاربة، ج۷، ص۴۵۰.

نے کہہ دیا ہو کہ اپنی رائے سے کام کرو اور اگر غبن فاحش کے ساتھ بیچ دی تو مخالفت نہیں ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۲۸: رب المال نے شہر یا وقت یا قسم تجارت کی تعیین کردی ہو یعنی کہہ دیا ہو کہ اس شہر میں یا اِس زمانہ میں خرید و فروخت کرنا یا فلاں قسم کی تجارت کرنا تو مضارِب پر اِسکی پابندی لازم ہے اِسکے خلاف نہیں کرسکتا۔ یوہیں اگر بائع[2] یا مشتری[3] کی تقیید کردی ہو کہہ دیا ہو کہ فلاں دکان سے خریدنا یا فلاں فلاں کے ہاتھ بیچنا اس کے خلاف بھی نہیں کرسکتا اگرچہ یہ پابندیاں اُس نے عقدِ مضاربت کرتے وقت یا روپے دیتے وقت نہ کی ہوں بعد میں یہ قیود بڑھادی ہوں، ہاں اگر مضارِب نے سودا خرید لیا اب کسی قسم کی پابندی اُسکے ذمہ کرے مثلاً یہ کہ اودھار نہ بیچنا یا دوسری جگہ نہ لے جانا وغیرہ وغیرہ، مضارِب اِن قیود کی پابندی پر مجبور نہیں مگر جبکہ سودا فروخت ہوجائے اور راس المال نقد کی صورت میں ہوجائے تو رب المال اس وقت قیود لگا سکتا ہے اور مضارِب پر اُن کی پابندی لازم ہوگی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: مضارِب سے کہہ دیا کہ فلاں شہروالوں سے بیع کرنا اُس نے اُسی شہر میں بیع کی مگر جس سے بیع کی وہ اُس شہر کا باشندہ نہیں ہے یہ جائز ہے کہ اِس شرط سے مقصود اُس شہر میں بیع کرنا ہے۔ یوہیں اگر کہہ دیا کہ صراف[5] سے خرید و فروخت کرنا اس نے صراف کے غیر سے عقد صرف کیا یہ بھی مخالفت نہیں ہے بلکہ جائز ہے کہ اِس سے مقصود عقد صرف ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: رب المال نے کپڑا خریدنے کے لیے کہہ دیا ہے تو اونی، سوتی، ریشمی، ٹسری[7] جو چاہے خرید سکتا ہے، ٹاٹ[8] دری قالین پردے وغیرہ جو از قبیل ملبوس نہیں ہیں[9]، نہیں خرید سکتا۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: رب المال نے بے فائدہ قیدیں ذکر کیں مثلاً یہ کہ نقد نہ بیچنا اسکی پابندی مضارب پر لازم نہیں اور ایسی قید جس میں فی الجملہ فائدہ ہو مثلاً اِس شہر کے فلاں بازار میں تجارت کرنا فلاں میں نہ کرنا اس کی پابندی کرنی ہوگی۔[11] (درمختار)

---

1 ...... "البحرالرائق"، کتاب المضاربة، ج۷، ص۴۵۰.

2 ...... بیچنے والا۔ 3 ...... خریدار۔

4 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب المضاربة، ج۸، ص۵۰٦.

5 ...... سونے چاندی کا کام کرنے والا۔

6 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب المضاربة، الباب السادس فيما يشترط... إلخ، ج٤، ص۲۹۸.

7 ...... مصنوعی ریشم سے تیار کیا ہوا کپڑا۔ 8 ...... بوری کا کپڑا۔ 9 ...... یعنی جو لباس کی قسم سے نہیں ہیں۔

10 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب المضاربة، الباب السادس فيما يشترط... إلخ، ج٤، ص۲۹۹.

11 ...... "الدرالمختار"، کتاب المضاربة، ج۸، ص۵۰٦.

اُدھار کی قید بیکار اُس وقت ہے جب مضارِب نے واجبی قیمت[1] پر یا اُس ثمن پر بیع کی[2] تو رب المال نے بتایا تھا اور اگر کم داموں میں بیع کردی تو مخالفت قرار پائے گی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: رب المال نے معین کردیا تھا کہ فلاں شہر میں یا اِس شہر سے مال خریدنا، مضارِب نے اس کے خلاف کیا دوسرے شہر کو مال خریدنے کے لیے چلا گیا ضامن ہوگیا یعنی اگر مال ضائع ہوگا تاوان دینا پڑے گا اور جو کچھ خریدے گا وہ مضارِب کا ہوگا مال مضارَبت نہیں ہوگا اور اگر وہاں سے کچھ خریدا نہیں بغیر خریدے واپس آگیا تو مضاربت عود کرآئی یعنی اب ضامن نہ رہا اور اگر کچھ خریدا کچھ روپیہ واپس لایا تو جو کچھ خریدلیا ہے اس میں ضامن ہے اور جو روپیہ واپس لایا ہے یہ مضارَبت پر ہوگیا۔[4] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۳۳: مال مضارَبت سے جو لونڈی، غلام خریدے گا اس کا نکاح نہیں کرسکتا ہے کہ یہ بات تجار کی عادت سے نہیں۔ ایسے غلام کو نہیں خرید سکتا جو خریدنے سے رب المال کی جانب سے آزاد ہوجائے مثلاً رب المال کا ذی رحم محرم[5] ہے کہ اگر اُس کی مِلک میں آجائے گا آزاد ہوجائے گا یا رب المال نے کسی غلام کی نسبت کہا ہے کہ اگر میں اس کا مالک ہوجاؤں تو آزاد ہے کہ ان سب کی خریداری مقصد تجارت کے خلاف ہے اگر خریدے گا تو مضارِب ان کا مالک ہوگا اور اُس کو اپنے پاس سے ثمن دینا ہوگا راس المال سے ثمن نہیں دے سکتا بخلاف وکیل بالشراء[6] کے کہ اگر قرینہ نہ ہو تو یہ ایسے غلاموں کو خرید سکتا ہے اور وہ مؤکل کی ملک ہوں گے اور آزاد ہوجائیں گے قرینہ کی صورت یہ ہے کہ مؤکل نے کہا ہے ایک غلام میرے لیے خریدو میں اُسے بیچوں گا یا اُس سے خدمت لوں گا یا کنیز[7] خریدو جس کو فراش بناؤں گا[8] ان صورتوں میں وکیل بھی ایسے غلام و کنیز کو نہیں خرید سکتا جو موکل پر آزاد ہوجائیں۔[9] (بحر، درمختار، ہدایہ)

---

1 ...... رائج قیمت، بازاری قیمت۔ 2 ...... یعنی کم قیمت پر بیچی۔

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المضاربة، الباب السادس فيما يشترط... إلخ، ج٤، ص٢٩٨، ٢٩٩.

4 ......"البحرالرائق"، كتاب المضاربة، ج٧، ص٤٥٠.

و"الدرالمختار"، كتاب المضاربة، ج٨، ص٥٠٦.

5 ...... یعنی نسب کی رو سے ان میں باہم وہ رشتہ ہے جو ہمیشہ ہمیشہ حرمت نکاح کا موجب ہوتا ہے۔

6 ...... خریدنے کا وکیل۔ 7 ...... لونڈی۔ 8 ...... یعنی اس سے صحبت، مجامعت کروں گا۔

9 ......"البحرالرائق"، كتاب المضاربة، ج٧، ص٤٥١.

و"الدرالمختار"، كتاب المضاربة، ج٨، ص٥٠٧.

و"الهداية"، كتاب المضاربة، ج٢، ص٢٠٣.

مسئلہ ۳۴: اگر مال میں نفع ہو تو مضارِب ایسے غلام کو بھی نہیں خرید سکتا جو خود اُسکی جانب سے آزاد ہو جائے کیونکہ اس وقت بقدر اپنے حصہ کے خود مضارِب بھی اوس کا مالک ہو جائے گا اور وہ آزاد ہو جائے گا، یہاں نفع کا صرف اتنا مطلب ہے کہ اس غلام کی واجبی قیمت راس المال سے زیادہ ہو مثلاً ایک ہزار میں خریدا ہے اور یہی راس المال تھا مگر یہ غلام ایسا ہے کہ بازار میں اس کے بارہ سو ملیں گے معلوم ہوا کہ دوسو کا نفع ہے جس میں ایک سو مضارِب کے ہیں لہٰذا بارہ حصہ میں سے ایک حصہ کا مضارِب مالک ہے اور یہ آزاد ہے پس اس صورت میں یہ غلام مضاربت کا نہیں ہے بلکہ تنہا مضارِب کا قرار پائے گا اور پورا آزاد ہو جائے گا۔ اور اگر نفع نہ ہو تو یہ غلام مضاربت کا ہوگا اور آزاد نہیں ہوگا۔[1] (درمختار، ہدایہ)

مسئلہ ۳۵: مال میں نفع نہیں تھا اور مضارِب نے ایسا غلام خریدا کہ اگر مضارِب اُس کا مالک ہو جائے تو وہ آزاد ہو جائے اس کی خریداری از جانبِ مضاربت صحیح ہوگئی مگر خریدنے کے بعد بازار کا نرخ تیز ہوگیا اب اس میں نفع ظاہر ہوگیا یعنی جب خریدا تھا اُس وقت ہزار ہی کا تھا اور ہزار میں خریدا مگر اب اس کی قیمت بارہ سو ہوگئی تو مضارِب کا حصہ آزاد ہوگیا مگر مضارِب کو تاوان نہیں دینا ہوگا اس لیے کہ اُس نے قصداً[2] مالک کو نقصان نہیں پہنچایا ہے بلکہ غلام سے سعی[3] کرا کر رب المال کا حصہ پورا کرایا جائے گا۔ اور اگر شریک[4] نے ایسا غلام خریدا ہوتا جو دوسرے شریک کی طرف سے آزاد ہوتا یا باپ یا وصی[5] نے نابالغ کے لیے ایسا غلام خریدا ہوتا جو نابالغ کی طرف سے آزاد ہوتا تو یہ غلام اُسی خریدنے والے کا قرار پاتا شریک یا نابالغ سے اس کو تعلق نہ ہوتا۔[6] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۳۶: مضارِب نے ایسے شخص سے بیع و شراء کی[7] جس کے حق میں اس کی گواہی مقبول نہیں مثلاً اپنے باپ یا بیٹے یا زوجہ سے، اگر یہ بیع واجبی قیمت پر ہوئی تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔[8] (عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب المضاربة، ج٨، ص٥٠٦.
و"الهداية"، کتاب المضاربة، ج٢، ص٢٠٣.

2 ...... جان بوجھ کر۔

3 ...... محنت مزدوری۔

4 ...... حصہ دار۔

5 ...... جس کو میت نے اپنی وصیت پوری کرنے کے لیے مقرر کیا ہو۔

6 ...... "الهداية"، کتاب المضاربة، ج٢، ص٢٠٣.
و"الدرالمختار"، کتاب المضاربة، ج٨، ص٥٠٧.

7 ...... خرید وفروخت۔

8 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب المضاربة، الباب الرابع فيما يملك المضارب...إلخ، ج٤، ص٢٩٤.

مسئلہ ۳۷: مضارِب نے مالِ مضاربت سے کوئی چیز خریدی اس کے بعد گواہوں کے سامنے اُسی چیز کو اپنے لیے خریدتا ہے یہ نا جائز ہے اگرچہ رب المال نے کہہ دیا ہو کہ تم اپنی رائے سے کام کرنا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: مضارِب نے بلا اجازتِ رب المال دوسرے شخص کو بطور مضاربت مال دیدیا، محض دینے سے مضارِب ضامن نہیں ہوگا جب تک دوسرا شخص کام کرنا شروع نہ کردے اور دوسرے نے کام کرنا شروع کردیا تو مضاربِ اول ضامن ہوگیا ہاں اگر دوسری مضاربت (جو مضارِب نے کی ہے) فاسد ہو تو باوجود مضارِبِ ثانی کے عمل کرنے کے بھی مضاربِ اوّل ضامن نہیں ہے اگرچہ اُس دوسرے نے جو کچھ کام کیا ہے اُس میں نفع ہو بلکہ اس صورتِ مضاربت فاسدہ میں مضاربِ ثانی کو اُجرت مثل ملے گی جو مضارب دے گا اور رب المال نے جو نفع مضاربِ اول سے ٹھہرایا ہے وہ لے گا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۹: صورت مذکورہ میں مضارِب ثانی کے پاس سے عمل کرنے کے پہلے مال ضائع ہوگیا تو ضمان کسی پر نہیں، نہ مضارب اول پر،[3] نہ مضارِب ثانی پر[4] اور اگر مضارِب ثانی سے کسی نے مال غصب کرلیا جب بھی اِن دونوں پر ضمان نہیں بلکہ غاصب سے تاوان لیا جائے گا اور اگر مضارِب ثانی نے خود ہلاک کردیا یا کسی کو ہبہ کردیا تو خاص اس ثانی سے ضمان لیا جائے گا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۴۰: اگر مضارِب ثانی نے کام شروع کردیا تو رب المال کو اختیار ہے جس سے چاہے راس المال کا ضمان لے اول سے یا ثانی سے، اگر اول سے ضمان لیا تو ان دونوں کے مابین جو مضاربت ہوئی ہے وہ صحیح ہوجائے گی اور نفع دونوں کے لیے حلال ہوگا اور اگر دوسرے سے ضمان لیا تو وہ اوّل سے واپس لے گا اور مضاربت دونوں کے مابین صحیح ہوجائے گی مگر نفع پہلے کے لیے حلال نہیں ہے دوسرے کے لیے حلال ہے۔ اور اگر مضارِب ثانی نے کسی تیسرے کو مضاربت کے طور پر مال دیدیا اور مضارِب اوّل نے ثانی سے کہہ دیا تھا کہ تم اپنی رائے سے کام کرو تو رب المال کو اختیار ہے، اِن تینوں میں سے جس سے چاہے ضمان لے اگر اُس نے تیسرے سے لیا تو یہ دوسرے سے لے گا اور دوسرا پہلے سے اور پہلا کسی سے نہیں۔[6] (بحر، درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب المضاربة، الباب الرابع فیما یملك المضارب... إلخ، ج٤، ص٢٩٤.

[2] ......"الدرالمختار"، کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، ج٨، ص٥٠٩.

[3] ......یعنی نہ پہلے مضارِب پر۔ [4] ......نہ دوسرے مضارِب پر۔

[5] ......"الدرالمختار"، کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، ج٨، ص٥٠٩.

[6] ......"البحرالرائق"، کتاب المضاربة، باب المضاربة یضارب، ج٧، ص٤٥٣.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، ج٨، ص٥٠٩.

مسئلہ ۴۱: صورت مذکورہ میں کہ بغیر اجازت مضارِب نے دوسرے کو مال دے دیا ہے مالک تاوان لینا نہیں چاہتا بلکہ نفع لینا چاہتا ہے اس کا اُسے اختیار نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۲: بغیر اجازت مالک مضارِب نے بطور مضاربت کسی کو مال دے دیا اور پہلی مضاربت فاسد تھی دوسری صحیح ہے تو کسی پر ضمان نہیں اور پورا نفع رب المال کو ملے گا اور مضارِب اوّل کو اُجرت مثل دی جائے گی اور مضارِب دوم مضارب اوّل سے وہ لے گا جو دونوں میں طے پایا ہے اور اگر پہلی صحیح ہے دوسری فاسد تو مضارِب اوّل وہ لے گا جو طے پایا ہے اور مضارِب دوم کو اُجرت مثل ملے گی جو مضارِب اوّل سے لے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: مضارِب دوم نے مال ہلاک کر دیا یا ہبہ کر دیا تو تاوان صرف اُسی سے لیا جائے گا اوّل سے نہیں لیا جائے گا اور اگر مضارِب دوم سے کسی نے مال غصب کرلیا تو تاوان غاصب سے لیا جائے گا نہ اوّل سے لیا جائے گا نہ دوم سے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: مضارِب اول کو مضاربت کے طور پر مال دینے کی اجازت تھی اور اُس نے دے دیا اور ان دونوں کے مابین یہ طے پایا ہے کہ مضارِب ثانی کو نفع کی تہائی ملے گی اور اس کی تجارت میں نفع بھی ہوا اگر مضارِب اوّل اور مالک کے درمیان نصف نصف نفع کی شرط تھی یا مالک نے یہ کہا تھا کہ خدا جو کچھ نفع دے گا وہ میرے تمھارے درمیان نصف نصف ہے یا اتنا ہی کہا تھا کہ نفع میرے اور تمھارے مابین ہوگا تو نفع میں سے آدھا مالک لے گا اور ایک تہائی مضارِب ثانی لے گا اور چھٹا حصہ مضارِب اوّل کا ہے اور اگر مالک نے یہ کہا تھا کہ خدا تمھیں جو کچھ نفع دے گا یا یہ کہا تھا کہ تمھیں جو کچھ نفع ہو وہ میرے اور تمھارے مابین نصف نصف یا اسی قسم کے دیگر الفاظ، اِس صورت میں ایک تہائی مضارِب ثانی کی اور بقیہ میں مالک اور مضارِب اول دونوں برابر کے شریک یعنی ہر ایک کو ایک ایک تہائی ملے گی، یوہیں اگر مضارِب ثانی کے لیے تہائی سے زیادہ یا کم کی شرط تھی تو جو اس کے لیے ٹھہرا تھا یہ لے اور باقی ان دونوں میں نصف نصف تقسیم ہو، یوہیں اگر مالک نے کہہ دیا تھا کہ جو کچھ تمھیں نفع ہو وہ ہم دونوں کے مابین نصف نصف اور اس نے دوسرے کو نصف نفع پر دے دیا تو جو کچھ نفع ہوگا مضارِب ثانی اس میں سے نصف لے لے گا اور مابقی[4] ان دونوں کے مابین نصف نصف اور اگر مالک نے کہا تھا کہ خدا اس میں جو

---

[1] ...... "الدرالمختار"، کتاب المضاربة،باب المضارب يضارب، ج٨،ص ٥١٠.

[2] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المضاربة،الباب السابع في المضارب... إلخ، ج٤،ص٢٩٩.

[3] ...... المرجع السابق.

[4] ......یعنی جو کچھ بچے۔

نفع دے گا یا خدا کا جو کچھ فضل ہوگا وہ دونوں کے مابین نصف نصف اور مضارب اوّل نے دوسرے کو نصف نفع پر دے دیا تو جو کچھ نفع ہوگا اُس میں سے آدھا مضارِب ثانی لے گا اور آدھا مالک لے گا اور مضارِب اوّل کے لیے کچھ نہیں بچا اور اگر اس صورت میں مضارِب اوّل نے دوسرے سے دو تہائی نفع کے لیے کہہ دیا تھا تو آدھا نفع مالک لے گا اور دو تہائی مضارِب ثانی کی ہوگی یعنی جو کچھ نفع ہوا ہے اُس کا چھٹا حصہ مضارِب اوّل دوسرے کو اپنے گھر سے دے گا تا کہ دو تہائیاں پوری ہوں۔[1] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۴۵: مضارِب اوّل نے مضارِب دوم کو یہ کہہ دیا کہ تم اپنی رائے سے کام کرو اور مضارِب اوّل کو مالک نے بھی یہی کہہ دیا تھا تو مضارِب دوم تیسرے شخص کو مضاربت پر دے سکتا ہے اور اگر مضارِب اوّل نے یہ کہہ کر نہیں دیا تھا کہ اپنی رائے سے کام کرو تو مضارِب دوم سوم کو نہیں دے سکتا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: مضارِب نے یہ شرط کی تھی کہ ایک تہائی مالک کی اور ایک تہائی مالک کے غلام کی وہ بھی میرے ساتھ کام کرے گا اور ایک تہائی میری، یہ بھی صحیح ہے اور نفع اسی طرح تقسیم ہوگا اس کا مُحصّل[3] یہ ہوا کہ دو تہائیاں مالک کی اور ایک مضارِب کی۔ اور اگر مضارِب نے اپنے غلام کے لیے ایک تہائی رکھی ہے اور ایک تہائی مالک کی اور ایک اپنی اور غلام کے عمل کی شرط نہیں کی ہے تو یہ ناجائز ہے اور اس کا حصہ رب المال کو ملے گا یہ[4] جبکہ غلام پر دَین ہو، ورنہ صحیح ہے اُس کے عمل کی شرط ہو یا نہ ہو اور اُس کے حصہ کا نفع مضارِب کے لیے ہوگا۔[5] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۴۷: غلام ماذون نے اجنبی کے ساتھ عقدِ مضارَبت کیا اور اپنے مولیٰ کے کام کرنے کی شرط کر دی اگر ماذون پر دَین نہیں ہے یہ مضارَبت صحیح نہیں ورنہ صحیح ہے اسی طرح یہ شرط کہ مضارِب اپنے مضارِب کے ساتھ یعنی مضارِب اوّل مضارِب ثانی کے ساتھ کام کرے گا یا مضارِب ثانی کے ساتھ مالک کام کرے گا جائز نہیں ہے اس سے مضارَبت فاسد ہو جاتی ہے۔[6] (درمختار)

---

1 ......"الهداية"، كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ج٢، ص٢٠٥.
و"الدرالمختار"، كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ج٨، ص٥١٠.

2 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب المضاربة، الباب السابع في المضارب... إلخ، ج٤، ص٣٠٠.

3 ......حاصل۔ 4 ......یعنی یہ اُس وقت ہے۔

5 ......"الدرالمختار"، كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ج٨، ص٥١٠.
و"البحرالرائق"، كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ج٧، ص٤٥٤.

6 ......"الدرالمختار"، كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ج٨، ص٥١١.

مسئلہ ۴۸: یہ شرط کی کہ اتنا نفع مسکینوں کو دیا جائے گا یا حج میں دیا جائے گا یا گردن چھڑانے میں یعنی مکاتب کی آزادی میں اس سے مدد دی جائے گی یا مضارِب کی عورت کو یا اُس کے مکاتب کو دیا جائے گا یہ شرط صحیح نہیں ہے مگر مضاربت صحیح ہے اور یہ حصہ جو شرط کیا گیا ہے رب المال کو ملے گا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۹: یہ شرط کی کہ نفع کا اتنا حصہ مضارِب جس کو چاہے دے دے اگر اُس نے اپنے لیے یا مالک کے لیے چاہا تو یہ شرط صحیح ہے اور کسی اجنبی کے لیے چاہا تو صحیح نہیں۔ اجنبی کے لیے نفع کا حصہ دینا شرط کیا اگر اُس کا عمل بھی مشروط ہے یعنی وہ بھی کام کرے گا اور اتنا اُسے دیا جائے گا تو شرط صحیح ہے اور اُس کا کام کرنا شرط نہ ہو تو صحیح نہیں اور اس کے لیے جو کچھ دینا قرار پایا ہے مالک کو دیا جائے گا۔ یہ شرط ہے کہ نفع کا اتنا حصہ دَین کے ادا کرنے میں صرف کیا جائے گا یعنی مالک کا دَین اُس سے ادا کیا جائے گا یا مضارِب کا دَین ادا کیا جائے گا یہ شرط صحیح ہے اور یہ حصہ اُس کا ہے جس کا دَین ادا کرنا شرط ہے اور اُس کو اِس بات پر مجبور نہیں کرسکتے کہ قرض خواہوں کو دے دے۔[2] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۵۰: دونوں میں سے ایک کے مرجانے سے مضاربت باطل ہوجاتی ہے، دونوں میں سے ایک مجنون ہوجائے اور جنون بھی مطبق[3] ہو تو مضاربت باطل ہوجائے گی مگر مالِ مضاربت اگر سامانِ تجارت کی شکل میں ہے اور مضارِب مرگیا تو اُس کا وصی ان سب کو بیچ ڈالے اور اگر مالک مرگیا اور مالِ تجارت نقد کی صورت میں ہے تو مضارِب اس میں تصرّف نہیں کرسکتا[4] ہے اور سامان کی شکل میں ہے تو اُس کو سفر میں نہیں لے جاسکتا، بیع کرسکتا ہے۔[5] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۵۱: مضارِب مرگیا اور مالِ مضاربت کا پتہ نہیں چلتا کہ کہاں ہے یہ مضارِب کے ذمّہ دَین ہے جو اُس کے ترکہ سے وصول کیا جائے گا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵۲: مضارِب مرگیا اُس کے ذمّہ دَین ہے مگر مالِ مضاربت معروف ومشہور ہے لوگ جانتے ہیں کہ یہ چیزیں

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، ج۸، ص ۵۱۱.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، ج۸، ص ۵۱۲.

و"البحرالرائق"، کتاب المضاربة، باب المضاربة یضارب، ج۷، ص ۴۵۵.

3 ......ایسا جنون جو ایک ماہ مسلسل رہے۔

4 ......یعنی اپنے استعمال میں نہیں لاسکتا۔

5 ......"الهداية"، کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، فصل فی العزل والقسمة، ج۲، ص ۲۰۶.

و"الدرالمختار"، کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، ج۸، ص ۵۱۲.

6 ......"الدرالمختار"، کتاب المضاربة، فصل فی المتفرقات، ج۸، ص ۵۲۴.

مضارَبت کی ہیں دَین والے اس مال سے دَین وصول نہیں کرسکتے بلکہ راس المال اور نفع کا حصہ رب المال لے گا نفع میں جو مضارِب کا حصہ ہے وہ دَین والے اپنے دَین میں لے سکتے ہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۳: رب المال معاذاللہ مرتد ہوکر دارالحرب کو چلا گیا تو مضاربت باطل ہوگئی اور مضارِب مرتد ہوگیا تو مضاربت بدستور باقی ہے پھر اگر مرجائے یا قتل کیا جائے یا دارالحرب کو چلا جائے اور قاضی نے یہ اعلان بھی کردیا کہ وہ چلا گیا تو اس صورت میں مضاربت باطل ہوگئی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۴: مضارِب کو رب المال معزول کرسکتا ہے بشرطیکہ اُس کو معزولی کا علم ہوجائے یہ خبر دو مردوں کے ذریعہ سے اُسے ملی یا ایک عادل نے اُسے خبر دی یا مالک کے قاصد نے خبر دی اگرچہ یہ قاصد بالغ بھی نہ ہو، سمجھ وال ہونا کافی ہے اور اگر مالک نے معزول کردیا مگر مضارِب کو خبر نہ ہوئی تو معزول نہیں جو کچھ تصرّف[3] کرے گا صحیح ہوگا۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۵: مضارِب معزول ہوا اور مال نقد کی صورت میں ہے یعنی روپیہ اشرفی ہے تو اس میں تصرّف کرنے کی اجازت نہیں ہاں اگر راس المال روپیہ تھا اور اس وقت اشرفی ہے تو ان کو بھنا کر[5] روپیہ کرلے اسی طرح اگر راس المال اشرفی تھا اور اس وقت روپیہ ہے تو ان کی اشرفیاں کرلے تاکہ نفع کا راس المال سے اچھی طرح امتیاز ہوسکے۔[6] (ہدایہ) یہی حکم رب المال کے مرنے کی صورت میں ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: مضارِب معزول ہوا یا مالک مرگیا اور مال سامان (یعنی غیرنقد) کی شکل میں ہے تو مضارِب ان چیزوں کو بیچ کر نقد جمع کرے اُدھار بیچنے کی بھی اجازت ہے اور جو روپیہ آتا جائے ان سے پھر چیز خریدنی جائز نہیں۔ مالک کو یہ اختیار نہیں کہ مضارِب کو اس صورت میں سامان بیچنے سے روک دے بلکہ یہ بھی نہیں کرسکتا ہے کہ کسی قسم کی قید اس کے ذمہ لگائے۔[8] (درمختار)

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب المضاربة،فصل فی المتفرقات،ج۸،ص۵۲۵.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب المضاربة،باب المضارب یضارب،ج۸،ص۵۱۲.

3 ...... خرید وفروخت، کام کاج۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب المضاربة،باب المضارب یضارب،ج۸،ص۵۱۳،وغیرہ.

5 ...... سکے کی ریزگاری لے کر، سکہ تڑا کر۔

6 ......"الهداية"، کتاب المضاربة،باب المضارب یضارب،فصل فی العزل والقسمة،ج۲،ص۲۰۷.

7 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب المضاربة،الباب الثامن عشرفی عزل المضارب ...الخ،ج۴،ص۳۲۹.

8 ......"الدرالمختار"، کتاب المضاربة،باب المضارب یضارب،ج۸،ص۵۱۳.

مسئلہ ۵۷: پیسے راس المال تھے مگر اس وقت مضارِب کے پاس روپے ہیں اور مالک نے مضارِب کو خرید و فروخت سے منع کر دیا تو مضارِب سامان نہیں خرید سکتا مگر روپے کو بھنا کر پیسے کر سکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۸: رب المال و مضارِب دونوں جدا ہوتے ہیں مضارَبت کو ختم کرتے ہیں اور مال بہت لوگوں کے ذمہ باقی ہے اور نفع بھی ہے دَین وصول کرنے پر مضارِب مجبور کیا جائے گا اور اگر نفع کچھ نہیں ہے صرف راس المال ہی بھر ہے یا شاید یہ بھی نہ ہو اس صورت میں مضارِب کو دَین وصول کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ نفع نہ ہونے کی صورت میں یہ متبرّع ہے[2] اور متبرّع کو کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ہاں اُس سے کہا جائے گا کہ رب المال کو دَین وصول کرنے کے لیے وکیل کر دے کیونکہ بیع کی ہوئی مضارب کی ہے اور اُس کے حقوق اُسی کے لیے ہیں، وکیل بالبیع[3] اور مستبضع[4] کا بھی یہی حکم ہے کہ ان کو وصول کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا مگر اس پر مجبور کیے جائیں گے کہ موکل[5] و مالک کو وکیل کر دیں بخلاف دلال اور آڑھتی[6] کے کہ یہ ثمن وصول کرنے پر مجبور ہیں۔[7] (ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ ۵۹: مضارَبت کا مال لوگوں کے ذمہ باقی ہے مالک نے مضارِب کو وصول کرنے سے منع کر دیا اُس کو اندیشہ ہے کہ مضارِب وصول کر کے کھا نہ جائے مالک کہتا ہے کہ میں خود وصول کروں گا تو اگر مال میں نفع ہے تو مضارِب ہی کو وصول کرنے کا حق ہے اور نفع نہیں ہے تو مضارِب کو روک سکتا ہے پھر نفع کی صورت میں جن لوگوں پر دَین ہے اُسی شہر میں ہیں تو وصولی کے زمانہ کا نفقہ[8] مضارِب کو نہیں ملے گا اور دوسرے شہر میں ہیں تو مضارِب کے سفر کے اخراجات مالِ مضاربت سے دیے جائیں گے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: مال مضاربت سے جو کچھ خریدا ہے اس کے عیب پر مضارِب کو اطلاع ہوئی تو مضارِب ہی کو دعویٰ کرنا ہوگا

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب المضاربة، الباب الثامن عشر فی عزل المضارب...الخ، ج٤، ص٣٢٩.

2 ......یعنی احسان کرنے والا۔ 3 ......بیچنے کا وکیل۔

4 ......جس کو کام کرنے کے لیے اس طور پر مال دیا گیا ہو کہ تمام نفع مال والے کو ملے گا۔

5 ......وکیل کرنے والا۔ 6 ......ایجنٹ۔

7 ......"الهدایة"، کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، فصل فی العزل و القسمة، ج٢، ص٢٠٧.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب المضاربة، الباب الثامن عشر فی عزل المضارب...إلخ، ج٤، ص٣٢٩، ٣٣٠.

8 ......کھانے، پینے وغیرہ کے اخراجات۔

8 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب المضاربة، الباب الثامن عشر فی عزل المضارب...إلخ، ج٤، ص٣٣٠.

رب المال کو اِس سے تعلّق نہیں اور اگر بائع یہ کہتا ہے کہ عیب پر یہ راضی ہوگیا تھا یا میں نے عیب سے براءت کرلی تھی یا عیب پر مطلع ہونے کے بعد یہ خود بیع کررہا تھا تو مضارِب پر حلف [1] دیا جائے گا پھر اگر مضارِب ان اُمور کا اقرار کرلے یا حلف سے نکول [2] کرے تو بائع پر [3] واپس نہیں کیا جائے گا اور یہ مضاربت کا مال قرار پائے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۱: مضارِب نے مال بیچا مشتری [5] کہتا ہے اس میں عیب ہے اور یہ عیب اِس مدت میں مشتری کے یہاں پیدا ہوسکتا ہے اور مضارِب نے اقرار کرلیا کہ یہ عیب میرے یہاں تھا اس کے اقرار کی وجہ سے قاضی نے واپس کردیا یا اس نے بغیر قضائے قاضی [6] خود واپس لے لیا یا مشتری نے اِقالہ چاہا اس نے اقالہ کرلیا یہ سب جائز ہے یعنی اب بھی یہ مضاربت کا مال ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۲: جس چیز کو مضارِب نے خریدا اُسے دیکھا نہیں تو مضارِب کو خیارِ رویت حاصل ہے اگرچہ رب المال دیکھ چکا ہے۔ دیکھنے کے بعد مضارِب کو ناپسند ہے واپس کرسکتا ہے اور اگر مضارِب دیکھ چکا ہے تو خیارِ رویت حاصل نہیں اگرچہ رب المال نے نہ دیکھی ہو۔[8] (عالمگیری)

(نفع کی تقسیم)

مسئلہ ۶۳: مالِ مضاربت سے جو کچھ ہلاک اور ضائع ہوگا وہ نفع کی طرف شمار ہوگا راس المال میں نقصانات کو نہیں شمار کیا جاسکتا مثلاً سو روپے تھے تجارت میں بیس۲۰ روپے کا نفع ہوا اور دس۱۰ روپے ضائع ہوگئے تو یہ نفع میں منہا کیے جائیں گے یعنی اب دس۱۰ ہی روپے نفع کے باقی ہیں اگر نقصان اتنا ہوا کہ نفع اُس کو پورا نہیں کرسکتا مثلاً بیس۲۰ نفع کے ہیں اور پچاس۵۰ کا نقصان ہوا تو یہ نقصان راس المال میں ہوگا مضارِب سے کل یا نصف نہیں لے سکتا کیونکہ وہ امین ہے اور امین پر ضمان نہیں اگرچہ وہ نقصان مضارِب کے ہی فعل سے ہوا ہو ہاں اگر جان بوجھ کر قصداً اُس نے نقصان پہنچایا مثلاً شیشہ کی چیز قصداً [9] اُس نے پٹک دی

---

1 ......قسم۔ 2 ......انکار۔ 3 ......بیچنے والے پر۔

4 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب المضاربۃ،الباب العاشر فی خیار العیب، ج٤،ص٣٠٨، ٣٠٩.

5 ......خریدار۔ 6 ......قاضی کے فیصلے کے بغیر۔

7 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب المضاربۃ،الباب العاشر فی خیار العیب، ج٤،ص٣٠٩.

8 ......المرجع السابق.

9 ......ارادۃً ، جان بوجھ کر۔

اس صورت میں تاوان دینا ہوگا کہ اس کی اُسے اجازت نہ تھی۔[1] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۶۴: مضاربت میں نفع کی تقسیم اُس وقت صحیح ہوگی کہ راس المال رب المال کو دے دیا جائے راس المال دینے سے قبل تقسیم باطل ہے یعنی فرض کرو کہ راس المال ہلاک ہوگیا تو نفع واپس کرکے راس المال پورا کریں اس کے بعد اگر کچھ بچے توحسبِ قرارداد تقسیم کرلیں مثلاً ایک ہزار راس المال ہے اور ایک ہزار نفع۔ پان پانسو دونوں نے نفع کے لے لیے اور راس المال مضارب ہی کے پاس رہا کہ اس سے وہ پھر تجارت کرے گا یہ ہزار ہلاک ہوگئے کام کرنے سے پہلے ہلاک ہوئے یا بعد میں، بہر حال مضارب پانسو کی رقم رب المال کو واپس کردے اور خرچ کرچکا ہے تو اپنے پاس سے پانسو دے، کہ یہ رقم اور رب المال جو لے چکا ہے وہ راس المال میں محسوب[2] ہے اور نفع کا ہلاک ہونا تصور ہوگا اور دو ہزار نفع کے تھے ایک ایک ہزار دونوں نے لیے تھے اسکے بعد راس المال ہلاک ہوا تو ایک ہزار جو مالک کو ملے ہیں ان کو راس المال تصور کیا جائے اور مضارب کے پاس جو ایک ہزار ہیں وہ نفع کے ہیں اِن میں سے رب المال پانسو وصول کرے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۵: راس المال لے لینے کے بعد تقسیم صحیح ہے یعنی اب کوئی خرابی پڑے تو تقسیم پر اس کا کچھ اثر نہ ہوگا مثلاً راس المال لے لینے کے بعد نفع تقسیم کیا گیا پھر وہی راس المال مضارب کو بطور مضاربت دے دیا تو یہ جدید مضاربت ہے کہ مضارب کے پاس راس المال ہلاک ہو تو پہلی تقسیم نہیں توڑی جائے گی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۶: رب المال و مضارِب دونوں سال پر یا ششماہی یا ماہوار حساب کرکے نفع تقسیم کرلیتے ہیں اور مضاربت کو حسبِ دستور باقی رکھتے ہیں اس کے بعد کُل مال یا بعض مال ہلاک ہوجائے تو دونوں نفع کی اتنی اتنی مقدار واپس کریں کہ راس المال پورا ہوجائے اور اگر سارا نفع واپس کرنے پر بھی راس المال پورا نہیں ہوتا تو سارا نفع واپس کرکے مالک کو دے دیں اس کے بعد جو اور کمی رہ گئی ہے اُس کا تاوان نہیں اور اگر نفع کی رقم تقسیم کرنے کے بعد مضاربت کو توڑ دیتے ہیں اگرچہ یہ تقسیم راس المال ادا کرنے سے قبل ہوئی ہو اس کے بعد پھر جدید عقد کرکے کام کرتے ہیں تو جو نفع تقسیم ہو چکا ہے وہ واپس نہیں لیا جاسکتا بلکہ جتنا نقصان ہوگا وہ نفع کے بعد راس المال ہی پر ڈالا جائے گا کیوں کہ اِس جدید

---

1 ...... "الهداية"، كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، فصل فى العزل والقسمة، ج٢، ص٢٠٧.

و"الدرالمختار"، كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ج٨، ص٥١٤.

2 ...... شمار۔

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المضاربة، الباب السادس عشر فى قسمة الربح، ج٤، ص٣٢١.

4 ...... المرجع السابق.

مضاربت کو پہلی مضارَبت سے کوئی تعلق نہیں ہے مضارِب کو نقصان سے بچنے کی یہ اچھی ترکیب ہے۔[1] (ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ ۶۷: راس المال دینے کے بعد نفع کی تقسیم ہوئی مگر مالک کا حصہ بھی مضارِب ہی کے پاس رہا اُس نے ابھی قبضہ نہیں کیا تھا کہ یہ رقم ضائع ہوگئی تو تنہا مالک کا حصہ ضائع ہونا نہیں تصوّر کیا جائے گا بلکہ دونوں کا نقصان قرار پائے گا لہٰذا مضارِب کے پاس نفع کی جو رقم ہے اُسے دونوں تقسیم کرلیں اور اگر مضارِب کا حصہ ضائع ہوا تو یہ خاص اسی کا نقصان ہے کیونکہ یہ اپنے حصہ پر قبضہ کرچکا تھا اس کی وجہ سے تقسیم نہ توڑی جائے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۸: نفع کے متعلق جو قرارداد ہوچکی ہے مثلاً نصف نصف یا کم وبیش اس میں کمی زیادتی کرنا جائز ہے مثلاً رب المال نے نصف نفع لینے کو کہا تھا اب کہتا ہے میں ایک تہائی ہی لوں گا یعنی مضارِب کا حصہ بڑھادیا یوہیں مضارِب اپنا حصہ کم کردے یہ بھی جائز ہے اِسی جدید قرارداد پر نفع کی تقسیم ہوگی اگرچہ نفع اس قرارداد سے پہلے حاصل ہوچکا ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۹: وقتاً فوقتاً مضارِب سے سو، پچاس، دس، بیس روپے لیتا رہا اور دیتے وقت مضارِب یہ کہتا تھا کہ یہ نفع ہے اب تقسیم کے وقت کہتا ہے نفع ہوا ہی نہیں وہ جو میں نے دیا تھا راس المال میں سے دیا تھا مضارِب کی بات قابل قبول نہیں۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۷۰: مالک نے مضارِب سے کہا میرا راس المال مجھے دےدو جو باقی بچے تمھارا ہے اگر مال موجود ہے اِس طرح کہنا ناجائز ہے یعنی مضارِب مابقی[5] کا مالک نہ ہوگا کہ یہ ہبۂ مجہولہ[6] ہے اور ایسا ہبہ جائز نہیں اور مضارِب صرف[7] کرچکا ہے تو یہ کہنا جائز ہے کہ اپنا مطالبہ معاف کرنا ہے اور اسکے لیے جہالت مضر نہیں۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۱: مضارِب نے رب المال کو کچھ مال یا کل مال بضاعت کے طور پر دےدیا ہے کہ وہ کام کرے گا مگر اس کام کا اُسے بدلہ نہیں دیا جائے گا اور رب المال نے خرید وفروخت کرنا شروع کردیا اس سے مضاربت پر کچھ اثر نہیں پڑتا وہ

---

[1]...... "الهداية"، كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، فصل في العزل والقسمة، ج۲، ص۲۰۷.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب المضاربة، الباب السادس عشر في قسمة الربح، ج٤، ص۳۲۱، ۳۲۲.

[2]...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المضاربة، الباب السادس عشر في قسمة الربح، ج٤، ص۳۲۲.

[3]...... المرجع السابق.

[4]...... "الفتاوى الخانية"، كتاب المضاربة، ج۲، ص۲۱۹.

[5]...... یعنی جو باقی بچے۔

[6]...... نامعلوم چیز کا ہبہ کرنا۔

[7]...... خرچ۔

[8]...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المضاربة، الباب السادس عشر في قسمة الربح، ج٤، ص۳۲۲.

بدستور سابق باقی ہے اور اگر مالک نے مضارِب کی بغیر اجازت مال لے کر خرید و فروخت کی تو مضاربت باطل ہوگئی اگر راس المال نقد ہو اور اگر راس المال سامان ہو اُس کو بغیر اجازت لے گیا اور اس کو سامان کے عوض میں بیع کیا تو مضاربت باطل نہیں ہوئی اور اگر روپے اشرفی کے بدلے میں بیچ دیا تو باطل ہوگئی۔[1] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۲۷: مضارِب نے رب المال کو مضاربت کے طور پر مال دیا یہ جائز نہیں یعنی یہ دوسری مضاربت صحیح نہیں ہے اور وہ پہلی مضاربت حسب دستور باقی ہے۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۸: مضارِب جب تک اپنے شہر میں کام کرتا ہے کھانے پینے اور دیگر مصارِف[3] مال مضاربت میں نہیں ہوں گے بلکہ تمام اخراجات کا تعلق مضارِب کی ذات سے ہوگا اور اگر پردیس جائے گا تو کھانا پینا کپڑا سواری اور عادۃً جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے جن کے متعلق تاجروں کا عرف ہو یہ سب مصارِف مالِ مضاربت میں سے ہوں گے دوا وعلاج میں جو کچھ صرف ہوگا وہ مضاربت سے نہیں ملے گا یہ اُس صورت میں ہے کہ مضاربت صحیح ہو اور اگر مضاربت فاسد ہو تو پردیس جانے کے بعد بھی مصارِف اُس کی ذات پر ہوں گے مال مضاربت سے نہیں لے سکتا اور بضاعت[4] کے طور پر جو شخص کام کرتا ہو اُس کے مصارف بھی نہیں ملیں گے۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۹: مصارف میں سے کپڑے کی دُھلائی اور اگر خود دھونا پڑے تو صابن بھی ہے، اگر روٹی پکانے یا دوسرے کام کرنے کے لیے آدمی نوکر رکھنے کی ضرورت ہو تو اس کا صرفہ[6] بھی مضاربت سے وصول کیا جائے گا جانور کا دانہ چارہ بھی اسی میں سے ہوگا اور سواری کرایہ کی ملے کرایہ پر لی جائے اور خریدنے کی ضرورت پڑے مثلاً روز روز کا کام ہے کہاں تک کرایہ پر لے گا یا کرایہ پر ملتی نہیں ہے خرید لے دریائی سفر میں کشتی کی ضرورت ہے کرایہ پر یا مول لے بعض جگہ بدن میں تیل کی مالش کرانی ہوتی ہے اس کا صرفہ بھی ملے گا۔[7] (ہدایہ)

---

1 ...... "الهداية"، كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، فصل فيمايفعله المضارب، ج٢، ص٢٠٩.
و "الدرالمختار"، كتاب المضاربة، فصل فى المتفرقات، ج٨، ص٥١٥.

2 ...... "الهداية"، كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، فصل فيمايفعله المضارب، ج٢، ص٢٠٩.

3 ...... اخراجات۔

4 ...... کسی سے مال لیکر اس طور پر کام کرنا کہ سارا نفع مال والے کو ملے گا۔

5 ...... "الهداية"، كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، فصل فيمايفعله المضارب، ج٢، ص٢٠٩.

6 ...... خرچہ۔

7 ...... "الهداية"، كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، فصل فيمايفعله المضارب، ج٢، ص٢٠٩.

مسئلہ ۷۵: مالک نے اپنے غلام اور اپنے جانور مضارِب کو بطور اِعانت سفر میں لے جانے کے لیے دے دیے اس سے مضاربت فاسد نہیں ہوگی اور غلاموں اور جانوروں کے مصارِف مضارِب کے ذمّہ ہیں مضارَبت سے ان کے اخراجات نہیں دیے جائیں گے اور مضارِب نے مال مضاربت سے ان پر صرف کیا[1] تو ضامن ہے مضارِب کو نفع میں سے جو حصہ ملے گا اُس میں سے یہ مصارف منہا ہوں گے[2] اور کمی پڑے گی تو اُس سے لی جائے گی اور مصارف سے کچھ بچ رہا تو اُسے دے دیا جائے گا ہاں اگر رب المال نے کہہ دیا کہ میرے مال سے ان پر صرف کیا جائے تو مصارف اُسی کے مال سے محسوب[3] ہوں گے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۶: ہزار روپے مضارِب کو دیے تھے اُس نے کام کیا اور نفع بھی ہوا اور مالک مرگیا اور اُس پر اتنا دَین ہے جو کُل مال کو مستغرق[5] ہے تو مضارِب اپنا حصہ پہلے لے لے گا اس کے بعد قرض خواہ اپنے دَین وصول کریں گے اور اگر یہ مضاربت فاسد ہو تو مضارِب کو اُجرتِ مثل ملے گی اور وہ رب المال کے ذمّہ ہوگی جس طرح دیگر قرض خواہ اپنے دَین لیں گے یہ بھی حصہ رسد کے موافق[6] پائے گا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۷: خریدنے یا بیچنے پر کسی کو اجیر کیا یعنی نوکر رکھا یہ اجارہ درست نہیں کیونکہ جس کام پر اُس کو اجیر کرتا ہے اُس کے اختیار میں نہیں اگر خریدار نہ لے تو کس کے ہاتھ بیچے اور بائع نہ بیچے تو کیوں کر خریدے لہٰذا اسکے جواز کا طریقہ یہ ہے کہ مدّتِ معین کے لیے کام کرنے پر نوکر رکھے اور اس کام پر لگادے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۷۸: مضارِب نے حاجت سے زیادہ صرفہ کیا ایسے مصارف کے لیے جو تجار کی عادت میں نہیں ہیں ان تمام مصارف کا تاوان دینا ہوگا۔[9] (ہدایہ)

مسئلہ ۷۹: اگر وہ شہر مضارِب کا مولد نہیں ہے مگر وہیں کی سکونت[10] اُس نے اختیار کرلی ہے تو مال مضاربت

---

1 ......خرچ کیا۔　2 ......کٹوتی کرلیے جائیں گے۔　3 ......شمار۔

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب المضاربة، الباب الثانی عشر فی نفقة المضارب، ج٤، ص٣١٣.

5 ......گھیرے ہوئے۔　6 ......جتنا اس کے حصہ میں آئے گا اس کے موافق۔

7 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب المضاربة، الباب الثالث والعشرون فی المتفرقات، ج٤، ص٣٣٤.

8 ......"الدرالمختار"، کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، ج٨، ص٥١٤ .

9 ......"الهدایة"، کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، فصل فیما یفعله المضارب، ج٢، ص٢٠٩.

10 ......رہائش۔

سے مصارف نہیں لے سکتا اور اگر وہاں نیت اقامت کر کے مقیم ہوگیا مگر وہاں کی سکونت نہیں اختیار کی ہے تو مال مضاربت سے وصول کرے گا۔ یہاں پردیس جانے یا سفر سے مراد سفرِ شرعی نہیں ہے بلکہ اتنی دور چلا جانا مراد ہے کہ رات تک گھر لوٹ کر نہ آئے اور اگر رات تک گھر لوٹ کر آجائے تو سفر نہیں مثلاً دیہات کے بازار کہ دوکاندار وہاں جاتے ہیں مگر رات میں ہی گھر واپس آجاتے ہیں۔[1] (بحر)

مسئلہ ۸۰: ایک شخص دوسرے شہر کا رہنے والا ہے اور مال مضاربت دوسرے شہر میں لیا مثلاً مراد آباد کا رہنے والا ہے اور بریلی میں آکر مال لیا تو جب تک بریلی میں ہے اُس کو مصارف نہیں ملیں گے اور جب بریلی سے چلا اب مصارف ملیں گے جب تک مراد آباد پہنچ نہ جائے۔ اور جب مراد آباد میں ہے یہ اُس کا وطنِ اصلی ہے یہاں نہیں ملیں گے اب اگر یہاں سے بغرض تجارت چلے گا تو ملیں گے بلکہ پھر بریلی پہنچ گیا اور کاروبار کے لیے جب تک ٹھہرے گا مصارف ملتے رہیں گے کیونکہ یہاں تجارت کے لیے ٹھہرنا ہے ہاں اگر بریلی بھی اُس کا وطن ہو مثلاً اُس کے بال بچے یہاں بھی رہتے ہیں، یہاں اُس نے شادی کرلی ہے تو جب تک یہاں رہے گا خرچ نہیں ملے گا کہ یہ بھی وطن ہے۔[2] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۸۱: کسی شہر کو مال خریدنے گیا اور وہاں پہنچ بھی گیا مگر کچھ خریدا نہیں ویسے ہی واپس آیا تو اس صورت میں بھی مصارف مال مضاربت سے ملیں گے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۲: مالک نے مضارِب سے کہہ دیا تھا کہ تم اپنی رائے سے کام کرو اور مضارِب نے کسی دوسرے کو مضاربت کے طور پر مال دے دیا یہ مضارِبِ دوم اگر سفر کرے گا تو مصارف مال مضاربت سے ملیں گے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۳: مضارِب کچھ اپنا مال اور کچھ مال مضاربت دونوں کو لے کر سفر میں گیا یا اس کے پاس دو شخصوں کے مال ہیں اِن صورتوں میں بقدر حصہ دونوں پر خرچہ ڈالا جائے گا۔[5] (درمختار)

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب المضاربة،باب المضارب یضارب،ج۷،ص۴۵۸.

2 ......"البحرالرائق"، کتاب المضاربة،باب المضارب یضارب،ج۷،ص۴۵۸.

و"الدرالمختار"، کتاب المضاربة،فصل فی المتفرقات،ج۸،ص۵۱۶.

3 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب المضاربة،الباب الثانی عشر فی نفقة المضارب،ج۴،ص۳۱۳.

4 ......المرجع السابق.

5 ......"الدرالمختار"، کتاب المضاربة،فصل فی المتفرقات،ج۸،ص۵۱۶.

مسئلہ ۸۴: مضارِب نے سفر میں ضرورت کی چیزیں خریدیں اور خرچ کرتا رہا یہاں تک کہ اپنے وطن میں پہنچ گیا اور کچھ چیزیں باقی رہ گئی ہیں تو حکم یہ ہے کہ جو کچھ بچے سب مالِ مضاربت میں واپس کرے کیوں کہ اُن چیزوں کا صرف کرنا اب جائز نہیں۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۸۵: مضارِب نے اپنے مال سے تمام مصارف کیے اور قصد[2] یہ ہے کہ مالِ مضاربت سے وصول کرے گا ایسا کرسکتا ہے یعنی وصول کرسکتا ہے اور اگر مالِ مضاربت ہی ہلاک ہوگیا تو رب المال سے ان مصارف کو نہیں لے سکتا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۸۶: جو کچھ نفع ہوا پہلے اس سے وہ اخراجات پورے کیے جائیں گے جو مضارِب نے راس المال سے کیے ہیں جب راس المال کی مقدار پوری ہوگئی اُس کے بعد کچھ نفع بچا تو اُسے دونوں حسبِ شرائط تقسیم کرلیں اور نفع کچھ نہیں ہے تو کچھ نہیں مثلاً ہزار روپے دیے تھے سَو روپے مضارب نے اپنے اوپر خرچ کرڈالے اور سو ہی روپے بالکل نفع کے ہیں کہ یہ پورے خرچ میں نکل گئے اور کچھ نہیں بچا اور اگر نفع کے سو سے زیادہ ہوتے تو وہ تقسیم ہوتے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۸۷: جو کچھ مصارف ہوئے نفع کی مقدار اُس سے کم ہے تو مصارف کی بقیہ رقم راس المال سے پوری کی جائے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۸: مضارب مرابحہ کرنا چاہتا ہے تو جو کچھ مال پر خرچ ہوا ہے، بار برداری،[6] دلالی،[7] اُن تھانوں کی دُھلائی، رنگائی اور ان کے علاوہ وہ تمام چیزیں جن کو راس المال میں شامل کرنے کی عادت ہے اِن سب کو ملا کر مرابحہ کرے اور یہ کہے اتنے میں یہ چیز پڑی ہے یہ نہ کہے کہ میں نے اتنے میں خریدی ہے کہ یہ غلط ہے اور جو کچھ مصارف مضارِب نے اپنے متعلق کیے ہیں وہ بیع مرابحہ میں شامل نہیں کیے جائیں گے۔[8] (درمختار)

---

1 ......"الهداية"، كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، فصل فيما يفعله المضارب، ج٢، ص٢٠٩.

2 ......ارادہ۔

3 ......"الدرالمختار"، كتاب المضاربة، فصل فى المتفرقات، ج٨، ص٥١٧.

4 ......المرجع السابق.

5 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب المضاربة، الباب الثانى عشر فى نفقة المضارب، ج٤، ص٣١٣.

6 ......مزدوری۔ 7 ......یعنی دلال کی اُجرت۔

8 ......"الدرالمختار"، كتاب المضاربة، فصل فى المتفرقات، ج٨، ص٥١٧.

مسئلہ ۸۹: مضارِب نے ایک چیز رب المال سے ہزار روپے میں خریدی جس کو رب المال نے پانسو میں خریدا تھا اس کا مرابحہ پانسو پر ہوگا نہ کہ ہزار پر یعنی مرابحہ میں یہ بیع کالعدم سمجھی جائے گی۔ اسی طرح اس کا عکس یعنی رب المال نے مضارِب سے ایک چیز ہزار میں خریدی جس کو مضارِب نے پانسو میں خریدا تھا تو مرابحہ پانسو پر ہوگا۔[1] (ہدایہ) بیع مرابحہ وتولیہ کے مسائل کتاب البیوع[2] میں مفصل مذکور ہو چکے ہیں وہاں سے معلوم کیے جائیں۔

مسئلہ ۹۰: مضارِب کے پاس ہزار روپے آدھے نفع پر ہیں اس نے ہزار روپے کا کپڑا خریدا اور دو ہزار میں بیچ ڈالا پھر دو ہزار کی کوئی چیز خریدی اور ثمن ادا کرنے سے پہلے کل روپے یعنی دونوں ہزار ضائع ہوگئے پندرہ سو روپے مالک بائع کو دے اور پانسو مضارِب دے کیونکہ دو ہزار میں مالک کے پندرہ سو تھے اور مضارِب کے پانسو لہٰذا ہر ایک اپنے اپنے حصہ کی قدر بائع کو ادا کرے اس مبیع میں ایک چوتھائی مضارِب کی مِلک ہے کیونکہ ایک چوتھائی اس نے قیمت دی ہے اور یہ چوتھائی مضاربت سے خارج ہے اور باقی تین چوتھائیاں مضاربت کی ہیں اور راس المال کل وہ رقم ہے جو مالک نے دی ہے یعنی دو ہزار پانسو مگر مضارِب اس چیز کا مرابحہ کرے گا تو دو ہی ہزار پر کرے گا زیادہ پر نہیں کیوں کہ یہ چیز دو ہی ہزار میں خریدی ہے لیکن فرض کرو اس چیز کو دو چند قیمت پر اگر فروخت کیا یعنی چار ہزار میں تو ایک ہزار صرف مضارِب لے گا کہ چوتھائی کا یہ مالک تھا اور پچیس سو ۲۵۰۰ راس المال کے نکالے جائیں اور باقی پانسو دونوں نصف نصف تقسیم کرلیں یعنی ڈھائی ڈھائی سو۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۹۱: مضارب نے راس المال سے ابھی چیز خریدی بھی نہیں کہ راس المال تلف[4] ہوگیا تو مضاربت باطل ہوگئی اور چیز خریدلی ہے اور ابھی ثمن ادا نہیں کیا ہے کہ مضارب کے پاس سے روپیہ ضائع ہوگیا رب المال سے پھر لے گا پھر ضائع ہو جائے تو پھر لے گا وعلیٰ ہذا القیاس[5] اور راس المال تمام وہ رقم ہوگی جو مالک نے یکے بعد دیگرے دی ہے بخلاف وکیل بالشراء[6] کہ اگر اس کو روپیہ پہلے دے دیا تھا اور خریدنے کے بعد روپیہ ضائع ہوگیا تو ایک مرتبہ موکل سے لے سکتا ہے اب اگر ضائع ہو جائے تو موکل سے نہیں لے سکتا اور اگر پہلے وکیل کو نہیں دیا تھا خریدنے کے بعد دیا اور ضائع ہوگیا تو اب بالکل موکل سے نہیں لے سکتا۔[7] (ہدایہ، عالمگیری)

---

1 ......"الهداية"، كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، فصل آخر، ج٢، ص ٢١٠.

2 ......بہارِ شریعت، جلد۲، حصہ ۱۱، بیع کا بیان۔

3 ......"الهداية"، كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، فصل آخر، ج٢، ص ٢١٠.

4 ......ضائع۔ 5 ......یعنی روپیہ ضائع ہوتا رہے تو پھر لیتا رہے گا۔ 6 ......خریدنے کا وکیل۔

7 ......"الهداية"، كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، فصل آخر، ج٢، ص ٢١١.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب المضاربة، الباب الرابع عشر فى هلاك مال المضاربة...إلخ، ج٤، ص٣١٨، ٣١٩.

(دونوں میں اختلاف کے مسائل)

مسئلہ ۹۲: مضارِب کے پاس دو ہزار روپے ہیں اور کہتا یہ ہے کہ ایک ہزار تم نے دیے تھے اور ایک ہزار نفع کے ہیں اور رب المال یہ کہتا ہے کہ میں نے دو ہزار دیے ہیں اگر کسی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مضارِب کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے اور اگر اس کے ساتھ ساتھ نفع کی مقدار میں بھی اختلاف ہو مضارِب کہتا ہے کہ میرے لیے آدھے نفع کی شرط تھی اور رب المال کہتا ہے ایک تہائی نفع تمھارے لیے تھا تو اس میں رب المال کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے اور اگر دونوں میں سے کسی نے اپنی بات کو گواہوں سے ثابت کیا تو اُسی کی بات مانی جائے گی اور اگر دونوں گواہ پیش کریں تو راس المال کی زیادتی میں رب المال کے گواہ معتبر ہیں اور نفع کی زیادتی میں مضارِب کے گواہ معتبر۔[1] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۹۳: مضارِب کہتا ہے راس المال میں نے تمھیں دے دیا اور یہ جو کچھ میرے پاس ہے نفع کی رقم ہے اس کے بعد پھر کہنے لگا میں نے تمھیں نہیں دیا بلکہ ضائع ہوگیا تو مضارِب کو تاوان دینا ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۹۴: ایک ہزار روپے اُس کے پاس کسی کے ہیں مالک کہتا ہے یہ بطور بضاعت دیے تھے[3] اس میں ایک ہزار نفع ہوا ہے یہ خاص میرا ہے اور وہ کہتا ہے مضاربت بالنصف کے طور پر مجھے دیے تھے[4] لہٰذا آدھا نفع میرا ہے اِس صورت میں مالک کا قول معتبر ہے کہ یہی منکر ہے۔ یوہیں اگر مضارِب کہتا ہے کہ یہ روپے تم نے مجھے قرض دیے تھے لہٰذا کل نفع میرا ہے اور مالک کہتا ہے میں نے امانت یا بضاعت یا مضاربت کے طور پر دیے تھے اس میں بھی رب المال ہی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے اور دونوں نے گواہ پیش کیے تو مضارِب کے گواہ معتبر ہیں اور اگر مالک کہتا ہے میں نے قرض دیے تھے اور مضارِب کہتا ہے بطور مضاربت دیے تھے تو مضارب کا قول معتبر ہے اور جو گواہ قائم کردے اُس کے گواہ معتبر ہیں اور اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو مالک کے گواہ معتبر ہوں گے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۹۵: مضارِب کہتا ہے تم نے ہر قسم کی تجارت کی مجھے اجازت دی تھی یا مضاربت مطلق تھی یعنی عام یا خاص

---

1 ......"الهداية"، كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، فصل فى الإختلاف، ج٢، ص ٢١١.

و"الدرالمختار"، كتاب المضاربة، فصل فى المتفرقات، ج٨، ص ٥٢٢.

2 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب المضاربة، الباب السابع عشر فى الإختلاف... إلخ، النوع الرابع، ج٤، ص ٣٢٥.

3 ......یعنی سارا نفع میرے لئے مقرر تھا۔

4 ......یعنی آدھا آدھا نفع مقرر تھا۔

5 ......"الدرالمختار"، كتاب المضاربة، فصل فى المتفرقات، ج٨، ص ٥٢٣.

کسی کا ذکر نہ تھا اور مالک کہتا ہے میں نے خاص فلاں چیز کی تجارت کے لیے کہہ دیا تھا اس میں مضارِب کا قول معتبر ہے۔ اور اگر دونوں ایک ایک چیز کو خاص کرتے ہوں مضارِب کہتا ہے مجھے کپڑے کی تجارت کے لیے کہہ دیا تھا مالک کہتا ہے میں نے غلّہ کے لیے کہا تھا تو قول مالک کا معتبر ہے اور گواہ مضارِب کے۔ اور اگر دونوں کے گواہوں نے وقت بھی بیان کیا مثلاً مضارِب کے گواہ کہتے ہیں کہ کپڑے کی تجارت کے لیے رمضان میں کہا تھا اور مالک کے گواہ کہتے ہیں غلّہ کی تجارت کے لیے دیے تھے اور شوال کا مہینہ مقرر کر دیا تھا تو جس کے گواہ آخر وقت بیان کریں وہ معتبر۔[1] (درمختار) یہ اُس وقت ہے کہ عمل کے بعد اختلاف ہوا اور اگر عمل کرنے سے قبل باہم اختلاف ہوا مضارِب عموم یا مطلق کا دعویٰ کرتا ہے اور رب المال کہتا ہے میں نے فلاں خاص چیز کی تجارت کے لیے کہا ہے تو رب المال کا قول معتبر ہے اِس انکار کے معنی یہ ہیں کہ مضارِب کو ہر قسم کی تجارت سے منع کرتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۹۶: مضارِب کہتا ہے میرے لیے آدھا یا تہائی نفع ٹھہرا تھا اور مالک کہتا ہے تمھارے لیے سو روپے ٹھہرے تھے یا کچھ شرط نہ تھی لہٰذا مضاربت فاسد ہوگئی اور تم اُجرت مثل کے مستحق ہو اس میں رب المال کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۹۷: وصی[4] نے نابالغ کے مال کو بطورِ مضاربت خود لیا یہ جائز ہے بعض علماء اس میں یہ قید اضافہ کرتے ہیں کہ اپنے لیے اُتنا ہی نفع لینا قرار دیا ہو جو دوسرے کو دیتا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۹۸: مضارِب نے راس المال سے کوئی چیز خریدی ہے اور کہتا ہے اسے ابھی نہیں بیچوں گا جب زیادہ ملے گا اُس وقت بیع کروں گا اور مالک یہ کہتا ہے کچھ نفع مل رہا ہے اسے بیع کر ڈالو مضارِب بیچنے پر مجبور کیا جائے گا ہاں اگر مضارِب یہ کہتا ہے میں تمھارا راس المال بھی دوں گا اور نفع کا حصہ بھی دوں گا اس وقت مالک کو اِس کے قبول پر مجبور کیا جائے گا۔[6] (درمختار)

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب المضاربة،فصل فی المتفرقات،ج٨،ص٥٢٤.

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب المضاربة،الباب السابع عشرفی الإختلاف...إلخ،النوع الثانی،ج٤،ص٣٢٣.

3 ......المرجع السابق،النوع الثالث،ص٣٢٤.

4 ......وہ شخص جسے مرنے والا اپنی وصیت پوری کرنے کے لیے مقرر کرے۔

5 ......"الدرالمختار"، كتاب المضاربة،فصل فی المتفرقات،ج٨،ص٥٢٤.

6 ......المرجع السابق.

متفرق مسائل

مسئلہ ۱: مضارِب کو روپے دیے کہ کپڑے خرید کر اُسے قطع کر کے سی کر فروخت کرے اور جو کچھ نفع ہوگا وہ دونوں میں نصف نصف تقسیم ہو جائے گا یہ مضارَبت جائز ہے یوہیں مضارِب سے یہ کہا کہ یہ روپے لو اور چمڑا خرید کر موزے یا جوتے طیار کرو اور فروخت کرو یہ مضاربت بھی جائز ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: ایک ہزار روپے مضاربت پر ایک ماہ کے لیے دیے اور کہہ دیا کہ مہینہ گزر جائے گا تو یہ قرض ہوگا تو جیسا اُس نے کہا ہے وہی سمجھا جائے گا مہینہ گزر گیا اور روپے بدستور باقی ہیں تو قرض ہیں اور سامان خرید لیا تو جب تک انھیں بیچ کر روپے نہ کرلے قرض نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: مضارِب کو مالک نے پیسے دیے تھے کہ ان سے تجارت کرے ابھی سامان خریدا نہ تھا کہ اُن کا چلن بند ہوگیا مضاربت فاسد ہوگئی پھر اگر مضارِب نے ان سے سودا خرید کر نفع یا نقصان اُٹھایا وہ رب المال کا ہوگا اور مضارِب کو اُجرتِ مثل ملے گی اور اگر مضارِب کے سامان خرید لینے کے بعد وہ پیسے بند ہوئے تو مضاربت بدستور باقی ہے پھر سامان بیچنے کے بعد جو رقم حاصل ہوگی اس سے پیسوں کی قیمت رب المال کو ادا کرے اس کے بعد جو بچے اُسے حسبِ قرارداد تقسیم کیا جائے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: باپ نے بیٹے کے لیے کسی شخص سے مضاربت پر مال لیا یوں کہ اِس مال سے بیٹے کے لیے باپ کام کرے گا چنانچہ اُس نے کام کیا اور نفع بھی ہوا تو یہ نفع رب المال اور باپ میں حسب قرارداد تقسیم ہوگا بیٹے کو کچھ نہیں ملے گا اگر بیٹا اتنا بڑا ہے کہ اس کے ہم جولی[4] خرید وفروخت کرتے ہیں اور باپ نے اس طور پر مال لیا ہے کہ لڑکا خرید وفروخت کرے گا اور نفع آدھا آدھا دونوں کو ملے گا یہ مضاربت جائز ہے اور جو کچھ نفع ہوگا وہ رب المال اور لڑکے میں آدھا آدھا تقسیم ہو جائے گا۔ یوہیں اگر اس صورت میں لڑکے کے کہنے سے باپ نے کام کیا ہے تو آدھا نفع لڑکے کو ملے گا اور اُس کے بغیر کہے اس نے کام کیا تو مال کا ضامن ہے اور نفع اسی کو ملے گا مگر اسے صدقہ کردے۔ وصی کے لیے بھی یہی احکام ہیں۔[5] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المضاربة، الباب الثالث والعشرون في المتفرقات، ج٤، ص٣٣٤.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق، ص٣٣٥.

4 ...... ہم عمر۔

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المضاربة، الباب الثالث والعشرون في المتفرقات، ج٤، ص٣٣٧.

مسئلہ ۵: رب المال نے مال مضاربت کو واجبی قیمت[1] یا زائد پر بیع کر ڈالا تو جائز ہے اور واجبی سے کم پر بیچا تو ناجائز ہے جب تک مضارِب بیع کی اجازت نہ دے دے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: مضارِب اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ کسی سرا میں ٹھہرا اُن میں سے ایک یہیں حجرہ میں رہا باقی ساتھیوں کے ساتھ مضارِب باہر چلا گیا کچھ دیر بعد یہ ایک بھی دروازہ کھلا چھوڑ کر چلا گیا اور مالِ مضاربت ضائع ہوگیا اگر مضارِب کو اس پر اعتماد تھا تو مضارِب ضامن نہیں یہ ضامن ہے اور اگر مضارِب کو اس پر اعتماد نہ تھا تو خود مضارِب ضامن ہے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۷: مضارِب کو ہزار روپے دیے کہ اگر خاص فلاں قسم کا مال خریدو گے تو نفع جو کچھ ہوگا نصف نصف تقسیم ہوگا اور فلاں قسم کا مال خریدو گے تو کل نفع رب المال کا ہوگا اور فلاں قسم کا خریدو گے تو سارا نفع مضارِب کا ہوگا تو جیسا کہا ہے ویسا ہی کیا جائے گا یعنی قسم اول میں مضاربت ہے اور نفع نصف نصف ہوگا اور قسمِ دوم کا مال خریدا تو بضاعت ہے نفع رب المال کا اور نقصان ہو تو وہ بھی اُسی کا اور قسمِ سوم کا مال خریدا تو روپے مضارِب پر قرض ہیں نفع بھی اسی کا نقصان بھی اسی کا۔[4] (عالمگیری)

ودیعت کا بیان

ودیعت رکھنا جائز ہے قرآن وحدیث سے اس کا جواز ثابت۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَاۙ ﴾[5]

''اللہ (عزوجل) حکم فرماتا ہے کہ امانت جس کی ہو اُسے دے دو۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَۙ ﴾[6]

''اور فلاح پانے والے وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور عہد کی رعایت رکھتے ہیں۔''

---

1 ......رائج قیمت جو بازار میں متعین ہوتی ہے۔

2 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب المضاربة، الباب الثالث والعشرون فی المتفرقات، ج٤، ص٣٣٧.

3 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب المضاربة، فصل فیما یجوز للمضارب...إلخ، ج٢، ص٢٢٢.

4 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب المضاربة، الباب الثالث والعشرون فی المتفرقات، ج٤، ص٣٣٧، ٣٣٨.

5 ......پ٥، النساء: ٥٨. 6 ......پ١٨، المؤمنون: ٨.

اور فرماتا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾[1]

''اے ایمان والو اللہ و رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں جان بوجھ کر خیانت کرو۔''

حدیث صحیح میں ہے کہ منافق کی علامت میں یہ ہے کہ جب اُس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔[2]

مسئلہ ۱: دوسرے شخص کو اپنے مال کی حفاظت پر مقرر کر دینے کو ایداع کہتے ہیں اور اُس مال کو ودیعت کہتے ہیں جس کو عام طور پر امانت[3] کہا جاتا ہے جس کی چیز ہے اُسے مودِع اور جس کی حفاظت میں دی گئی اُسے مودَع کہتے ہیں ایداع کی دو صورتیں ہیں کبھی صراحۃً کہہ دیا جاتا ہے کہ ہم نے یہ چیز تمھاری حفاظت میں دی اور کبھی دلالۃً بھی ایداع ہوتا ہے مثلاً کسی کی کوئی چیز گر گئی اور مالک کی غیر موجودگی میں لے لی یہ چیز لینے والے کی حفاظت میں آگئی اگر لینے کے بعد اُس نے چھوڑ دی ضامن ہے اور اگر مالک کی موجودگی میں لی ہے ضامن نہیں۔[4]

مسئلہ ۲: ودیعت کے لیے ایجاب و قبول ضروری ہیں خواہ یہ دونوں چیزیں صراحۃً ہوں یا دلالۃً۔ صراحۃً ایجاب مثلاً یہ کہے کہ میں یہ چیز تمھارے پاس ودیعت رکھتا ہوں امانت رکھتا ہوں۔ ایجاب دلالۃً یہ کہ مثلاً ایک شخص نے دوسرے سے کہا مجھے ہزار روپے دے دو، یہ کپڑا مجھے دے دو اُس نے کہا میں تم کو دیتا ہوں کہ اگرچہ دینے کا لفظ ہبہ کے واسطے بھی بولا جاتا ہے مگر ودیعت اُس سے کم مرتبہ کی چیز ہے اسی پر حمل کریں گے۔ اور کبھی فعل بھی ایجاب ہوتا ہے مثلاً کسی کے پاس اپنی چیز رکھ کر چلا گیا اور کچھ نہ کہا۔ صراحۃً قبول مثلاً وہ کہے میں نے قبول کیا اور دلالۃً یہ کہ اُس کے پاس کسی نے چیز رکھ دی اور کچھ نہ کہا یا کہہ دیا کہ تمھارے پاس یہ چیز امانت رکھتا ہوں اور وہ خاموش رہا مثلاً حمام میں جاتے ہیں اور کپڑے حمامی کے پاس رکھ کر اندر نہانے کے لیے چلے جاتے ہیں اور سرائے[5] میں جاتے ہیں بھٹیارے[6] سے پوچھتے ہیں گھوڑا کہاں باندھوں اُس نے کہا یہاں یہ ودیعت ہوگئی اُس کے ذمہ حفاظت لازم ہوگئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے حفاظت کا ذمہ نہیں لیا تھا۔[7] (درمختار)

---

1 ...... پ۹، الأنفال: ۲۷.

2 ...... "صحیح البخاری"، کتاب الإیمان، باب علامة المنافق، الحدیث: ۳۳، ج۱، ص ۲۴.

3 ...... امانت اُسے کہتے ہیں جس میں تلف پر ضمان نہیں ہوتا ہے عاریت اور کرایہ کی چیز کو بھی امانت کہتے ہیں مگر ودیعت خاص اُس کا نام ہے جو حفاظت کے لیے دی جاتی ہے۔ ہم نے بیانات سابقہ میں ودیعت کو امانت اس لیے لکھا ہے کہ لوگ آسانی سے سمجھ لیں۔ ۱۲ منہ

4 ...... "الدر المختار"، کتاب الإیداع، ج۸، ص ۵۲۶.

5 ...... مسافر خانہ۔ 6 ...... مسافر خانے کا مالک۔

7 ...... "الدر المختار"، کتاب الإیداع، ج۸، ص ۵۲۶.

مسئلہ ۳: حمامی کے سامنے[1] کپڑے رکھ کر نہانے کو اندر گیا دوسرا شخص اندر سے نکلا اور اُس کے کپڑے پہن کر چلا گیا حمامی سے جب اُس نے کہا تو کہنے لگا میں نے سمجھا تھا کہ اُسی کے کپڑے ہیں اِس صورت میں حمامی کے ذمہ تاوان ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اُن کے پاس کتاب رکھ کر چلا گیا اور وہ سب وہاں سے کتاب چھوڑ کر چلے گئے اور کتاب جاتی رہی اُن لوگوں کے ذمہ تاوان واجب ہے اور اگر ایک ایک کر کے وہاں سے اُٹھے تو پچھلا شخص ضامن ہے کہ حفاظت کے لیے یہ متعین ہوگیا تھا۔[3] (بحر)

مسئلہ ۵: کسی مکان میں چیز بغیر اُس کے کہے رکھ دی اُس نے حفاظت نہیں کی چیز ضائع ہوگئی ضمان نہیں۔ یوہیں اس نے ودیعت کہہ کر دی اُس نے بلند آواز سے کہہ دیا میں حفاظت نہیں کروں گا وہ چیز ضائع ہوگئی اُس پر تاوان نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: ودیعت کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ مال اِس قابل ہو جو قبضہ میں آسکے لہٰذا بھاگے ہوئے غلام کے متعلق کہہ دیا میں نے اُس کو ودیعت رکھا یا ہوا میں پرند اُڑ رہا ہے اوس کو ودیعت رکھا ان کا ضمان واجب نہیں۔ یہ بھی شرط ہے کہ جس کے پاس امانت رکھی جائے وہ مکلّف ہو تب حفاظت واجب ہوگی اگر بچہ کے پاس کوئی چیز امانت رکھ دی اُس نے ہلاک کر دی ضمان واجب نہیں اور غلام مجور[5] کے پاس رکھ دی اس نے ہلاک کر دی تو آزاد ہونے کے بعد اُس سے ضمان لیا جاسکتا ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۷: ودیعت کا حکم یہ ہے کہ وہ چیز مودَع کے پاس امانت ہوتی ہے اُس کی حفاظت مودَع پر واجب ہوتی ہے اور مالک کے طلب کرنے پر دینا واجب ہوتا ہے۔ ودیعت کا قبول کرنا مستحب ہے۔ ودیعت ہلاک ہوجائے تو اس کا ضمان واجب نہیں۔[7] (بحر)

---

1 ......حمام والے کے سامنے۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوديعة،الباب الاول فی تفسير الإيداع...إلخ،ج٤،ص٣٣٩.

3 ......"البحرالرائق"، کتاب الوديعة،ج٧،ص٤٦٤.

4 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوديعة،الباب الاول فی تفسير الإيداع...إلخ،ج٤،ص٣٣٨.

5 ......وہ غلام جسے مالک نے تصرفات ومعاملات سے روک دیا ہو۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الإيداع،ج٨،ص٥٢٨.

7 ......"البحرالرائق"، کتاب الوديعة،ج٧،ص٤٦٥.

مسئلہ ۸: ودیعت کو نہ دوسرے کے پاس امانت رکھ سکتا ہے نہ عاریت یا اجارہ پر دے سکتا ہے نہ اس کو رہن رکھ سکتا ہے اس میں سے کوئی کام کرے گا تاوان دینا ہوگا۔[1] (عالمگیری)

(مودَع کس کی حفاظت میں ودیعت دے سکتا ہے)

مسئلہ ۹: امین پر ضمان کی شرط کر دینا کہ اگر یہ چیز ہلاک ہوئی تو تاوان لوں گا یہ باطل ہے۔ مودَع کو اختیار ہے کہ خود حفاظت کرے یا اپنی عیال سے حفاظت کرائے جیسے وہ خود اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے کہ ہر وقت اُسے اپنے ساتھ نہیں رکھتا اہل وعیال کے پاس چھوڑ کر باہر جایا کرتا ہے۔ عیال سے مُراد وہ ہیں جو اُس کے ساتھ رہتے ہوں حقیقۃً اُس کے ساتھ ہوں یا حکماً لہٰذا اگر سمجھ والے بچہ کو دے دی جو حفاظت پر قادر ہے یا بی بی کو دے دی اور یہ دونوں اُس کے ساتھ نہ ہوں جب بھی ضمان واجب نہیں یو ہیں عورت نے خاوند کی حفاظت میں چیز چھوڑ دی ضامن نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: بی بی اور نابالغ بچہ یا غلام یہ اگرچہ اُس کے ساتھ نہ رہتے ہوں مگر عیال میں شمار ہوں گے فرض کرو یہ شخص ایک محلّہ میں رہتا ہے اور اس کی زوجہ دوسرے محلّہ میں رہتی ہے اور اُس کو نفقہ[3] بھی نہیں دیتا ہے پھر بھی اگر ودیعت ایسی زوجہ کو سپرد کر دی اور تلف ہوگئی تاوان لازم نہیں ہوگا اور بالغ لڑکا یا ماں باپ جو اس کے ساتھ رہتے ہوں اِن کو ودیعت سپرد کر سکتا ہے اور ساتھ نہ رہتے ہوں تو نہیں سپرد کر سکتا کہ تلف ہونے پر ضمان لازم ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: زوجہ کا لڑکا دوسرے شوہر سے ہے جبکہ اس کے ساتھ رہتا ہے تو عیال میں ہے اُس کے پاس ودیعت کو چھوڑ سکتا ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: جو شخص اس کی عیال میں ہے اُس کی حفاظت میں امانت کو اُس وقت رکھ سکتا ہے جب یہ امین ہو اور اگر اس کی خیانت معلوم ہو اور اس کے پاس چھوڑ دی تو تاوان دینا ہوگا۔ اس نے اپنی عیال کی حفاظت میں چھوڑ دی اور وہ اپنے بال بچوں کی حفاظت میں چھوڑے یہ بھی جائز ہے۔[6] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الوديعة، الباب الاول فی تفسير الإيداع...إلخ، ج ٤، ص ٣٣٨.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الإيداع، ج ٨، ص ٥٢٩.

3 ...... کھانے پینے اور کپڑے کے اخراجات۔

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الوديعة، الباب الثانی فی حفظ الوديعة...إلخ، ج ٤، ص ٣٣٩.

5 ...... المرجع السابق، ص ٣٤٠.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الإيداع، ج ٨، ص ٥٢٩.

مسئلہ ۱۳: مالک نے منع کر دیا تھا کہ اپنی عیال میں سے فلاں کے پاس مت چھوڑنا باوجود ممانعت اس نے اُس کے پاس امانت کی چیز رکھی اگر اس سے بچنا ممکن تھا کہ اُس کے علاوہ دوسرے ایسے تھے کہ اُن کی حفاظت میں رکھ سکتا تھا تو ضمان واجب ہے ورنہ نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: دکان میں لوگوں کی ودیعتیں تھیں دکاندار نماز کو چلا گیا اور ودیعت ضائع ہوگئی تاوان واجب نہیں کہ دکان میں ہونا ہی حفاظت ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: اہل وعیال کے علاوہ دوسروں کی حفاظت میں چیز کو چھوڑنے سے یا اُن کے پاس ودیعت رکھنے سے ضمان واجب ہے ہاں اگر اُن کے علاوہ ایسوں کی حفاظت میں دی ہے جو خود اس کے مال کی حفاظت کرتے ہیں جیسے اس کا وکیل اور ماذون اور شریک جس کے ساتھ شرکت مفاوضہ یا شرکت عنان ہے ان سب کی حفاظت میں دینا جائز ہے۔[3] (درمختار، درر)

مسئلہ ۱۶: نوکر کی حفاظت میں ودیعت کو دے سکتا ہے کیونکہ خود اپنا مال بھی اس کی حفاظت میں دیتا ہے۔[4] (درر)

مسئلہ ۱۷: مودَع[5] کے مکان میں آگ لگ گئی اگر ودیعت دوسرے لوگوں کو نہیں دیتا ہے جل جاتی ہے یا کشتی میں ودیعت ہے اور کشتی ڈوب رہی ہے اگر دوسری کشتی میں نہیں پھینکتا ہے ڈوب جاتی ہے اِس صورت میں دوسرے کو دینا یا دوسری کشتی میں پھینکنا جائز ہے بشرطیکہ اپنی عیال کی حفاظت میں دینا اِس وقت ممکن نہ ہو اور اگر آگ لگنے کی صورت میں اسکے گھر کے لوگ قریب ہی میں ہیں کہ اُن کو دے سکتا ہے یا کشتی ڈوبنے کی صورت میں اسکے گھر والوں کی کشتی پاس میں ہے کہ اُن کو دے سکتا ہے تو دوسروں کو دینا جائز نہیں ہے دے گا تو ضمان واجب ہوگا۔[6] (درمختار، درر)

مسئلہ ۱۸: کشتی ڈوب رہی تھی اِس نے دوسری کشتی میں ودیعت پھینکی مگر کشتی میں نہیں پہنچی بلکہ دریا میں گری یا کشتی

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الإيداع، ج۸، ص۵۲۹.

2 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوديعة، الباب الرابع فيما يكون تضييعاً...إلخ، ج٤، ص٣٤٦.

3 ......"الدرالمختار"، كتاب الإيداع، ج۸، ص٥٣٠.

و"دررالحكام"شرح"غررالأحكام"، كتاب الوديعة، الجزء الثاني، ص٢٤٧.

4 ......"دررالحكام"شرح"غررالأحكام"، كتاب الوديعة، الجزء الثاني، ص٢٤٧.

5 ......امین، جس کے پاس امانت رکھی گئی۔

6 ......"الدرالمختار"، كتاب الإيداع، ج۸، ص٥٣٠.

و"دررالحكام"شرح"غررالأحكام"، كتاب الوديعة، الجزء الثاني، ص٢٤٥.

میں پہنچ گئی تھی مگر لڑھک کر دریا میں چلی گئی مودَع ضامن ہے۔ یوہیں اگر قصداً اس نے ودیعت کو ڈوبنے سے نہیں بچایا اتنا موقع تھا کہ دوسری کشتی میں دے دیتا مگر ایسا نہیں کیا یا مکان میں آگ لگی تھی موقع تھا کہ ودیعت کو نکال لیتا اور نہیں نکالی ان صورتوں میں ضامن ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: یہ کہتا ہے کہ میرے مکان میں آگ لگی تھی یا میری کشتی ڈوب گئی اور پڑوسی کو دیدی یا دوسری کشتی میں ڈال دی اگر آگ لگنا یا کشتی ڈوبنا معلوم ہو تو اسکی بات مقبول ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: آگ لگنے کی وجہ سے ودیعت پڑوسی کو دیدی تھی آگ بجھنے کے بعد اُس سے واپس لینی ضروری ہے اگر واپس نہ لی اور اُسکے پاس ہلاک ہوگئی تو تاوان دینا ہوگا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: مودَع کا انتقال ہو رہا ہے اور اسکے پاس اِس کی عیال میں سے کوئی موجود نہیں ہے جس کی حفاظت میں ودیعت کو دیتا اس حالت میں اس نے پڑوسی کی حفاظت میں دیدی تو ضمان واجب نہیں۔[4] (عالمگیری)

(جس کی چیز ہے وہ طلب کرتا ہے تو روکنے کا اختیار نہیں)

مسئلہ ۲۲: جس کی چیز تھی اُس نے طلب کی مودَع کو منع کرنا جائز نہیں بشرطیکہ اُسکے دینے پر قادر ہو خود مالک نے چیز مانگی یا اُس کے وکیل نے، قاصد کے مانگنے پر نہ دے اگرچہ کوئی نشانی پیش کرتا ہو۔ اور اگر اس وقت دینے سے عاجز ہے مثلاً ودیعت یہاں موجود نہیں ہے اور جہاں ہے وہ جگہ دور ہے یا دینے میں اُس کو اپنی جان یا مال کا اندیشہ ہے مثلاً ودیعت کو دفن کر رکھا ہے اس وقت کھود نہیں سکتا ہے یا ودیعت کے ساتھ اپنا مال بھی مدفون ہے اندیشہ ہے کہ میرے مال کا لوگوں کو پتہ چل جائے گا ان صورتوں میں روکنا جائز ہے۔ اور اگر مالک واپسی نہیں چاہتا ہے ویسے ہی کہتا ہے ودیعت اُٹھا لاؤ یعنی دیکھنا مقصود ہے تو مودَع اس سے انکار کرسکتا ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: ایک شخص نے تلوار امانت رکھی وہ اپنی تلوار مانگتا ہے اور اِس مودَع کو معلوم ہوگیا کہ اس تلوار سے ناحق طور

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الإیداع، ج۸، ص ۵۳۰.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الودیعة، الباب الثانی فی حفظ الودیعة...إلخ، ج٤، ص ۳٤۰.

4 ......المرجع السابق، ص ۳٤۱.

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الإیداع، ج۸، ص ۵۳۰.

پر کسی کو مارے گا تو تلوار نہ دے جب تک یہ نہ معلوم ہوجائے کہ اُس نے اپنی رائے بدل دی اب اس تلوار کو مباح کام کے لیے مانگتا ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: ایک دستاویز[2] ودیعت رکھی اور مودَع کو معلوم ہے کہ اس کے کچھ مطالبے وصول ہوچکے ہیں اور مودِع[3] مرگیا اُس کے ورثہ مطالبہ وصول پانے سے انکار کرتے ہیں ان ورثہ کو یہ دستاویز کبھی نہ دے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: عورت نے ایک دستاویز ودیعت رکھی ہے جس میں اس نے شوہر کے لیے کسی مال کا اقرار کیا ہے یا اُس میں مَہر وصول پانے کا عورت نے اقرار کیا ہے اس کو روکنا جائز ہے کیونکہ اسکے دینے میں شوہر کا حق ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۶: ایک دستاویز دوسرے کے نام کی کسی نے ودیعت رکھی جس کے نام کی دستاویز ہے اُس نے دعویٰ کیا ہے اور دستاویز پر جن لوگوں کی شہادت ہے وہ کہتے ہیں جب تک ہم دستاویز دیکھ نہ لیں گواہی نہیں دیں گے قاضی مودَع کو حکم دے گا کہ گواہوں کو دستاویز دکھادو کہ وہ اپنے دستخط دیکھ لیں مدعی کو یعنی جس کے نام کی دستاویز ہے نہیں دے سکتا کہ مودِع کے سِوا دوسرے کو ودیعت کیوں کردے گا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: کسی نے دھوبی کے پاس دوسرے کے ہاتھ دھونے کو کپڑا بھیجا پھر دھوبی کے پاس کہلا بھیجا کہ جو کپڑا دے گیا تھا اُسے مت دینا اگر لانے والے نے دھوبی کو کپڑا دیتے وقت یہ نہیں کہا تھا کہ فلاں کا کپڑا ہے اور دھوبی نے اُسے دے دیا ضامن نہیں اور اگر کہہ دیا کہ فلاں کا ہے اور یہی شخص اُسکے تمام کام کرتا ہے اور دھوبی نے اسے دیدیا تو بھی ضامن نہیں اور اُس کے کام یہ شخص نہیں کرتا اور باوجود ممانعت دھوبی نے اسے دیدیا تو ضامن ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: مالک نے مودَع سے ودیعت طلب کی اس نے کہا اِس وقت نہیں حاضر کرسکتا ہوں مالک چلا گیا اور اگر مالک کا چلاجانا رضامندی اور خوشی سے ہے اور ودیعت ہلاک ہوگئی تو تاوان نہیں کہ یہ دوبارہ امانت رکھنا ہے اور اگر ناراض

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الإیداع، ج۸، ص ۵۳۱ .

2 ......وہ تحریری ثبوت جس سے اپنا حق ثابت کرسکیں۔ 3 ......امانت رکھوانے والا، دستاویز کا مالک۔

4 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الودیعۃ، الباب العاشر فی المتفرقات، ج٤، ص ٣٦١ .

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الإیداع، ج۸، ص ۵۳۱ .

6 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الودیعۃ، الباب العاشرفی المتفرقات، ج٤، ص ٣٦٢ .

7 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الودیعۃ، الباب السادس فی طلب الودیعۃ...إلخ، ج٤، ص ٣٥٣ .

ہوکر گیا تو ہلاک ہونے پر مودَع کو تاوان دینا ہوگا کہ طلب کے بعد روکنے کی اجازت نہ تھی اوراگر مالک کے وکیل نے مانگا اور مودَع نے وہی جواب دیا تو یہ راضی ہوکر جائے یا ناراض ہوکر دونوں صورتوں میں ضمان واجب ہے کہ اس کو جدید ایداع کا[1] اختیار نہیں۔[2] (بحر)

مسئلہ ۲۹: مالک نے ودیعت مانگی مودَع نے کہا کل لینا دوسرے دن یہ کہتا ہے کہ وہ جو تم میرے پاس آئے تھے اور میں نے اقرار کیا تھا اُس کے بعد وہ ودیعت ضائع ہوگئی اس صورت میں تاوان نہیں اوراگر یہ کہتا ہے کہ اُس سے پہلے ودیعت ضائع ہوچکی تھی تو تاوان واجب ہے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۳۰: مالک نے مودَع سے کہا ودیعت واپس کردو اُس نے انکار کردیا کہتا ہے میرے پاس ودیعت رکھی ہی نہیں اور اُس چیز کو جہاں تھی وہاں سے دوسری جگہ منتقل کردیا حالانکہ وہاں کوئی ایسا بھی نہ تھا جس کی جانب سے یہ اندیشہ ہو کہ اسے پتہ چل جائے گا تو ودیعت کو چھین لے گا اور انکار کے بعد ودیعت کو حاضر بھی نہیں کیا اور اُس کا یہ انکار خود مالک سے ہوا اسکے بعد ودیعت کا اقرار کیا تو اب بھی ضامن ہے اوراگر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ چیز تم نے مجھے ہبہ کردی تھی یا میں نے خرید لی تھی اس کے بعد ودیعت کا اقرار کیا تو ضامن نہیں رہا اوراگر مالک نے ودیعت واپس نہیں مانگی صرف اُس کا حال پوچھا ہے کہ کس حالت میں ہے اس نے انکار کردیا کہ میرے پاس ودیعت نہیں رکھی ہے پھر اقرار کیا تو ضمان نہیں۔ اوراگر اُس کو وہاں سے منتقل نہیں کیا جب بھی ضامن نہیں اوراگر وہاں کوئی ایسا تھا جس سے اندیشہ تھا اس وجہ سے انکار کردیا تو ضامن نہیں اوراگر انکار کے بعد چیز کو حاضر کردیا کہ مالک لے سکتا تھا مگر نہیں لی کہہ دیا کہ اسے تم اپنے ہی پاس رکھو تو یہ جدید ایداع ہے اور ضامن نہیں اور مالک کے سوا دوسرے لوگوں سے انکار کیا ہے جب بھی ضامن نہیں۔[4] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۳۱: ودیعت سے مودَع نے انکار کردیا یعنی یہ کہا کہ میرے پاس تمھاری ودیعت نہیں ہے اسکے بعد یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے تمھاری ودیعت واپس کردی تھی اور اس پر گواہ قائم کیے یہ گواہ مقبول ہیں۔[5] (درمختار)

---

1 ......دوبارہ امانت رکھنے کا۔

2 ......"البحرالرائق"، کتاب الودیعۃ، ج۷، ص۴٦٨ .

3 ......المرجع السابق، ص٤٦٩ .

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الإیداع، ج۸، ص٥٣٨ .

و"البحرالرائق"، کتاب الودیعۃ، ج۷، ص ٤٧١، ٤٧٢ .

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الإیداع، ج۸، ص٥٣٩ .

مسئلہ ۳۲: ودیعت رکھ کر غائب ہوگیا اُس کی عورت مودَع سے کہتی ہے میرا نفقہ[1] ودیعت میں سے دے دو اُس نے ودیعت ہی سے انکار کردیا اس کے بعد اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے ودیعت ضائع ہوگئی تو اس کے ذمہ تاوان ہے۔ یوہیں یتیموں کے ولی اور پروسیوں نے وصی سے کہا کہ ان بچوں کا جو کچھ مال تمھارے پاس ہے اِن پر خرچ کرو وصی نے کہا میرے پاس ان کا کوئی مال نہیں ہے پھر مال کا اقرار کیا اور کہتا ہے کہ تمھارے کہنے کے بعد ضائع ہوگیا تو وصی پر تاوان لازم ہے۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۳۳: ودیعت رکھنے والے کے مکان پر ودیعت لاکر رکھ گیا یا اُس کے بال بچوں کو دے گیا اور ودیعت ضائع ہوگئی تو مودَع پر تاوان لازم ہے اور اپنی عیال کے ہاتھ اُس کے پاس بھیج دی اور ضائع ہوگئی تو ضمان نہیں اور اگر اپنے بالغ لڑکے کے ہاتھ بھیجی جو اُس کی عیال میں نہیں ہے تو ضامن ہے اور نابالغ لڑکے کے ہاتھ بھیجی تو اگرچہ اُس کی عیال میں نہ ہو ضامن نہیں جبکہ یہ نابالغ بچہ ایسا ہو کہ حفاظت کرنا جانتا ہو اور چیزوں کی حفاظت کرتا ہو ورنہ تاوان لازم ہوگا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: ودیعت رکھنے والا غائب ہوگیا معلوم نہیں زندہ ہے یا مرگیا تو ودیعت کو محفوظ ہی رکھنا ہوگا جب موت کا علم ہوجائے اور ورثہ بھی معلوم ہیں ورثہ کو دیدے۔ معلوم نہ ہونے کی صورت میں ودیعت کو صدقہ نہیں کرسکتا اور لقطہ میں مالک کا پتہ نہ چلے تو صدقہ کرنے کا حکم ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: ودیعت رکھنے والا مرگیا اور اُس پر دَین مستغرق نہ ہو[5] تو ودیعت ورثہ کو دیدے اور دَین مستغرق ہو تو یہ ودیعت حق غرما ہے اس صورت میں ورثہ کو نہیں دے سکتا دے گا تو غرما[6] اس مودَع سے تاوان لیں گے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: جس کے پاس ودیعت تھی کہتا ہے کہ میں نے تمھارے پاس ودیعت بھیج دی اور جس کے ہاتھ بھیجنا بتاتا ہے وہ اس کی عیال میں ہے تو اس کا قول معتبر ہے اور اجنبی کے ہاتھ بھیجنا کہتا ہے اور مالک انکار کرتا ہے کہتا ہے مجھ کو چیز نہیں ملی تو مودَع ضامن ہے ہاں اگر مالک اقرار کرلے یا مودَع گواہوں سے اُسکے پاس پہنچنا ثابت کردے تو ضامن نہیں۔[8] (عالمگیری)

---

1 ...... کھانے پینے، کپڑے وغیرہ کے اخراجات۔

2 ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الودیعة، فصل فیما یعد...إلخ، ج۲، ص۳۴۹.

3 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الودیعة، الباب السابع فی رد الودیعة، ج۴، ص۳۵۴.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... یعنی اتنا قرض نہ ہو جو اس کے تمام ترکہ کو گھیر لے۔

6 ...... قرض خواہ یعنی جن کا قرضہ ہے وہ۔

7 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الودیعة، الباب السابع فی رد الودیعة، ج۴، ص۳۵۴.

8 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۳۷: غاصب نے مغصوب کو ودیعت رکھ دیا تھا مودَع نے غاصب کے پاس چیز واپس کردی یہ مودَع ضمان سے بَری ہوگیا۔[1] (عالمگیری)

(ودیعت کی تجہیل)

مسئلہ ۳۸: مودَع کا انتقال ہوگیا اور اس نے ودیعت کے متعلق تجہیل کی ہے (صاف بیان نہیں کیا ہے جس سے معلوم ہوسکے کہ فلاں فلاں چیز امانت ہے اور وہ فلاں جگہ ہے) یہ بھی منع کرنے کے معنی میں ہے اس صورت میں ودیعت کا تاوان لیا جائے گا اور اُس کے ترکہ سے[2] بطور دَین وصول کیا جائے گا ہاں اگر اُس کا بیان نہ کرنا اس وجہ سے ہو کہ ورثہ کو معلوم ہے کہ فلاں چیز ودیعت ہے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے تو تاوان واجب نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۹: مودَع مرگیا اور امانت ہلاک ہوگئی مودِع کہتا ہے کہ مودَع نے تجہیل کی ہے لہٰذا ضمان واجب ہے وارث کہتا ہے مجھے معلوم تھا اگر وارث نے اُن چیزوں کو بیان کردیا کہ فلاں فلاں چیز مورث کے پاس[4] ودیعت تھی وارث کا قول معتبر ہے یعنی مودَع کے مرنے کے بعد وارث اُس کے قائم مقام ہے اُس سے ضمان نہیں لیا جائے گا صرف ایک بات میں فرق ہے وارث نے چور کو ودیعت بتادی ضامن نہیں ہے اور مودَع نے بتائی تو ضامن ہے مگر جبکہ اُسے لینے سے بقدر طاقت منع کرے۔[5] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۴۰: ورثہ کہتے ہیں ودیعت اُس نے اپنی زندگی میں واپس کردی تھی ان کا قول مقبول نہیں بلکہ گواہوں سے واپسی کو ثابت کرنا ہوگا ثابت نہ کرنے پر میّت کے مال سے تاوان وصول کیا جائے اور اگر ورثہ نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ مودَع نے اپنی زندگی میں یہ کہا تھا کہ ودیعت واپس کرچکا ہوں تو یہ گواہ بھی مقبول ہوں گے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: ودیعت کے علاوہ دیگر امانتوں کا بھی یہی حکم ہے کہ تجہیل کرکے مرجائے گا تو اُس کا تاوان واجب

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الوديعة، الباب السابع فى رد الوديعة، ج٤، ص٣٥٤.

2 ...... چھوڑے ہوئے مال و جائداد سے۔

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الإيداع، ج٨، ص٥٣٢.

4 ...... یعنی مرنے والے کے پاس۔

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الإيداع، ج٨، ص٥٣٢.

و "البحرالرائق"، كتاب الوديعة، ج٧، ص٤٦٨.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الوديعة، الباب التاسع فى الإختلاف... إلخ، ج٤، ص٣٥٧.

ہوجائے گا امانت باقی نہیں رہے گی صرف بعض امانتوں کا اِس حکم سے استثنا ہے۔

① متولی مسجد جس کے پاس وقف کی آمدنی تھی اور بغیر بیان کیے مرگیا۔

② قاضی نے یتامیٰ[1] اموال امانت رکھے اور بغیر بیان مرگیا یہ نہیں بتایا کہ کس کے پاس امانت ہے اور قاضی نے خود اپنے ہی یہاں رکھا تھا اور بغیر بیان مرگیا تو ضامن ہے اُس کے ترکہ سے وصول کریں مگر قاضی نے اگر کہہ دیا تھا کہ مال میرے پاس سے ضائع ہوگیا یا میں نے یتیم پر خرچ کرڈالا تو اُس پر ضمان نہیں۔

③ سُلطان نے اموالِ غنیمت بعض غازیوں کے پاس امانت رکھے اور مرگیا اور یہ بیان نہیں کیا کہ کس کے پاس ہیں۔

④ دو شخصوں میں شرکت مفاوضہ تھی ان میں سے ایک مرگیا اور جو کچھ اموال اس کے قبضہ میں تھے ان کو بیان نہیں کیا۔[2] (بحر، عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: مودَع مجنون ہوگیا اور جنون بھی مطبق ہے اور اس کے پاس بہت کچھ اموال ہیں ودیعت تلاش کی گئی مگر نہیں ملی اور اس کی امید بھی نہیں ہے کہ اُس کی عقل ٹھیک ہوجائے گی تو قاضی کسی کو مجنون کا ولی مقرر کرے گا وہ مجنون کے مال سے ودیعت ادا کرے گا مگر جس کو دے گا اُس سے ضامن لے لے گا پھر اگر وہ مجنون اچھا ہوگیا اور کہتا ہے میں نے ودیعت واپس کردی تھی یا ضائع ہوگئی یا کہتا ہے مجھے معلوم نہیں کیا ہوئی اُس پر حلف[3] دیا جائے گا بعد حلف جو کچھ اُس کا مال دیا گیا ہے واپس لیا جائے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: مودَع نے ودیعت اپنی عورت کو دیدی اور مرگیا تو عورت سے مطالبہ ہوگا اگر عورت کہتی ہے چوری ہوگئی یا ضائع ہوگئی تو قسم کے ساتھ عورت کی بات معتبر ہے اور اس کا مطالبہ اب کسی سے نہ ہوگا اور اگر عورت کہتی ہے میں نے مرنے سے پہلے شوہر کو واپس دیدی تھی تو اس کی بات معتبر ہے اور عورت کو شوہر سے جو کچھ ترکہ ملا ہے اِس میں سے ودیعت کا تاوان لیا جائے گا۔[5] (عالمگیری)

---

1 ......یتیم کی جمع۔

2 ......"البحر الرائق"، کتاب الودیعة، ج۷، ص۴٦۸.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الودیعة، الباب الخامس فی تجهیل الودیعة، ج٤، ص۳۵۰.

3 ......قسم۔

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الودیعة، الباب الخامس فی تجهیل الودیعة، ج٤، ص۳۵۰.

5 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۴۴: خود مریض سے پوچھا گیا کہ تمھارے پاس فلاں کی ودیعت تھی وہ کیا ہوئی اُس نے کہا میں نے اپنی عورت کو دیدی ہے اُس کے مرنے کے بعد عورت سے پوچھا گیا عورت کہتی ہے مجھے اُس نے نہیں دی ہے اس صورت میں عورت پر حلف دیا جائے گا[1] اور حلف کرلے تو اُس سے مطالبہ نہ ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵: مضارب نے یہ کہا کہ میں نے مال مضاربت فلاں کے پاس ودیعت رکھ دیا ہے یہ کہہ کر مرگیا تو نہ مضارب کے مال سے لیا جاسکتا ہے نہ اُس کے ورثہ سے اور جس کا اُس نے نام لیا ہے وہ انکار کرتا ہے تو قسم کے ساتھ اُس کی بات مان لی جائے گی اور اگر یہ شخص بھی مرگیا اور اس نے ودیعت کے متعلق کچھ بیان نہیں کیا اور اِس کے پاس ودیعت رکھنا صرف مضارب کے کہنے ہی سے معلوم ہوا اور کوئی ثبوت نہیں ہے تو اس کے ترکہ سے وصول نہیں کی جاسکتی اور اگر گواہوں سے اُس کے پاس ودیعت رکھنا ثابت ہے یا اُس نے خود اقرار کیا ہے کہ میرے پاس مضارِب نے ودیعت رکھی ہے اور مضارِب مرگیا پھر وہ شخص بھی مرگیا تو اُس شخص کے مال سے ودیعت وصول کی جائے گی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: ایک شخص کے پاس ایک ہزار روپے ودیعت کے ہیں ان روپوں کے دو شخص دعویدار ہیں ہر ایک کہتا ہے میں نے اس کے پاس ودیعت رکھے ہیں اور مودَع کہتا ہے تم دونوں میں سے ایک نے ودیعت رکھے ہیں میں یہ نہیں معین کر کے بتا سکتا کہ کس نے رکھے ہیں تو اگر وہ دونوں مُدّعی[4] اس بات پر صلح و اتفاق کرلیں کہ ہم دونوں یہ روپے برابر برابر بانٹ لیں تو ایسا کرسکتے ہیں اور مودَع دینے سے انکار نہیں کرسکتا اسکے بعد نہ مودَع سے مطالبہ ہوسکتا ہے نہ اُس پر حلف دیا جاسکتا اور اگر دونوں صلح نہیں کرتے بلکہ ہر ایک پورے ہزار کو لینا چاہتا ہے تو مودَع سے دونوں حلف لے سکتے ہیں پھر اگر دونوں کے مقابل میں اُس نے حلف کرلیا تو دونوں کا دعویٰ ختم ہوگیا اور اگر دونوں کے مقابل میں قسم سے انکار کردیا تو اِس ہزار کو دونوں بانٹ لیں اور ایک دوسرے ہزار کا اُس پر تاوان ہوگا جو دونوں برابر لے لیں گے اور اگر ایک کے مقابل میں حلف کرلیا دوسرے کے مقابل میں قسم سے انکار کردیا تو جس کے مقابل میں قسم سے انکار کیا ہے وہ ہزار لے لے اور جس کے مقابل میں حلف کرلیا ہے اُس کا دعویٰ ساقط۔[5] (عالمگیری)

---

1 ......قسم دی جائے گی۔

2 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الودیعۃ،الباب الخامس فی تجھیل الودیعۃ،ج٤،ص٣٥٠.

3 ......المرجع السابق.

4 ......دعویٰ کرنے والے۔

5 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الودیعۃ،الباب الخامس فی تجھیل الودیعۃ،ج٤،ص٣٥٠،٣٥١.

(ودیعت کو دوسرے مال میں ملادینا یا اس میں تصرف کرنا)

مسئلہ ۴۷: ودیعت کو اپنے مال یا دوسرے کے مال میں بدون اجازتِ مالک[1] اِس طرح ملا دینا کہ امتیاز باقی نہ رہے یا بہت دشواری سے جدا کیے جاسکیں یہ بھی موجب ضمان[2] ہے دونوں مال ایک قسم کے ہوں جیسے روپے کو روپے میں ملا دیا گیہوں[3] کو گیہوں میں جَو کو جَو میں یا دونوں مختلف جنس کے ہوں مثلاً گیہوں کو جَو میں ملا دیا اس میں اگرچہ امتیاز اور جدا کرنا ممکن ہے مگر بہت دشوار ہے، اِس طرح پر مِلا دینا چیز کو ہلاک کردینا ہے مگر جب تک ضمان ادا نہ کرے اُس کا کھانا جائز نہیں یعنی پہلے ضمان ادا کردے اُس کے بعد یہ مخلوط چیز[4] خرچ کرے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۸: ایک ہی شخص نے گیہوں اور جَو دونوں کو ودیعت رکھا جب بھی مِلا دینا جائز نہیں مِلا دے گا تو تاوان لازم ہوگا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۹: مالک کی اِجازت سے اس نے دوسری چیز کے ساتھ خلط کیا[7] یا اس نے خود نہیں ملایا بلکہ بغیر اس کے فعل کے دونوں چیزیں مل گئیں مثلاً دو بوریوں میں غلہ تھا بوریاں پھٹ گئیں غلہ مل گیا یا صندوق میں دو تھیلیوں میں روپے رکھے تھے تھیلیاں پھٹ گئیں اور روپے مل گئے ان دونوں صورتوں میں دونوں باہم شریک ہوگئے اگر اس میں سے کچھ ضائع ہوگا تو دونوں کا ضائع ہوگا جو باقی ہے اُسے مطابق حصہ کے تقسیم کرلیں مثلاً ایک کے ہزار روپے تھے دوسرے کے دو ہزار تو جو کچھ باقی ہے اُس کے تین حصے کرکے پہلا شخص ایک حصہ لے لے اور دوسرا شخص دو حصے۔[8] (بحر، عالمگیری)

مسئلہ ۵۰: مودَع کے سوا کسی دوسرے شخص نے خلط کردیا اگرچہ وہ نابالغ ہو اگرچہ وہ شخص ہو جو مودَع کی عیال میں ہے وہ خلط کرنے والا ضامن ہے مودَع ضامن نہیں۔[9] (درمختار، عالمگیری)

---

1 ...... مالک کی اِجازت کے بغیر۔

2 ...... تاوان کو لازم کرنے والا۔

3 ...... گندم۔

4 ...... ملائی ہوئی چیز۔

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإیداع، ج۸، ص۵۳٦، وغیرہ.

6 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الودیعة، الباب الرابع فیما یکون تضییعًا... إلخ، ج٤، ص۳٤۹.

7 ...... یعنی مِلا دیا۔

8 ...... "البحرالرائق"، کتاب الودیعة، ج۷، ص٤۷۰.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الودیعة، الباب الرابع فیما یکون تضییعًا... إلخ، ج٤، ص۳٤۹.

9 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإیداع، ج۸، ص۵۳۷.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الودیعة، الباب الرابع فیما یکون تضییعًا... إلخ، ج٤، ص۳٤۹.

مسئلہ ۵۱: ودیعت روپیہ یا اشرفی ہے یا مکیل[1] وموزون[2] ہے مودَع نے اس میں سے کچھ خرچ کرڈالا تو جتنا خرچ کیا ہے اُتنے ہی کا ضامن ہے جو باقی ہے اُس کا ضامن نہیں یعنی مابقی[3] اگر ضائع ہوجائے تو اس کا تاوان لازم نہیں اور اگر خرچ کرنے کے لیے نکالا تھا مگر خرچ نہیں کیا پھر اُسی میں شامل کردیا تو تاوان لازم نہیں اور اگر جتنا ودیعت میں سے خرچ کرڈالا تھا اوتنا ہی باقی میں ملادیا کہ امتیاز جاتا رہا مثلاً سو روپے میں سے دس خرچ کرڈالے تھے پھر دس۱۰ روپے باقی میں ملادیے تو کُل کا ضامن ہوگیا کیوں کہ اپنے مال کو ملا کر ودیعت کو ہلاک کردیا اور اگر اس طرح ملایا ہے کہ امتیاز باقی ہے مثلاً کچھ روپے تھے اور کچھ نوٹ یا اشرفیاں[4] روپے خرچ کرڈالے پھر اُتنے ہی روپے اُس میں شامل کردیے یا جو کچھ ملایا اُس میں نشان بنادیا ہے کہ جدا کیا جاسکتا ہے یا خرچ کیا اور اُس میں شامل نہیں کیا یا دو ودیعتیں تھیں مثلاً ایک مرتبہ اُس نے دس روپے دیے دوسری مرتبہ دس پھر دیے اور اُن میں سے ایک ودیعت کو خرچ کرڈالا ان سب صورتوں میں صرف اُس کا ضامن ہے جو خرچ کیا ہے۔ یہ اُس چیز میں ہے جس کے ٹکڑے کرنا مضر نہ ہو مثلاً دس۱۰ سیر گیہوں تھے اُن میں سے پانچ سیر خرچ کیے اور اگر وہ ایسی چیز ہو جس کے ٹکڑے کرنا مضر ہو مثلاً ایک اچکن کا کپڑا تھا یا کوئی زیور تھا اُس میں سے ایک ٹکڑا خرچ کرڈالا تو کل کا ضامن ہے۔[5] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: جس شخص نے ملایا ہے وہ غائب ہوگیا اُس کا پتہ نہیں کہ کہاں ہے تو اگر دونوں مالک اس پر راضی ہوجائیں کہ ان میں کا ایک شخص اُس مخلوط چیز[6] کو لے لے اور دوسرے کو اس کی چیز کی قیمت دیدے یہ ہوسکتا ہے اور اس پر بھی راضی نہ ہوں تو مخلوط شے کو بیچ کر ہر ایک اپنی اپنی چیز کی قیمت پر ثمن کو تقسیم کرکے لے لے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: ودیعت پر تعدّی کی یعنی اُس میں بیجا تصرف کیا مثلاً کپڑا تھا اُسے پہن لیا گھوڑا تھا اُس پر سوار ہوگیا غلام تھا اُس سے خدمت لی یا اُسے کسی دوسرے کے پاس ودیعت رکھ دیا ان سب صورتوں میں اُس پر ضمان لازم ہے مگر پھر اس حرکت سے باز آیا یعنی اُس کو حفاظت میں لے آیا اور یہ نیت ہے کہ اب ایسا نہیں کرے گا تو تعدّی کرنے سے جو ضمان کا حکم آگیا تھا زائل ہوگیا یعنی اب اگر چیز ضائع ہوجائے تو تاوان نہیں مگر استعمال سے چیز میں نقصان پیدا ہوجائے تو تاوان دینا ہوگا اور اگر اب بھی

---

1 ......ماپ کر بیچی جانے والی چیز۔
2 ......وزن سے بیچی جانے والی چیز۔
3 ......یعنی جو باقی ہے۔
4 ......سونے کے سکے۔
5 ......"الدرالمختار"، کتاب الإیداع، ج۸، ص۵۳۷.
و"الفتاوی الهندية"، کتاب الوديعة، الباب الرابع فيما يكون تضييعًا...إلخ، ج٤، ص٣٤٨.
6 ......اُس ملی ہوئی چیز۔
7 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوديعة، الباب الرابع فيما يكون تضييعًا...إلخ، ج٤، ص٣٤٩.

نیت یہ ہو کہ پھر ایسا کرے گا مثلاً رات میں کپڑا اُتار دیا اور یہ نیت ہے کہ صبح کو پھر پہنے گا ضمان کا حکم بدستور باقی ہے یعنی مثلاً رات ہی میں وہ کپڑا چوری ہو گیا تاوان دینا ہوگا۔[1] (بحر، عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: مستعیر اور مستاجر نے تعدّی کی[2] پھر اِس سے باز آئے تو ضمان سے[3] بری نہیں جب تک مالک کے پاس چیز پہنچا نہ دیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۵۵: مودَع[1]، بیع[2] کا وکیل اور حفظ[3] کا وکیل اور اُجرت[4] پر دینے یا اُجرت[5] پر لینے کا وکیل یعنی اس کو وکیل کیا تھا کہ اس چیز کو کرایہ پر دے یا کرایہ پر لے اور اس نے خود اُس چیز کو استعمال کیا پھر استعمال چھوڑ دیا اور مضارِب[6] و مُستبضِع[7] یعنی مضارِب نے چیز کو استعمال کیا یا جس کو بضاعت کے طور پر دیا تھا اُس نے استعمال کیا پھر استعمال ترک کیا اور شریک[8] عنان اور شریک مفاوضہ[9] اور رہن[10] کے لیے عاریت لینے والا کہ ایک چیز عاریت لی تھی کہ اُسے رہن رکھے گا اور خود استعمال کی پھر رہن رکھ دی یہ دس قسم کے اشخاص تعدّی کرنے والے اگر تعدّی سے باز آجائیں تو ضمان سے بری ہو جاتے ہیں اور ان کے علاوہ جو امین تعدّی کرے گا وہ ضامن ہوگا اگرچہ تعدّی سے باز آجائے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۵۶: مودَع کو یہ اختیار ہے کہ ودیعت کو اپنے ہمراہ سفر میں لیجائے اگرچہ اس میں بار برداری[6] صرف[7] کرنی پڑے بشرطیکہ مالک نے سفر میں لے جانے سے منع نہ کیا ہو اور لیجانے میں اُس کے ہلاک ہونے کا اندیشہ بھی نہ ہو اور اگر مالک نے منع کر دیا ہو یا لیجانے میں اندیشہ ہو اور سفر میں جانا اس کے لیے ضروری نہ ہو اور سفر کیا اور ودیعت ضائع ہوگئی تو تاوان لازم ہے اور اگر سفر میں جانا ضروری ہے اور تنہا سفر کیا اور ودیعت کو بھی لے گیا ضامن ہے اور بال بچوں کے ساتھ سفر کیا ہے تو ضامن نہیں، دریائی سفر بھی خوفناک ہے کہ اس میں غالب ہلاک ہے۔[8] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۵۷: دو شخصوں نے مل کر ودیعت رکھی ہے اُن میں سے ایک اپنا حصہ مانگتا ہے دوسرے کی عدم موجودگی میں

---

1 ......"البحرالرائق"، كتاب الوديعة، ج٧، ص ٤٨٠.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب الوديعة، الباب الرابع فيما يكون تضييعًا...إلخ، ج٤، ص ٣٤٧، ٣٤٨.

2 ......بیجا تصرّف کیا۔ 3 ......تاوان سے۔

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الإيداع، ج٨، ص ٥٣٧، ٥٣٨.

5 ......المرجع السابق .

6 ......مزدوری۔ 7 ......خرچ۔

8 ......"الدرالمختار"، كتاب الإيداع، ج٨، ص ٥٤١.

و"البحرالرائق"، كتاب الوديعة، ج٧، ص ٤٧٢.

امین کو دینا جائز نہیں اور اگر دیدے گا تو ضامن نہیں اور ایک نے قاضی کے پاس دعویٰ کیا کہ میرا حصہ دلا دیا جائے تو قاضی دینے کا حکم نہیں دے گا۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۵۸: دوشخصوں نے ودیعت رکھی تھی ایک نے مودَع سے کہا کہ میرے شریک کو سو روپے دے دو اُس نے دیدیے اس کے بعد بقیہ رقم ضائع ہوگئی تو جو شخص سو روپے لے چکا ہے یہ تنہا اسی کے ہیں اس کا ساتھی اِن میں سے نصف نہیں لے سکتا اور اگر یہ کہا تھا کہ اُس میں سے آدھی رقم اُس کو دے دو اُس نے دیدی اور بقیہ رقم ضائع ہوگئی تو ساتھی جو نصف لے چکا ہے اُس میں سے نصف یہ لے سکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۹: دوشخصوں نے ایک شخص کے پاس ہزار روپے ودیعت رکھے مودَع مرگیا اور ایک بیٹا چھوڑا اُن دونوں میں ایک یہ کہتا ہے کہ باپ کے مرنے کے بعد اس لڑکے نے ودیعت ہلاک کردی دوسرے نے کہا معلوم نہیں ودیعت کیا ہوئی تو جس نے بیٹے کا ہلاک کرنا بتایا اُس نے مودَع کو بری کردیا یعنی اس کے قول کا مطلب یہ ہوا کہ مرنے والے نے ودیعت کو بعینہٖ[3] قائم رکھا اور بیٹے سے ضمان لینا چاہتا ہے تو بغیر ثبوت اس کی یہ بات کیوں کر مانی جاسکتی ہے لہٰذا بیٹے پر تاوان کا حکم نہیں ہوسکتا اور دوسرا شخص جس نے کہا معلوم نہیں ودیعت کیا ہوئی اُس کو میت کے مال سے پانسو دلائے جائیں گے کیونکہ وہ میت پر تجہیلِ ودیعت کا الزام[4] رکھتا ہے اور اس صورت میں مالِ میت سے تاوان دلانے کا حکم ہوتا ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: مودَع نے ودیعت رکھنے ہی سے انکار کردیا مالک نے گواہوں سے ودیعت رکھنا ثابت کردیا اس کے بعد مودَع گواہ پیش کرتا ہے کہ ودیعت ضائع ہوگئی مودَع کے گواہ نامقبول ہیں اور اس کے ذمہ تاوان لازم، چاہے اس کے گواہوں سے انکار کے بعد ضائع ہونا ثابت ہو یا انکار سے قبل، بہرصورت تاوان دینا ہوگا اور اگر ودیعت رکھنے سے مودَع نے انکار نہیں کیا تھا بلکہ یہ کہا تھا کہ میرے پاس تیری ودیعت نہیں ہے اور گواہوں سے ضائع ہونا ثابت کیا، اگر گواہوں سے یہ ثابت ہو کہ اس کہنے سے پہلے ضائع ہوئی تو تاوان نہیں اور اگر اس کہنے کے بعد ضائع ہونا گواہوں نے بیان کیا تو تاوان لازم ہے اور اگر گواہوں سے مطلقاً ضائع ہونا ثابت ہوا قبل یا بعد نہیں ثابت ہے جب بھی ضامن ہے۔[6] (عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإیداع، ج۸، ص۵٤۱.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الودیعة، الباب الثامن فیما اذاکان... إلخ، ج٤، ص۳۵٤.

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الودیعة، الباب الثامن فیما اذاکان... إلخ، ج٤، ص۳۵۵.

3 ...... ویسے ہی، اسی طرح۔

4 ...... یعنی ودیعت کے بارے میں نہ بتانے کا الزام۔

5 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الودیعة، الباب الثامن فیما اذاکان... إلخ، ج٤، ص۳۵۵.

6 ...... المرجع السابق، ص۳۵٦.

مسئلہ ۶۱: ودیعت سے مودَع نے انکار کردیا اس کے بعد ودیعت واپس کردی اور اس کو گواہوں سے ثابت کردیا تو گواہ مقبول ہیں اور یہ بَری اور گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ انکار سے پہلے ہی ودیعت دیدی تھی اور یہ کہتا ہے کہ میں نے انکار کرنے میں غلطی کی میں بھول گیا تھا تو یہ گواہ بھی مقبول ہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۲: مودَع کہتا ہے میں نے ودیعت واپس کردی چندروز کے بعد کہتا ہے ضائع ہوگئی اس پر تاوان لازم ہے اور اگر کہا کہ ضائع ہوگئی پھر چندروز کے بعد کہتا ہے میں نے واپس کردی میں نے غلطی سے ضائع ہونا کہہ دیا اِس صورت میں بھی تاوان ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۳: مودَع کہتا ہے ودیعت ہلاک ہوگئی اور مالک اس کی تکذیب کرتا ہے[3] مالک کہتا ہے اس پر حلف دیا جائے[4] حلف دیا گیا اس نے قسم کھانے سے انکار کردیا اس سے ثابت ہوا کہ چیز اس کے یہاں موجود ہے لہٰذا اس کو قید کیا جائے گا اُس وقت تک کہ چیز دیدے یا ثابت کردے کہ چیز نہیں باقی رہی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۴: کسی کے پاس ودیعت رکھ کر پردیس چلا گیا واپس آنے کے بعد اپنی چیز مانگتا ہے مودَع کہتا ہے تم نے اپنے بال بچوں پر خرچ کردینے کے لیے کہا تھا میں نے خرچ کردی مالک کہتا ہے میں نے خرچ کرنے کو نہیں کہا تھا مالک کا قول معتبر ہے۔ یوہیں اگر مودَع یہ کہتا ہے کہ تم نے مساکین پر خیرات کرنے کو کہا تھا میں نے خیرات کردی یا فلاں شخص کو ہبہ کرنے کو کہا تھا میں نے ہبہ کردیا مالک کہتا ہے میں نے نہیں کہا تھا اس میں بھی مالک ہی کا قول معتبر ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۵: کسی کے پاس روپے ودیعت رکھے مالک اُس سے کہتا ہے میں نے فلاں شخص کو حکم دیدیا تھا کہ وہ تمھارے پاس سے وہ روپے لے لے پھر میں نے اُسے منع کردیا مودَع کہتا ہے وہ تو لے بھی گیا اُس شخص سے پوچھا گیا تو کہنے لگا میں نہ مودَع کے پاس گیا نہ میں نے روپے لیے مودَع کی بات معتبر ہے اس پر ضمان لازم نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۶: مودَع نے ودیعت سے انکار کردیا پھر اُس مودَع نے اس کے پاس اسی جنس کی چیز ودیعت رکھی یہ شخص اپنے مطالبہ میں اس ودیعت کو روک سکتا ہے اور اگر اس پر قسم دی جائے تو یوں قسم کھائے کہ اُس کی فلاں چیز میرے ذمہ نہیں ہے یہ قسم نہ کھائے کہ اُس نے ودیعت نہیں رکھی ہے کہ یہ قسم جھوٹی ہوگی۔ یوہیں اگر اس کا کسی کے ذمہ دَین تھا مدیون نے دَین سے انکار

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوديعة، الباب التاسع فی الاختلاف... إلخ، ج٤، ص٣٥٦.

2 ......المرجع السابق.

3 ......جھوٹا بتاتا ہے یعنی اس سے انکار کرتا ہے۔

4 ......قسم دی جائے۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوديعة، الباب التاسع فی الإختلاف... إلخ، ج٤، ص٣٥٧.

6 ......المرجع السابق، ص٣٥٨.

7 ......المرجع السابق.

کر دیا پھر مدیون نے اُسی جنس کی چیز ودیعت رکھی اپنے دَین میں اسے روک سکتا ہے اور اگر ودیعت اُس جنس کی چیز نہ ہو تو نہیں روک سکتا[1]۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۷: ایک شخص سے پچاس روپے قرض مانگے اُس نے غلطی سے پچاس کی جگہ ساٹھ دیدیے اس نے مکان پر آکر دیکھا کہ دس زائد ہیں واپس کرنے کو دس روپے لے گیا راستہ میں یہ ضائع ہو گئے اس پر پانچ سدس کا ضمان ہے اور ایک سدس یعنی دس روپے میں سے چھٹے حصہ کا ضمان نہیں کیونکہ جو روپے اُس نے غلطی سے دیے وہ اس کے پاس ودیعت ہیں اور وہ کل کا چھٹا حصہ ہے لہٰذا ان دس کا چھٹا حصہ بھی ودیعت ہے صرف اس چھٹے حصے کا ضمان واجب نہیں اور اگر کل روپے ضائع ہوئے تو پچاس ہی روپے اس کے ذمہ واجب ہیں کیونکہ دس ودیعت ہیں ان کا تاوان نہیں۔ یوہیں اگر کسی کے ذمہ پچاس روپے باقی تھے اُس نے غلطی سے ساٹھ لے لیے دس روپے واپس کرنے جارہا تھا راستہ میں ضائع ہو گئے تو پانچ سدس کا ضمان اس پر واجب ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۸: شادی میں روپے پیسے نچھاور کرنے کے لیے کسی کو دیے تو یہ شخص اپنے لیے اُن میں سے بچا نہیں سکتا اور نہ خود گرے ہوئے کو لوٹ سکتا ہے اور یہ بھی نہیں کر سکتا کہ دوسرے کو لٹانے کے لیے دیدے۔ شکر اور چھوہارے جو لٹانے کے لیے دیے جاتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۹: مسافر کسی کے مکان پر مر گیا اُس نے کچھ تھوڑا سا مال دو تین روپے کا چھوڑا اور اُس کا کوئی وارث معلوم نہیں اور جس کے مکان پر مرا ہے یہ فقیر ہے اُس مال کو اپنے لیے یہ شخص رکھ سکتا ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۰: ایک شخص نے دو شخصوں کے پاس ودیعت رکھی اگر وہ چیز قابلِ قسمت ہے دونوں اُس چیز کو تقسیم کر لیں

---

1 ......جبکہ فی زمانہ دائن اگر اپنے دَین کی جنس کے علاوہ کسی اور مال کے حصول پر قادر ہو تو وہ اسے لے سکتا ہے، جس کی صراحت اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے **فتاوی رضویہ** میں کچھ یوں فرمائی ہے: "فی الشامی والطحطاوی عن شرح الکنز للعلامة الحموی عن الامام العلامةعلی المقدسی عن جده الاشقرعن شرح القدوری للإمام الأخصب ان عدم جواز الأخذمن خلاف الجنس کان فی زمانهم لمطاوعتهم فی الحقوق والفتوی الیوم علی جوازالأخذعندالقدرةمن ای مال کان"۔

ترجمہ:۔ شامی اور طحطاوی میں علامہ حموی کی شرح کنز سے بحوالہ امام علامہ علی مقدسی منقول ہے، انہوں نے اپنے دادا اشقر سے بحوالہ شرح قدوری از امام اخصب ذکر کیا کہ خلاف جنس سے وصول کرنے کا عدم جواز مشائخ کے زمانے میں تھا کیونکہ وہ لوگ حقوق میں باہم متفق تھے، آج کل فتویٰ اس پر ہے کہ جب اپنے حق کی وصولی پر قادر ہو چاہے کسی بھی مال سے ہو تو وصول کر لینا جائز ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج ۱۷، ص ۵۶۲)

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الودیعة، الباب العاشر فی المتفرقات، ج ٤، ص ٣٥٩.

3 ......المرجع السابق، ص ٣٦٠. 4 ......المرجع السابق، ص ٣٦٢. 5 ......المرجع السابق.

ہر ایک اپنے حصہ کی حفاظت کرے اگر ایسا نہیں کیا بلکہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو سپرد کردی تو یہ دینے والا ضامن ہے اور اگر وہ چیز تقسیم کے قابل نہیں تو ان میں سے ایک دوسرے کو سپرد کرسکتا ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۷۱: مودِع نے کہہ دیا تھا کہ ودیعت کو دکان میں نہ رکھنا کیونکہ اُس میں سے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے اگر مودَع کے لیے کوئی دوسری جگہ اس سے زیادہ محفوظ ہے اور یہ اس پر قادر بھی تھا کہ اُٹھا کر وہاں لے جاتا اور نہ لے گیا اور دکان سے وہ چیز رات میں چوری گئی تو ضمان دینا ہوگا اور کوئی دوسری جگہ حفاظت کی اس کے پاس نہیں یا اُس وقت چیز کو لے جانے پر قادر نہ تھا تو ضامن نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۲: مالک نے یہ کہہ دیا ہے کہ اس چیز کو اپنی عیال کے پاس نہ چھوڑنا یا اس کمرے میں رکھنا اور مودَع نے ایسے کو دیا جس کے دینے سے چارہ نہ تھا مثلاً زیور تھا بی بی کو دینے سے منع کیا تھا اُس نے بی بی کو دیدیا، گھوڑا تھا غلام کو دینے سے منع کیا تھا اس نے غلام کو دیدیا اور اُس کمرے کے سوا دوسرے کمرے میں رکھی اور دونوں کمرے حفاظت کے لحاظ سے یکساں ہیں یا یہ اُس سے بھی زیادہ محفوظ ہے اور ودیعت ضائع ہوگئی تاوان لازم نہیں اور اگر یہ باتیں نہ ہوں مثلاً زیور غلام کو دیدیا یا گھوڑا بی بی کی حفاظت میں دیا یا وہ کمرہ اُتنا محفوظ نہیں ہے تو تاوان دینا ہوگا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۷۳: مودِع نے کہا اِس تھیلی میں نہ رکھنا اُس میں رکھنا یا تھیلی میں رکھنا صندوق میں نہ رکھنا یا صندوق میں رکھنا اس گھر میں نہ رکھنا اور اُس نے وہ کیا جس سے مودِع نے منع کیا تھا اِن صورتوں میں ضمان واجب نہیں۔[4] (عالمگیری)

قاعدۂ کلیہ اس باب میں[5] یہ ہے کہ امانت رکھنے والے نے اگر ایسی شرط لگائی جس کی رعایت ممکن ہے اور مفید بھی ہو تو اُس کا اعتبار ہے اور ایسی نہ ہو تو اُس کا اعتبار نہیں مثلاً یہ شرط کہ اسے اپنے ہاتھ ہی میں لیے رہنا کسی جگہ نہ رکھنا یا دہنے ہاتھ میں رکھنا بائیں میں نہ رکھنا یا اس چیز کو دہنی آنکھ سے دیکھتے رہنا بائیں آنکھ سے نہ دیکھنا اس قسم کی شرطیں بیکار ہیں ان پر عمل کرنا کچھ ضرور نہیں۔[6] (عالمگیری)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الإیداع، ج۸، ص۵۴۲.

2 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الودیعة، الباب الثالث فی شروط... إلخ، ج۴، ص۳۴۲.

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الإیداع، ج۸، ص۵۴۲.

4 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الودیعة، الباب الثالث فی شروط... إلخ، ج۴، ص۳۴۱.

5 ......یعنی اس مسئلہ میں کہ مالک اگر منع کرے اور امین وہی کردے۔

6 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الودیعة، الباب الثالث فی شروط... إلخ، ج۴، ص۳۴۱.

مسئلہ۷۴: ایک شخص کے پاس ودیعت رکھی اُس نے دوسرے کے پاس رکھ دی اور ضائع ہوگئی تو فقط مودَع سے ضمان لے گا دوسرے سے نہیں لے سکتا اور اگر دوسرے کو دی اور وہاں سے ابھی مودَع جدا نہیں ہوا ہے کہ ہلاک ہوگئی تو مودَع سے بھی ضمان نہیں لے سکتا۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ۷۵: مالک کہتا ہے کہ دوسرے کے یہاں سے ہلاک ہوگئی اور مودَع کہتا ہے اُس نے مجھے واپس کردی تھی میرے یہاں سے ضائع ہوئی مودَع کی بات نہیں مانی جائے گی اور اگر مودَع سے کسی نے غصب کی ہوتی اور مالک کہتا غاصب کے یہاں ہلاک ہوئی اور مودع کہتا اُس نے واپس کردی تھی میرے یہاں ہلاک ہوئی تو مودَع کی بات مانی جاتی۔[2] (درمختار)

مسئلہ۷۶: ایک شخص کو ہزار روپے دیے کہ فلاں شخص کو جو فلاں شہر میں ہے دیدینا اس نے دوسرے کو دیدیے کہ تم اُس شخص کو دیدینا اور راستہ میں روپے ضائع ہوگئے اگر دینے والا مرگیا ہے تو مودَع پر تاوان نہیں ہے کہ یہ وصی ہے اور اگر زندہ ہے تو تاوان ہے کہ وکیل ہے ہاں اگر وہ شخص جس کو دیے ہیں اُسکی عیال میں ہے تو ضامن نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ۷۷: دھوبی نے غلطی سے ایک کا کپڑا دوسرے کو دیدیا اُس نے قطع کرڈالا دونوں ضامن ہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ۷۸: جانور کو ودیعت رکھا تھا وہ بیمار ہوا علاج کرایا اور علاج سے ہلاک ہوگیا مالک کو اختیار ہے جس سے چاہے تاوان لے مودَع سے بھی تاوان لے سکتا ہے اور معالج سے بھی اگر معالج سے تاوان لیا اور بوقت علاج اس کو معلوم نہ تھا کہ یہ دوسرے کا ہے معالج مودَع سے واپس لے سکتا ہے اور اگر معلوم تھا تو نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ۷۹: غاصب نے کسی کے پاس مغصوب چیز ودیعت رکھ دی[6] اور ہلاک ہوگئی مالک کو اختیار ہے دونوں میں سے جس سے چاہے ضمان لے اگر مودَع سے تاوان لیا وہ غاصب سے رجوع کرسکتا ہے۔[7] (درمختار)

---

1 ......"الهداية"، كتاب الوديعة، ج٢، ص٢١٦.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الإيداع، ج٨، ص٥٤٢.

3 ......"ردالمحتار"، كتاب الإيداع، ج٨، ص٥٤٢.

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الإيداع، ج٨، ص٥٤٣.

5 ......المرجع السابق.

6 ......ناجائز زبردستی قبضہ کی ہوئی چیز امانت کے طور پر رکھ دی۔

7 ......"الدرالمختار"، كتاب الإيداع، ج٨، ص٥٤٤.

مسئلہ ۸۰: ایک شخص کو روپے دیے کہ ان کو فلاں شخص کو آج ہی دیدینا اس نے نہیں دیے اور ضائع ہو گئے تاوان لازم نہیں اس لیے کہ اس پر اُسی روز دینا لازم نہ تھا، یوہیں مالک نے یہ کہا کہ ودیعت میرے پاس پہنچا جانا اس نے کہا پہنچادوں گا اور نہیں پہنچائی اس کے پاس سے ضائع ہوگئی تاوان واجب نہیں کیونکہ مودَع کے ذمہ یہاں لاکر دینا نہیں ہے کہ تاوان لازم آئے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸۱: مالک نے کہا یہ چیز فلاں شخص کو دیدینا یہ کہتا ہے میں نے دیدی مگر وہ کہتا ہے نہیں دی ہے مودَع کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۸۲: مودَع نے کہا معلوم نہیں ودیعت کیوں کر جاتی رہی ابتداءً اُس نے یہی جملہ کہا یا یوں کہا کہ چیز جاتی رہی اور معلوم نہیں کیوں کر گئی اس صورت میں ضمان نہیں، اور اگر یوں کہا معلوم نہیں ضائع ہوئی یا نہیں ہوئی یا یوں کہا معلوم نہیں میں نے اُسے رکھ دیا ہے یا مکان کے اندر کہیں دفن کر دیا ہے یا کسی دوسری جگہ دفن کیا ہے ان صورتوں میں ضامن ہے، اور اگر یوں کہتا کہ میں نے ایک جگہ دفن کر دیا تھا وہاں سے کوئی چور لے گیا اگر چہ اُس جگہ کو نہیں بتایا جہاں دفن کیا تھا اس میں ضمان واجب نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۸۳: دلال کو[4] بیچنے کے لیے کپڑا دیا تھا دلال کہتا ہے کپڑا میرے ہاتھ سے گر گیا اور ضائع ہو گیا معلوم نہیں کیوں کر ضائع ہوا تو اُس پر تاوان نہیں اور دلال یہ کہتا ہے کہ میں بھول گیا معلوم نہیں کس دکان میں رکھ دیا تھا تو تاوان دینا ہوگا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۴: مودَع کہتا ہے ودیعت میں نے اپنے سامنے رکھی تھی بھول کر چلا گیا ضائع ہوگئی اِس صورت میں تاوان دینا ہوگا اور اگر کہتا ہے مکان کے اندر چھوڑ کر چلا گیا اور ضائع ہوگئی اگر وہ جگہ حفاظت کی ہے کہ اِس قسم کی چیز وہاں بطورِ حفاظت رکھی جاتی ہے تو تاوان نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۵: مکان کسی کی حفاظت میں دے دیا اور اسی مکان کے ایک کمرہ یا کوٹھری میں ودیعت رکھی ہے اگر اس کو

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الإيداع، ج۸، ص٥٤٤.

2 ......المرجع السابق.
3 ......المرجع السابق، ص٥٤٥.

4 ......کمیشن لے کر مال فروخت کرنے والے کو۔

5 ......"الفتاوى الهندية"، کتاب الوديعة، الباب الرابع فيما يكون...إلخ، ج٤، ص٣٤٢.

6 ......المرجع السابق.

مقفل کر دیا[1] ہے کہ آسانی سے نہ کُھل سکتا ہو تو تاوان نہیں ورنہ ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۶: اسکے مکان میں لوگ بکثرت آتے جاتے ہیں مگر اس کے باوجود چیز کی حفاظت رہتی ہے اور اس نے حفاظت کی جگہ میں ودیعت رکھ دی ہے ضمان واجب نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۷: مالِ ودیعت کو زمین میں دفن کر دیا ہے اور کوئی نشان بھی کر رکھا ہے تو ضائع ہونے پر تاوان نہیں اور نشان نہیں کیا تو تاوان ہے اور جنگل میں دفن کر دیا ہے تو بہر صورت تاوان ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۸: مودَع کے پیچھے چور لگ گئے اس نے ودیعت کو دفن کر دیا کہ چور اسکے ہاتھ سے کہیں لے نہ لیں اور دفن کر کے اُن کے خوف کی وجہ سے بھاگ گیا پھر آ کر تلاش کرتا ہے تو پتا نہیں چلتا کہ کہاں دفن کی تھی اگر دفن کرتے وقت اتنا موقع تھا کہ نشانی کر دیتا اور نہیں کی تو ضامن ہے اور اگر نشانی کا موقع نہ ملا تو دو صورتیں ہیں اگر جلد آ جاتا تو پتہ چل جاتا اور جلد آنا ممکن تھا مگر نہ آیا جب بھی ضامن ہے اور جلد آنا ممکن ہی نہ تھا اِس وجہ سے نہیں آیا تو ضامن نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۹: زمانۂ فتنہ میں ودیعت کو ویرانہ میں رکھ آیا اگر زمین کے اوپر رکھ دی تو ضامن ہے اور دفن کر دی تو ضامن نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۹۰: مودَع یا وصی سے زبردستی مال لینا کوئی چاہتا ہے اگر جان مارنے یا قطع عضو کی[7] دھمکی دی اس نے ڈر کر کچھ مال دیدیا ضمان نہیں اور اگر اس کی دھمکی دی کہ اُسے بند کر دے گا یا قید کر دے گا اور مال دیدیا تو تاوان واجب ہے اور اگر یہ اندیشہ ہے کہ اگر کچھ تھوڑا مال اسے نہ دیا جائے تو کُل ہی چھین لے گا یہ دینے کے لیے عذر ہے یعنی ضمان لازم نہیں۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۹۱: ودیعت کے متعلق یہ اندیشہ ہے کہ خراب ہو جائے گی مالک موجود نہیں ہے یا وہ لے نہیں جاتا مودَع کو چاہیے یہ معاملہ حاکم کے پاس پیش کرے تا کہ وہ بیچ ڈالے اور اگر مودَع نے پیش نہ کیا یہاں تک کہ ودیعت خراب ہوگئی تو اس

---

1 ......تالا لگا دیا۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوديعة،الباب الرابع فيما يكون...إلخ،ج٤،ص٣٤٣.

3 ......المرجع السابق. 4 ......المرجع السابق.

5 ......المرجع السابق. 6 ......المرجع السابق.

7 ......جسم کے کسی حصے کو کاٹ دینے کی۔

8 ......"الدرالمختار"، كتاب الإيداع،ج٨،ص٥٤٥.

پر ضمان نہیں اور اگر وہاں قاضی ہی نہ ہو تو چیز کو بیچ ڈالے اور ثمن محفوظ رکھے۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۹۲: ودیعت کے متعلق مودَع نے کچھ خرچ کیا اگر یہ قاضی کے حکم سے نہیں ہے مُتبرِّع ہے[2] کچھ معاوضہ نہیں پائے گا اور اگر قاضی کے پاس معاملہ پیش کیا قاضی اس پر گواہ طلب کرے گا کہ یہ ودیعت ہے اور اس کا مالک غائب ہے پھر اگر وہ چیز ایسی ہے جو کرایہ پر دی جاسکتی ہے تو قاضی حکم دے گا کہ کرایہ پر دی جائے اور آمدنی اس پر صرف کی جائے اور اگر کرایہ پر دینے کی چیز نہ ہو تو قاضی یہ حکم دے گا کہ دو تین دن تم اپنے پاس سے اس پر خرچ کرو شاید مالک آجائے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں دے گا بلکہ حکم دے گا کہ چیز بیچ کر اس کا ثمن محفوظ رکھا جائے۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۹۳: مُصحف شریف[4] کو ودیعت یا رہن رکھا تھا۔ مودَع یا مرتہن اُس میں دیکھ کر تلاوت کر رہا تھا اسی حالت میں ضائع ہو گیا تاوان واجب نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۹۴: کتاب ودیعت ہے اس میں غلطی نظر آئی اگر معلوم ہے کہ درست کرنے سے مالک کو ناگواری ہوگی درست نہ کرے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۹۵: ایک شخص کو دس روپے دیے اور یہ کہا کہ ان میں سے پانچ تمھارے لیے ہبہ ہیں اور پانچ ودیعت اُس نے پانچ خرچ کر ڈالے اور پانچ ضائع ہو گئے ساڑھے سات روپے اُس پر تاوان کے واجب ہیں کیونکہ مشاع کا ہبہ[7] صحیح نہیں ہے اور ہبۂ فاسد کے طور پر جس چیز پر قبضہ ہوتا ہے اُس کا ضمان لازم ہوتا ہے اور پانچ روپے جو ضائع ہوئے ان میں ودیعت اور ہبہ دونوں ہیں لہٰذا ان کے نصف کا ضمان ہوگا کہ وہ ڈھائی روپے ہیں اور جو خرچ کیے ہیں اُن کے کل کا ضمان[8] ہے

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الإیداع، ج۸، ص۵٤٦.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الودیعة، الباب الرابع فیما یکون...إلخ، ج٤، ص٣٤٤.

2 ......احسان کرنے والا ہے۔

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الإیداع، ج۸، ص٥٤٦.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الودیعة، الباب العاشر فی المتفرقات، ج٤، ص٣٦٠.

4 ......قرآن پاک۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الإیداع، ج۸، ص٥٤٦.

6 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الودیعة، الباب العاشر فی المتفرقات، ج٤، ص٣٦٢.

7 ......ایسی چیز کا ہبہ کرنا جس میں دو یا دو سے زیادہ افراد شریک ہوں اور دونوں کے حصوں میں فرق نہ کیا جاسکتا ہو۔ مثلاً چکی وغیرہ۔

8 ......کہ اگرچہ ان میں ڈھائی ہبہ کے ہیں اور ڈھائی ودیعت کے، مگر ضمان دونوں کا واجب ہے کہ ودیعت کی چیز خرچ کرنے سے ضمان واجب ہوتا ہے۔ ۱۲ حفظ ربہ

یوں ساڑھے ساتھ روپے کا تاوان واجب۔ اور اگر دیتے وقت یہ کہا کہ ان میں تین تمھیں ہبہ کرتا ہوں اور سات فلاں شخص کو دے آؤ وہ دینے گیا راستہ میں کل روپے ضائع ہوگئے تو صرف تین روپے کا تاوان واجب ہے کہ یہ ہبۂ فاسد ہے اور پانچ پانچ روپے کرکے دیے اور یہ کہہ دیا کہ پانچ ہبہ ہیں اور پانچ امانت اور یہ نہیں بتایا کہ کون سے پانچ ہبہ کے ہیں اس نے سب کو خلط کردیا[1] اور ضائع ہوگئے تو پانچ روپے تاوان واجب۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۹۶: ودیعت ایسی چیز ہے جس میں گرمیوں میں کیڑے پڑجاتے ہیں اس نے اُس چیز کو ہوا میں نہیں رکھا اور کیڑے پڑگئے تو اس پر تاوان واجب نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۹۷: ودیعت کو چوہوں نے خراب کردیا اگر اس نے پہلے ہی مودِع سے کہہ دیا تھا کہ یہاں چوہے ہیں تو تاوان نہیں اور اسے معلوم ہوگیا کہ یہاں چوہے کے بل ہیں اور نہ بند کیے نہ مالک کو خبر دی تو تاوان واجب ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹۸: جانور کو ودیعت رکھا اور غائب ہوگیا مودَع نے اُس کا دودھ دوہا اور یہ اندیشہ ہے کہ اُس کے آنے تک دودھ خراب ہوجائے گا اُس کو بیچ ڈالا اگر قاضی کے حکم سے بیچا تو ضامن نہیں اور بغیر حکم قاضی بیچا تو ضامن ہے یعنی اگر یہ ثمن ضائع ہوگا تو تاوان دینا ہوگا مگر جبکہ ایسی جگہ ہو جہاں قاضی نہ ہو تو ضامن نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۹۹: انگوٹھی ودیعت رکھی مودَع نے چھنگلیا[6] یا اس کے پاس والی اُنگلی میں ڈال لی اور اسی میں پہنے ہوئے تھا کہ ہلاک ہوگئی تو تاوان لازم ہے اور انگوٹھے یا کلمہ کی اُنگلی یا بیچ کی اُنگلی میں ڈال لی اور اسی حالت میں ہلاک ہوئی تو تاوان نہیں اور عورت کے پاس ودیعت رکھی تو کسی اُنگلی میں ڈالے گی ضامن ہوگی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۰: تھیلی میں روپے کسی کے پاس ودیعت رکھے مودَع کے سامنے گن کر سپرد نہیں کیے جب واپس لیے تو کہتا ہے کہ روپے کم ہیں تو مودَع پر نہ ضمان ہے نہ اُس پر حلف[8] دیا جائے ہاں اگر اُس کے ذمہ خیانت یا ضائع کرنے کا الزام لگاتا ہے تو حلف ہوگا۔[9] (عالمگیری)

---

1 ......ملادیا۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوديعة، الباب الرابع فيما يكون ... إلخ، ج٤، ص٣٤٣.

3 ......المرجع السابق، ص٣٤٤.   4 ......المرجع السابق.   5 ......المرجع السابق.

6 ......سب سے چھوٹی انگلی۔

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوديعة، الباب الرابع فيما يكون ... إلخ، ج٤، ص٣٤٥.

8 ......قسم۔

9 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوديعة، الباب الرابع فيما يكون ... إلخ، ج٤، ص٣٤٦.

مسئلہ ۱۰۱: کونڈا ودیعت رکھا مودَع کے مکان میں تنور تھا اس نے کونڈا تنور پر رکھ دیا اینٹ گری اور کونڈا ٹوٹ گیا اگر تنور پر رکھنے سے تنور چھپانا مقصود تھا تو تاوان دے اور یہ مقصد نہ تھا بلکہ محض اُس کو رکھنا مقصود تھا تو تاوان نہیں۔ یوہیں رکابی یا طباق[1] کو ودیعت رکھا مودَع نے اُس کو مٹکے یا گولی[2] پر رکھدیا اگر محض رکھنا مقصود ہے تو تاوان نہیں اور چھپانا مقصود ہے تو تاوان ہے اور یہ کیسے معلوم ہوگا کہ چھپانا مقصود تھا یا نہیں اس کی صورت یہ ہے کہ اگر مٹکے یا گولی میں پانی یا آٹا یا کوئی ایسی چیز ہے جو ڈھانکی جاتی ہو تو چھپانا مقصود ہے اور خالی ہے یا اُس میں کوئی ایسی چیز ہے جو چھپا کر نہ رکھی جاتی ہو تو محض رکھنا مقصود ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۲: بکری ودیعت رکھی مودَع نے اپنی بکریوں کے ساتھ اسے چرنے کو بھیج دیا اور بکری چوری گئی اگر یہ چرواہا خاص مودَع کا چرواہا ہے تو تاوان نہیں اور اگر خاص نہیں تو تاوان ہے۔[4] (عالمگیری)

عاریت کا بیان

دوسرے شخص کو چیز کی منفعت کا بغیر عوض مالک کر دینا عاریت ہے جس کی چیز ہے اُسے معیر کہتے ہیں اور جس کو دی گئی مستعیر ہے اور چیز کو مستعار کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱: عاریت کے لیے ایجاب وقبول ہونا ضروری ہے اگر کوئی ایسا فعل کیا جس سے قبول معلوم ہوتا ہو تو یہ فعل ہی قبول ہے مثلاً کسی سے کوئی چیز مانگی اُس نے لاکر دیدی اور کچھ نہ کہا عاریت ہوگئی اور اگر وہ شخص خاموش رہا کچھ نہیں بولا تو عاریت نہیں۔[5] (بحر)

مسئلہ ۲: عاریت کا حکم یہ ہے کہ چیز مستعیر کے پاس امانت ہوتی ہے اگر مستعیر نے تعدّی نہیں کی ہے[6] اور چیز ہلاک ہوگئی تو ضمان[7] واجب نہیں اور اسکے لیے شرط یہ ہے کہ شے مستعار اِنتفاع کے قابل ہو[8] اور عوض لینے کی اس میں شرط نہ ہو اگر معاوَضہ شرط ہو تو اجارہ ہوجائے گا اگرچہ عاریت ہی کا لفظ بولا ہو۔ منافع کی جہالت اس کو فاسد نہیں کرتی اور عین مستعار کی

---

1 ......تھالی۔ 2 ......مٹی کا بنا ہوا برتن جس میں پانی یا غلہ رکھتے ہیں۔

3 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الودیعۃ، الباب الرابع فیما یکون ... إلخ، ج٤، ص٣٤٧.

4 ......المرجع السابق.

5 ......"البحر الرائق"، کتاب العاریۃ، ج٧، ص٤٧٦.

6 ......بے جا تصرّف نہیں کیا ہے۔ 7 ......تاوان۔ 8 ......یعنی اُدھار لی ہوئی چیز کام میں لانے کے قابل ہو۔

جہالت سے عاریت فاسد ہے مثلاً ایک شخص سے سواری کے لیے گھوڑا مانگا اُس نے کہا اصطبل[1] میں دو گھوڑے بندھے ہیں اُن میں سے ایک لے لو مستعیر ایک لیکر چلا گیا اگر ہلاک ہوگا ضمان دینا ہوگا اور اگر مالک نے یہ کہا اُن میں سے جو تو چاہے ایک لے لے تو ضمان نہیں بغیر مانگے کسی نے کہہ دیا یہ میرا گھوڑا ہے اس پر سواری لو یا غلام ہے اِس سے خدمت لو یہ عاریت نہیں یعنی خرچہ مالک کو دینا ہوگا اس کے ذمہ نہیں۔[2] (بحر)

مسئلہ ۳: عاریت کے بعض الفاظ یہ ہیں میں نے یہ چیز عاریت دی، میں نے یہ زمین تمھیں کھانے کو دی، یہ کپڑا پہننے کو دیا، یہ جانور سواری کو دیا، یہ مکان تمھیں رہنے کو دیا، یا ایک مہینے کے لیے رہنے کو دیا، یا عمر بھر کے لیے دیا، یہ جانور تمہیں دیتا ہوں اِس سے کام لینا اور کھانے کو دینا۔[3]

مسئلہ ۴: ایک شخص نے کہا اپنا جانور کل شام تک کے لیے مجھے عاریت دے دو اُس نے کہا ہاں دوسرے نے بھی کہا کہ کل شام تک کے لیے اپنا جانور مجھے عاریت دے دو اس سے بھی کہا ہاں تو جس نے پہلے مانگا وہ حقدار ہے اور اگر دونوں کے مونھ سے ایک ساتھ بات نکلی تو دونوں کے لیے عاریت ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: عاریت ہلاک ہوگئی اگر مستعیر نے تعدّی نہیں کی ہے یعنی اُس سے اُسی طرح کام لیا جو کام کا طریقہ ہے اور چیز کی حفاظت کی اور اُس پر جو کچھ خرچ کرنا مناسب تھا خرچ کیا تو ہلاک ہونے پر تاوان نہیں اگرچہ عاریت دیتے وقت یہ شرط کرلی ہو کہ ہلاک ہونے پر تاوان دینا ہوگا کہ یہ باطل شرط ہے جس طرح رہن میں ضمان نہ ہونے کی شرط باطل ہے۔[5] (بحر)

مسئلہ ۶: دوسرے کی چیز عاریت کے طور پر دیدی مستعیر کے یہاں ہلاک ہوگئی تو مالک کو اختیار ہے پہلے سے تاوان لے یا دوسرے سے اگر دوسرے سے تاوان لیا تو یہ پہلے سے رجوع کرسکتا یہ اُس وقت ہے کہ مستعیر کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ چیز دوسرے کی ہے اور اگر معلوم ہے کہ دوسرے کی چیز ہے تو مستعیر کو ضمان دینا ہوگا اور مالک نے اس سے ضمان لیا تو یہ معیر سے رجوع نہیں کرسکتا اور مالک کو یہ بھی اختیار ہے کہ مُعیر سے ضمان وصول کرے اس سے لیا تو یہ مستعیر سے رجوع نہیں کرسکتا۔[6] (بحر)

---

1 ......گھوڑا باندھنے کی جگہ۔

2 ......"البحر الرائق"، کتاب العاریة، ج۷، ص۴۷۶، ۴۷۷.

3 ......المرجع السابق، ص۴۷۶.

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب العاریة، الباب الثانی فی الألفاظ...إلخ، ج۴، ص۳۶۴.

5 ......"البحر الرائق"، کتاب العاریة، ج۷، ص۴۷۸.

6 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۷: تعدّی کی بعض صورتیں یہ ہیں بہت زور سے لگام کھینچی یا ایسا مارا کہ آنکھ پھوٹ گئی یا جانور پر اتنا بوجھ لاد دیا کہ معلوم ہے ایسے جانور پر اتنا بوجھ نہیں لادا جاتا یا اتنا کام لیا کہ اُتنا کام نہیں لیا جاتا۔ گھوڑے سے اُتر کر مسجد میں چلا گیا گھوڑا وہیں راستہ میں چھوڑ دیا وہ جاتا رہا، جانور اس لیے لیا کہ فلاں جگہ مجھے سوار ہو کر جانا ہے اور دوسری طرف نہر پر پانی پلانے لے گیا۔ بیل لیا تھا ایک کھیت جوتنے کے لیے اُس سے دوسرا کھیت جوتا، اس بیل کے ساتھ دوسرا اعلیٰ درجہ کا بیل ایک ہل میں جوت دیا اور ویسے بیل کے ساتھ چلنے کی اس کی عادت نہ تھی اور یہ ہلاک ہوگیا۔ جنگل میں گھوڑا لیے ہوئے چت سوگیا اور باگ ہاتھ میں ہے اور کوئی شخص چرالے گیا اور بیٹھا ہوا سویا تو ضمان نہیں اور اگر سفر میں ہوتا تو چاہے لیٹ کر سوتا یا بیٹھ کر اس پر ضمان نہیں ہوتا۔[1] (بحر)

مسئلہ ۸: مستعار چیز سر یا کروٹ کے نیچے رکھ کر چت سوگیا ضمان نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: گھوڑا یا تلوار اس لیے عاریت لیتا ہے کہ قتال[3] کرے گا تو گھوڑا مارا جائے یا تلوار ٹوٹ جائے اس کا ضمان نہیں[4] اور اگر پتھر پر تلوار ماری اور ٹوٹ گئی تو تاوان ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: عاریت کو نہ اُجرت پر دے سکتا ہے اور نہ رہن رکھ سکتا ہے مثلاً مکان یا گھوڑا عاریت پر لیا اور اس کو کرایہ پر چلایا یا روپیہ قرض لیا اور عاریت کو رہن رکھ دیا یہ ناجائز ہے ہاں عاریت کو عاریت پر دے سکتا ہے بشرطیکہ وہ چیز ایسی ہو کہ استعمال کرنے والوں کے اختلاف سے اُس میں نقصان نہ پیدا ہو جیسے مکان کی سکونت، جانور پر بوجھ لادنا۔ عاریت کو ودیعت رکھ سکتا ہے مثلاً عاریت کی چیز کا خود پہنچانا ضروری نہیں ہے دوسرے کے ہاتھ بھی مالک کے پاس بھیج سکتا ہے۔[6] (بحر، درمختار، ہدایہ)

مسئلہ ۱۱: مستعیر نے عاریت کو کرایہ پر دیدیا یا رہن رکھ دیا اور چیز ہلاک ہوگئی مالک مستعیر سے تاوان وصول کرسکتا

---

1 ...... "البحرالرائق"، کتاب العارية، ج۷، ص۴۷۸.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب العارية، الباب الخامس فی تضييع العارية... إلخ، ج۴، ص۳٦۸.

3 ...... جہاد۔ 4 ...... تاوان نہیں۔

5 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب العارية، الباب الخامس فی تضييع العارية... إلخ، ج۴، ص۳٦۹.

6 ...... "البحرالرائق"، کتاب العارية، ج۷، ص۴۷۹.

و "الدرالمختار"، کتاب العارية، ج۸، ص۵۵۲.

و "الهداية"، کتاب العارية، ج۲، ص۲۱۹.

ہے اور یہ کسی سے رجوع نہیں کرسکتا[1] اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مستاجر یا مرتہن سے تاوان وصول کرے پھر یہ مستعیر سے واپس لیں کیونکہ اُسی کی وجہ سے یہ تاوان اِن پر لازم آیا یہ اُس وقت ہے کہ مستاجر کو یہ معلوم نہ تھا کہ پرائی چیز کرایہ پر چلارہا ہے اور اگر معلوم تھا تو تاوان کی واپسی نہیں ہوسکتی کیونکہ اس کو کسی نے دھوکا نہیں دیا ہے۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۲: مُستعیر نے عاریت کی چیز کرایہ پر دیدی اور چیز ہلاک ہوگئی اس کو تاوان دینا پڑا تو جو کچھ کرایہ میں وصول ہوا ہے اُس کا مالک یہی ہے مگر اسے صدقہ کردے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: گھوڑا عاریت لیا اور یہ نہیں بتایا کہ کہاں تک اِس پر سوار ہوکر جائے گا تو شہر کے باہر نہیں لے جاسکتا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: چیز عاریت پر لینے کے لیے کسی کو بھیجا قاصد کو مالک نہیں ملا اور چیز گھر میں تھی یہ اوٹھالایا اور مستعیر کو دیدی مگر اُس سے یہ نہیں کہا کہ بے اجازت لایا ہوں اگر چیز ضائع ہوجائے تو مالک تاوان لے سکتا ہے اختیار ہے مستعیر سے لے یا قاصد سے اور جس سے بھی لے گا وہ دوسرے سے رجوع نہیں کرسکتا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: نابالغ بچہ کا مال اُس کا باپ کسی کو عاریت کے طور پر نہیں دے سکتا۔ غلام ماذون مولےٰ کا مال[6] عاریت دے سکتا ہے۔ عورت نے شوہر کی چیز عاریت پر دیدی اگر یہ چیز اس قسم کی ہے جو مکان کے اندر ہوتی ہے اور عادۃً عورتوں کے قبضہ بلکہ تصرّف[7] میں رہتی ہے اس کے ہلاک ہونے پر تاوان کسی پر نہیں نہ مستعیر پر نہ عورت پر۔ گھوڑا یا بیل عورت نے منگنی[8] دیدیا مستعیر اور عورت دونوں ضامن ہیں کہ یہ چیزیں عورتوں کے قبضہ کی نہیں ہوتیں۔[9] (بحر)

مسئلہ ۱۶: مالک نے مستعیر سے منفعت کے متعلق کہہ دیا ہے کہ اس چیز سے یہ کام لیا جائے یا وقت کی پابندی کردی ہے کہ اتنے وقت تک یا دونوں باتیں ذکر کردی ہیں یہ تین صورتیں ہوئیں عاریت میں چوتھی صورت یہ ہے کہ وقت و منفعت

---

1 ...... یعنی مستعیر کسی سے تاوان نہیں لے سکتا۔

2 ...... "الهداية"، كتاب العارية، ج٢، ص٢١٩.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب العارية، الباب الثالث في التصرفات...إلخ، ج٤، ص٣٦٤.

4 ...... المرجع السابق، ص٣٦٤، ٣٦٥.

5 ...... المرجع السابق، الباب الخامس في تضييع العارية...إلخ، ج٤، ص٣٦٩.

6 ...... آقا (مالک) کا مال۔ 7 ...... استعمال۔ 8 ...... عاریتاً۔

9 ...... "البحر الرائق"، كتاب العارية، ج٧، ص٤٧٨.

دونوں میں کسی بات کی قید نہ ہو اِس میں مستعیر کو اختیار ہے کہ جس قسم کا نفع چاہے اور جس وقت میں چاہے لے سکتا ہے کہ یہاں کوئی پابندی نہیں۔ تیسری صورت میں کہ دونوں باتوں میں تقیید ہو[1] یہاں مخالفت نہیں کرسکتا مگر ایسی مخالفت کرسکتا ہے کہ جو کام لیتا ہے اُسی کے مثل ہے جو اُس نے کہہ دیا یا اُس چیز کے حق میں اُس سے بہتر ہے۔ مثلاً جانور لیا ہے کہ اس پر یہ دو من گیہوں لاد کر فلاں جگہ پہنچائے گا اور بجائے اُس گیہوں کے دوسرے دو من گیہوں لاد کر اُسی جگہ لے گیا کہ گیہوں، گیہوں دونوں یکساں ہیں یا اُس سے کم مسافت پر لے گیا کہ یہ اُس سے آسان ہے یا گیہوں کی دو بوریاں لادنے کو کہا تھا جَو کی دو بوریاں لادیں کہ یہ اُن سے ہلکے ہوتے ہیں۔ پہلی اور دوسری صورت میں مخالفت نہیں کرسکتا مگر ایسی مخالفت کرسکتا ہے کہ جو کہہ دیا ہے اُسی کی مثل ہو یا اُس سے بہتر اور چوتھی صورت میں اُس پر خود سوار ہوسکتا ہے دوسرے کو سوار کرسکتا ہے خود بوجھ لاد سکتا ہے دوسرے کو لادنے کے لیے دے سکتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ خود سوار ہوا تو دوسرے کو اب نہیں سوار کرسکتا اور دوسرے کو سوار کیا تو خود سوار نہیں ہوسکتا کہ اگرچہ مالک کی طرف سے قید نہ تھی مگر ایک کے کرنے کے بعد وہی متعین ہوگیا دوسرا نہیں کرسکتا۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۷: اجارہ میں بھی یہی صورتیں اور یہی احکام ہیں اور مخالفت کرنے کی صورت میں اگر وہ مخالفت جائز نہ ہو اور چیز ہلاک ہوجائے تو عاریت و اجارہ دونوں میں ضمان دینا ہوگا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: مکیل[4] و موزون[5] و عددی متقارب[6] کو عاریت لیا اور عاریت میں کوئی قید نہیں تو عاریت نہیں بلکہ قرض ہے مثلاً کسی سے روپے، پیسے، گیہوں، جَو وغیرہا عاریت لیے، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اِن چیزوں کو خرچ کرے گا اور اسی قسم کی چیز دے گا یعنی روپیہ لیا ہے تو روپیہ دے گا پیسہ لیا ہے تو پیسہ دے گا اور جتنا لیا اُتنا ہی دے دیگا یہ عاریت نہیں بلکہ قرض ہے کیونکہ عاریت میں چیز کو باقی رکھتے ہوئے فائدہ اُٹھایا جاتا ہے اور یہاں ہلاک و خرچ کرکے فائدہ اُٹھاتا ہے لہٰذا فرض کرو کہ قبلِ اِنتفاع[7] یہ چیزیں ضائع ہوجائیں جب بھی تاوان دینا ہوگا کہ قرض کا یہی حکم ہے کہ لینے والا مالک ہوجاتا ہے نقصان ہوگا تو اس کا ہوگا دینے والے کا نہیں ہوگا ہاں اگر ان چیزوں کے عاریت لینے میں کوئی ایسی بات ذکر کردی جائے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہو کہ حقیقۃً عاریت ہی ہے قرض نہیں تو اُسے عاریت ہی قرار دیں گے مثلاً روپے یا پیسے مانگتا ہے کہ اس

---

1. ......یعنی وقت کی پابندی ہو اور چیز سے جو کام لینا ہے وہ بھی بتادیا ہو۔
2. ......"الهداية"، كتاب العارية، ج۲، ص۲۱۹.
3. ......"الدرالمختار"، كتاب العارية، ج۸، ص۵۵۵، ۵۵۶.
4. ......جو چیزیں ماپ کر بیچی جاتی ہیں۔
5. ......جو چیزیں وزن کرکے بیچی جاتی ہیں۔
6. ......گن کر بیچی جانے والی وہ اشیا جن کے افراد میں زیادہ فرق نہ ہو۔
7. ......فائدہ حاصل کرنے سے پہلے۔

سے کوئی چیز وزن کرے گا یا اس سے تول کر باٹ بنائے گا[1] یا اپنی دوکان کو سجائے گا تو عاریت ہے۔[2] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۹: پہننے کے کپڑے قرض مانگے یہ عرفاً عاریت ہے پیوند مانگا کہ کرتے میں لگائے گا یا اینٹ یا کڑی[3] مکان میں لگانے کے لیے عاریت مانگی اور ان سب میں یہ کہہ دیا ہے کہ واپس دیدوں گا تو عاریت ہے اور یہ نہیں کہا ہے تو قرض ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: کسی سے ایک پیالہ سالن مانگا یہ قرض ہے اور اگر دونوں میں انبساط و بے تکلفی ہو تو اباحت ہے۔ گولی، چھرے عاریت لیے یہ قرض ہے اور اگر نشانہ پر مارنے کے لیے یعنی چاند ماری کے لیے گولی لی ہے تو عاریت ہے کیونکہ اُسے واپس دے سکتا ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: عاریت دینے والا جب چاہے اپنی چیز واپس لے سکتا ہے جب یہ واپس مانگے گا عاریت باطل ہوجائے گی عاریت کی ایک مدت مقرر کردی تھی مثلاً ایک ماہ کے لیے یہ چیز دی اور مالک نے مدت پوری ہونے سے قبل مطالبہ کرلیا عاریت باطل ہوگئی اگرچہ مالک کو ایسا کرنا مکروہ وممنوع ہے کہ وعدہ خلافی ہے مگر واپس لینے میں اگر مستعیر کا ظاہر نقصان ہو تو چیز اُس کے قبضہ سے نہیں نکال سکتا بلکہ چیز اُس مدت تک مستعیر کے پاس بطورِ اجارہ رہے گی مالک کو اُجرت مثل ملے گی مثلاً ایک شخص کی لونڈی کو بچہ کے دودھ پلانے کے لیے عاریت پر لیا اور اندرونِ مدتِ رضاعت[6] مالک لونڈی کو مانگتا ہے اور بچہ دوسری عورت کا دودھ نہیں لیتا جب تک مدت پوری نہ ہو لونڈی نہیں لے سکتا ہاں اس زمانہ کی واجبی اُجرت[7] وصول کرسکتا ہے کیوں کہ عاریت باطل ہوگئی۔ جہاد کے لیے گھوڑا عاریت لیا تھا اور چار ماہ اس کی مدت تھی دو مہینے کے بعد مالک اپنے گھوڑے کو واپس لینا چاہتا ہے اگر اسلامی علاقہ میں ہے مالک کو واپس دے دیا جائے گا اور اگر بلادِ شرک میں مطالبہ کرتا ہے ایسی جگہ کہ نہ وہاں کرایہ پر گھوڑا مل سکتا ہے نہ خرید سکتا ہے تو مستعیر واپس دینے سے انکار کرسکتا ہے اور ایسی جگہ تک آنے کا کرایہ دے گا

---

1 ......یعنی ترازو کا پتھر بنائے گا۔

2 ......"الهداية"، كتاب العارية، ج٢،ص ٢٢٠.
و"الدرالمختار"، كتاب العارية، ج٨،ص ٥٥٦.

3 ......شہتیر۔

4 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب العارية،الباب الاول فى تفسيرها شرعاً...إلخ، ج٤،ص ٣٦٣ .

5 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب العارية، ج٨،ص ٥٥٦.

6 ......دودھ پلانے کی مدت کے دوران۔

7 ......رائج اُجرت، رائج معاوضہ۔

جہاں کرایہ پر گھوڑا ملتا ہو یا خرید ا جاسکتا ہو۔[1] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۲۲: پیپا[2] وغیرہ کوئی ظرف[3] مستعار لیا[4] اُس میں گھی تیل وغیرہ بھر کرلے جارہا تھا جب جنگل میں پہنچا تو مالک واپس مانگنے لگا جب تک آبادی میں نہ آجائے دینے سے انکار کرسکتا ہے مالک فقط یہ کرسکتا ہے کہ اتنی دیر کی اُجرت لے لے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: زمین عاریت لی کہ اس میں مکان بنائے گا یا درخت نصب کرے گا یہ عاریت صحیح ہے اور مالک زمین کو یہ اختیار ہے کہ جب چاہے اپنی زمین خالی کرالے کیونکہ عاریت میں کوئی پابندی مالک پر لازم نہیں اور اگر مکان یا درخت کھود کر نکالنے میں زمین خراب ہوجانے کا اندیشہ ہو تو اِس ملبہ کی جو مکان کھودنے کے بعد قیمت ہوگی یا درخت کے کاٹنے کے بعد جو قیمت ہوگی مالکِ زمین سے دلادی جائے اور مالکِ مکان و درخت اپنے مکان و درخت کو بجنسہٖ چھوڑ دے[6]۔ مالکِ زمین نے مستعیر کے لیے کوئی مدت مقرر کردی تھی مثلاً دس سال کے لیے یہ زمین مکان بنانے کو یا درخت لگانے کو عاریت دی اور مدت پوری ہونے سے پہلے زمین واپس لینا چاہتا ہے اگرچہ یہ مکروہ و وعدہ خلافی ہے مگر واپس لے سکتا ہے، کیونکہ یہ عقد اُس کے ذمہ قضاءً[7] لازم نہیں مگر اس عمارت اور درخت کی وجہ سے مستعیر کا جو کچھ نقصان ہوگا مالک زمین اُس کو ادا کرے یعنی کھڑی عمارت کی قیمت لگائی جائے اور ملبہ جدا کردینے کے بعد جو قیمت ہو اس میں عمارت کی قیمت سے جو کمی ہو مالکِ زمین یہ رقم مستعیر کو دے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: زمین زراعت کے لیے عاریت دی اور واپس لینا چاہتا ہے جب تک فصل طیار نہ ہو اور کھیت کاٹنے کا وقت نہ آئے واپس نہیں لے سکتا وقت مقرر کر کے دی ہو یا مقرر نہ کیا ہو دونوں کا ایک حکم ہے یہ البتہ ہے کہ فصل طیار ہونے تک زمین کی جو اُجرت ہو مالک زمین کو دلادی جائے گی۔ اگر کھیت بولیا ہے مگر ابھی تک جما نہیں ہے[9] مالک زمین یہ کہتا ہے کہ بیج لے لو اور جو کچھ صرفہ ہوا[10] ہے وہ لے لو اور کھیت چھوڑ دو یہ نہیں کرسکتا اگرچہ کاشتکار اس پر راضی بھی ہو کیونکہ جمنے سے

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب العاریة، ج۷، ص ٤٧٧.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب العاریة، ج۸، ص ٥٥١.

2 ......کنستر۔ 3 ......برتن۔ 4 ......عاریتاً لیا، مانگا۔

5 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب العاریة، الباب السابع فی استرداد العاریة...إلخ، ج٤، ص ٣٧١.

6 ......یعنی نہ درخت کاٹے نہ مکان گرائے بلکہ ویسے ہی رہنے دے۔ 7 ......شرعی فیصلے کی رو سے۔

8 ......"الدرالمختار"، کتاب العاریة، ج۸، ص ٥٥٦.

9 ......یعنی اُگا نہیں ہے۔ 10 ......خرچہ ہوا۔

پہلے زراعت کی بیع نہیں ہوسکتی اور کھیت جم گیا ہے تو ایسا کیا جاسکتا ہے۔[1] (بحر، عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: مکان عاریت پر لیا اور مستعیر نے مٹی کی اُس میں کوئی دیوار بنوائی مکان والے نے مکان واپس لیا مستعیر اُس دیوار کی قیمت یا صرفہ لینا چاہتا ہے نہیں لے سکتا اور اگر چاہتا ہے کہ دیوار گرادے تو گرا بھی نہیں سکتا اگر دیوار مالکِ مکان کی مٹی سے بنوائی ہے۔ زمین عاریت پر لی کہ اس میں مکان بنائے گا اور رہے گا اور جب یہاں سے چلا جائے گا تو مکان مالک زمین کا ہو جائے گا یہ عاریت نہیں ہے بلکہ اجارۂ فاسدہ ہے اس کا حکم یہ ہے کہ جب تک مستعیر وہاں رہے زمین کا واجبی کرایہ اُسکے ذمہ ہے اور جب چھوڑ دے تو مکان کا مالک مستعیر ہے مالکِ زمین نہیں۔[2] (بحر)

مسئلہ ۲۶: کسی سے کہا کہ میری اس زمین میں مکان بنالو میں تمھارے پاس اس زمین کو ہمیشہ رہنے دوں گا یا فلاں وقت تک تمھیں نہیں نکالوں گا اور اگر میں نکالوں تو جو کچھ تم خرچ کرو گے میں اُس کا ضامن ہوں اور عمارت میری ہوگی اس صورت میں اگر مستعیر کو نکالے گا عمارت کی قیمت دینی ہوگی اور عمارت مالکِ زمین کی ہوگی۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۲۷: جانور عاریت پر لیا ہے تو اُس کا چارہ دانہ گھاس سب مستعیر کے ذمہ ہے یہی حکم لونڈی غلام کا ہے کہ اُنکی خوراک مستعیر کے ذمہ ہے۔[4] (ردالمحتار) اور اگر بے مانگے خود مالک نے کہا کہ تم اسے لے جاؤ اور اس سے کام لو تو اس صورت میں خوراک مالک کے ذمہ ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: مستعیر کے پاس ایک شخص آکر یہ کہتا ہے کہ فلاں شخص سے فلاں چیز میں نے عاریت لی ہے اور وہ تمھارے یہاں ہے اُس نے کہہ دیا ہے کہ تم وہاں سے لے لو مستعیر نے اُس کو وکیل سمجھ کر چیز دیدی مالک نے انکار کیا کہتا ہے میں نے اُس سے یہ نہیں کہا تھا تو مستعیر کو تاوان دینا ہوگا اور اوس شخص سے واپس بھی نہیں لے سکتا جبکہ اُس کی تصدیق کی تھی ہاں اگر اُس کی تصدیق نہیں کی تھی یا تکذیب کی تھی[6] یا شرط کر دی تھی کہ ہلاک ہوئی تو تاوان دینا ہوگا اس صورت میں جو کچھ مستعیر نے تاوان دیا ہے اِس سے وصول کرسکتا ہے۔ اس کا قاعدۂ کلیہ یہ ہے کہ جب مستعیر ایسا تصرف کرے جو موجبِ ضمان[7]

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب العاریة، ج۷، ص ۴۸۱.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب العاریة، الباب السابع فی استرداد العاریة...إلخ، ج۴، ص ۳۷۰.

2 ......"البحرالرائق"، کتاب العاریة، ج۷، ص ۴۸۱.

3 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب العاریة، فصل فیما یضمن المستعیر، ج۴، ص ۳۵۲.

4 ......"ردالمحتار"، کتاب العاریة، ج۸، ص ۵۵۸.

5 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب العاریة، الباب التاسع فی المتفرقات، ج۴، ص ۳۷۲.

6 ......جھٹلایا تھا۔

7 ......تاوان کو لازم کرنے والا۔

ہواور دعویٰ یہ کرے کہ مالک کی اجازت سے میں نے کیا ہےاور مالک اسکی تکذیب کرے تو مستعیر [1] کوضمان دینا ہوگا، ہاں اگر گواہوں سے مالک کی اجازت ثابت کردے توضمان سے بری ہے۔ [2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: عاریت کی واپسی مستعیر کے ذمہ ہے جو کچھ واپس کرنے میں صرفہ [3] ہوگا یہ اپنے پاس سے دے گا۔ عاریت کے لیےکوئی وقت معین کردیا تھا کہ اتنے دنوں کے لیے یا اتنی دیر کے لیے چیز دیتا ہوں وہ وقت گزر گیا اور چیز نہیں پہنچائی اور ہلاک ہوگئی مستعیر کے ذمہ تاوان ہے کہ اِس نے وقت پورا ہونے کے بعد کیوں نہیں پہنچائی جبکہ پہنچانا اِس کے ذمہ تھا۔ اگر مستعیر نے عاریت اس لیے لی ہے کہ اُسے رہن رکھے گا اور فرض کروہ چیز ایسی ہے کہ اُسکی واپسی میں کچھ صرفہ ہوگا تو یہ صرفہ مستعیر کے ذمہ نہیں ہے بلکہ مالک کے ذمہ ہے پہلے جو بیان کیا گیا ہے کہ واپسی کا خرچہ مستعیر کے ذمہ ہے اِس حکم سے صورت مذکورہ کا استثنا ہے۔ [4] (بحر)

مسئلہ ۳۰: ایک شخص نے یہ وصیت کی ہے کہ میرا غلام فلاں شخص کی خدمت کرے یعنی وہ وارث کی ملک ہے [5] اور موصیٰ لہ کی اتنے دنوں خدمت کرے اس میں بھی واپسی کا صرفہ موصیٰ لہ کے ذمہ ہے۔ غصب و رہن میں واپسی کی ذمہ داری ومصارف [6] غاصب ومرتہن پر ہیں۔ مالک نے اپنی چیز اُجرت پر دی تو واپسی کی ذمہ داری ومصارف مالک پر ہیں۔ یہ اُس وقت ہے کہ وہاں سے لے جانا مالک کی اجازت سے ہو مثلاً کہیں جانے کے لیے ٹٹو [7] کرایہ پر لیا وہاں تک گیا ٹٹو واپس کرنا اس کا کام نہیں بلکہ مالک کا کام ہے اور اگر اُس کے حکم سے نہیں لے گیا ہے تو پہنچانا اس کے ذمہ ہے۔ مثلاً کرسی کرایہ پر لی اور شہر سے باہر لے گیا تو واپس کرنا اس کا کام ہوگا۔ شرکت ومضاربت اور موہوب شے [8] جس کو مالک نے واپس کرلیا اِن سب کی واپسی مالک کے ذمہ ہے۔ اجیر مشترک جیسے درزی دھوبی کپڑے کی واپسی ان کے ذمہ ہے۔ [9] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......عاریت لینے والا۔

2 ......"ردالمحتار"، كتاب العارية، ج٨، ص٥٥٨ .

3 ......خرچہ۔

4 ......"البحرالرائق"، كتاب العارية، ج٧، ص ٤٨١ .

5 ......یعنی وارث ہی اس کا مالک ہے۔

6 ......اخراجات۔

7 ......چھوٹے قد کا گھوڑا۔

8 ......ہبہ کی گئی چیز۔

9 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب العارية، ج٨، ص٥٥٨ .

مسئلہ ۳۱: مستعیر نے جانور کو اپنے غلام یا نوکر کے ہاتھ یا مالک کے غلام کے ہاتھ یا نوکر کے ہاتھ واپس کردیا اور مالک کے قبضہ کرنے سے پہلے ہلاک ہوگیا مستعیر تاوان سے بَری ہوگیا کہ جس طرح واپس کرنے کا دستور تھا بجالایا اگر مزدور کے ہاتھ واپس کیا ہو جو روز پر کام کرتا ہے وہ مستعیر کا مزدور ہو یا مالک کا یا اجنبی کے ہاتھ واپس کیا اور قبضہ سے پہلے ہلاک ہوجائے تو ضمان دینا ہوگا یہ اوس صورت میں ہے کہ عاریت کے لیے مدت تھی اور مدت گزرنے کے بعد مزدور یا اجنبی کے ہاتھ بھیجا ہو اور مدت نہ ہو یا مدت کے اندر بھیجا ہو تو اس میں تاوان نہیں کیونکہ مستعیر کو ودیعت رکھنا جائز ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۲: عمدہ ونفیس اشیاء جیسے زیور موتیوں کا ہار ان کو غلام اور نوکر کے ہاتھ واپس کرنے سے تاوان سے بری نہیں ہوگا کیونکہ یہ چیزیں اس طرح واپس نہیں کی جاتیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: مستعیر گھوڑے کو مالک کے اصطبل[3] میں باندھ گیا یا غلام کو مکان پر پہنچا گیا بری ہوگیا اور اگر گھوڑا غصب کیا ہوتا یا ودیعت کے طور پر ہوتا تو اِس طرح پہنچا جانا کافی نہ ہوتا بلکہ مالک کو قبضہ دلانا ہوتا۔[4] (بحر) اور اگر اصطبل مکان سے باہر ہے وہاں باندھ گیا تو عاریت کی صورت میں بھی بری نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: چیز واپس کرنے لایا مالک نے کہا اُس جگہ رکھ دو رکھنے میں وہ چیز ٹوٹ گئی مگر اُس نے قصداً[6] نہیں توڑی ضمان واجب نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: دو شخص ایک کمرہ میں رہتے ہیں ایک جانب ایک دوسری جانب دوسرا ایک نے دوسرے سے کوئی چیز عاریت لی جب معیر نے واپس مانگی تو مستعیر نے کہا کہ تمھاری جانب جو طاق[8] ہے اُس پر میں نے چیز رکھ دی تھی تو مستعیر پر ضمان[9] واجب نہیں جبکہ یہ مکان انھیں دونوں کے قبضے میں ہے۔[10] (عالمگیری)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب العاریة، ج۸، ص۵۵۹.

2 ......المرجع السابق.

3 ......گھوڑا باندھنے کی جگہ۔

4 ......"البحرالرائق"، کتاب العاریة، ج۷، ص۴۸۲.

5 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب العاریة، الباب السادس فی ردالعاریة، ج۴، ص۳۶۹.

6 ......ارادۃً، جان بوجھ کر۔

7 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب العاریة، الباب السادس فی ردالعاریة، ج۴، ص۳۶۹.

8 ......دیوار کے آثار میں خانہ داری کی معمولی چیزیں رکھنے کی محراب دار یا چوکور جگہ۔

9 ......تاوان۔

10 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب العاریة، الباب الثامن فی الاختلاف...إلخ، ج۴، ص۳۷۲.

مسئلہ ۳۶: سونے کا ہار عاریت مانگ لایا اور بچہ کو پہنا دیا اُس کے پاس سے چوری ہوگیا اگر بچہ ایسا ہے کہ ایسی چیزوں کی حفاظت کرسکتا ہے تو تاوان نہیں، ورنہ تاوان دینا ہوگا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۷: باپ کو اختیار نہیں ہے کہ نابالغ کی چیز عاریت دے دے قاضی اور وصی بھی نہیں دے سکتے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۸: ایک شخص سے بیل عاریت مانگا اُس نے کہا کل دوں گا دوسرے دن مانگنے والا آیا اور بغیر اجازت بیل کھول لے گیا اُسے کام میں لایا اور بیل مرگیا تاوان دینا ہوگا کہ بغیر اجازت لے گیا ہے اور اگر صورت یہ ہے کہ مالک سے یہ کہا کہ مجھ کو کل بیل دے دو مالک نے کہا ہاں اور بغیر اجازت لے گیا اور مرگیا تو تاوان نہیں فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں دوسرے دن بیل دینے کا وعدہ کیا ہے ابھی عاریت دیا نہیں اور دوسری صورت میں عاریت ابھی دیدی اور مستعیر کل لے جائے گا اور کل قبضہ کرے گا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۹: لڑکی رخصت کی اور جہیز بھی ویسا دیا جیسا ایسے لوگوں کے یہاں دیا جاتا ہے اب یہ کہتا ہے کہ سامان جہیز میں نے عاریت کے طور پر دیا تھا اگر وہاں کا عرف[4] یہ ہے کہ باپ بیٹی کو جو کچھ جہیز دیتا ہے وہ لڑکی کی ملک ہوتا ہے عاریت کے طور پر نہیں ہوتا تو اس شخص کی بات کہ عاریت ہے مقبول نہیں اور اگر عرف عاریت ہی کا ہے یا اکثر عاریت کے طور پر دیتے ہیں یا دونوں طرح یکساں چلن ہے تو اسکی بات مقبول ہے لڑکی کی ماں یا نابالغہ کے ولی نے وہی بات کہی جو باپ نے کہی تھی تو ان کا بھی وہی حکم ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۴۰: عاریت کی وصیت کی ہے ورثہ اس سے رجوع نہیں کرسکتے۔ عاریت کا حکم اجارہ کی طرح ہے کہ دونوں میں سے ایک مرجائے عاریت فسخ ہوجائے گی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۱: جانور کو کسی مقام تک کے لیے کرایہ پر لیا تو صرف وہاں تک جانا ہی کرایہ پر ہے آنا داخل نہیں اور اگر اُس مقام تک کے لیے عاریت پر لیا ہے تو آمد و رفت دونوں شامل ہیں۔ کہیں جانے کے لیے جانور کو عاریت پر لیا تھا

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب العاریۃ، ج۸، ص ۵٦۱.

2 ......المرجع السابق، ص ۵٦۲.

3 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب العاریۃ، ج۸، ص ۵٦۲.

4 ......رواج، دستور۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب العاریۃ، ج۸، ص ۵٦۲.

6 ......المرجع السابق، ص ۵٦۵.

وہاں گیا نہیں بلکہ جانور کو گھر میں باندھ رکھا اور ہلاک ہوگیا تو تاوان دینا ہوگا کہ جانور جانے کے لیے لیا تھا نہ کہ باندھنے کے لیے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۲: کتاب عاریت لی دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس میں کتابت کی غلطیاں ہیں اگر معلوم ہو کہ غلطی درست کردینے پر مالک راضی ہے تو غلطیوں کی اصلاح کردے[2] اور اگر غلطی کی اصلاح نہ کرے بدستور چھوڑ دے تو اِس میں گنہگار نہیں اور قرآن شریف کی کتابت کی غلطیاں درست کرنا ضروری ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: ایک شخص نے انگوٹھی رہن رکھی اور مرتہن سے کہہ دیا اسے پہن لو اُس نے پہن لی تو رہن نہیں بلکہ عاریت ہے کہ اگر ضائع ہوگئی دَین ساقط نہیں ہوگا اور اگر مرتہن نے اوتار لی تو رہن ہوگئی کہ ضائع ہونے سے دَین ساقط ہوگا اور اگر راہن نے کلمہ کی اُنگلی میں پہننے کو کہا تو عاریت نہیں بلکہ رہن ہے کہ عادۃً[4] اس اُنگلی میں انگوٹھی نہیں پہنی جاتی۔[5] (عالمگیری)

ہبہ کا بیان

ہبہ کے فضائل میں بکثرت احادیث آئی ہیں بعض ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱: امام بخاری نے ادب مفرد میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم فرماتے ہیں: ''باہم ہدیہ کرو، اس سے آپس میں محبت ہوگی۔''[6]

حدیث ۲: ترمذی نے اُمُّ المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''ہدیہ کرو کہ اس سے حسد دور ہوجاتا ہے[7]۔''[8]

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب العارية، ج۸، ص۵٦۵.

2 ...... درست کردے۔

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب العارية، ج۸، ص۵٦۵.

4 ...... عام طور پر۔

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب العارية، الباب التاسع فى التفرقات، ج٤، ص۳۷۳.

6 ...... "الأدب المفرد"، للبخاري، باب قبول الهدية، الحديث: ٦٠٧، ص١٦٨.

7 ...... "مشكاة المصابيح"، كتاب البيوع، باب في الهبة والهدية، الحديث: ۳۰۲۷، ج۲، ص۱۸۷.

8 ...... **لم نجده فی سنن الترمذی و لکن فی المشکاة بھٰذااللفظ فلذا خرّجنامنھا ... علمیة**

حدیث ۳: ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ہدیہ کرو کہ اس سے سینہ کا کھوٹ[1] دور ہوجاتا ہے اور پروس والی عورت پروسن کے لیے کوئی چیز حقیر نہ سمجھے اگرچہ بکری کا کھر ہو۔''[2] اسی کے مثل بخاری شریف میں بھی اُنھیں سے مروی۔[3] مطلب حدیث کا یہ ہے کہ اگر تھوڑی چیز میسر آئے تو وہی ہدیہ کرے یہ نہ سمجھے کہ ذراسی چیز کیا ہدیہ کی جائے یا یہ کہ کسی نے تھوڑی چیز ہدیہ کی تو اُسے نظرِ حقارت سے نہ دیکھے یہ نہ سمجھے کہ یہ کیا ذراسی چیز بھیجی ہے۔ اس حکم میں خاص عورتوں کو ممانعت فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں یہ مادہ بہت پایا جاتا ہے بات بات پر اِس قسم کی نکتہ چینی کیا کرتی ہیں اور عموماً جو چیزیں ہدیہ بھیجی جاتی ہیں وہ عورتوں ہی کے قبضے میں ہوتی ہیں لہٰذا حکم دیا جاتا ہے کہ پروس والی کو چیز بھیجنے میں یہ خیال نہ کرے کہ کم ہے۔

حدیث ۴: صحیح بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''اگر مجھے دست یا پایہ کے لیے بلایا جائے تو اس دعوت کو قبول کروں گا اور اگر یہ چیزیں میرے پاس ہدیہ کی جائیں تو انھیں قبول کروں گا۔''[4]

حدیث ۵: صحیح بخاری شریف میں ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہتی ہیں: میں نے ایک کنیز[5] آزاد کردی تھی جب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم) کو اس کی اطلاع دی، فرمایا: ''اگر تم نے اپنے ماموؤں کو دے دی ہوتی تو تمھیں زیادہ ثواب ملتا۔''[6]

حدیث ۶: ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ جب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم مدینہ میں تشریف لائے مہاجرین نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر یہ عرض کی: یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) جن کے یہاں ہم ٹھہرے ہیں (یعنی انصار) ان سے بڑھ کر ہم نے کسی کو زیادہ خرچ کرنے والا نہیں دیکھا اور تھوڑا ہو تو اُسی سے مواساۃ[7]

---

1 ...... کینہ، میل۔

2 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الولاء والهبة، باب في حث النبي صلى الله عليه وسلّم على الهدية، الحديث: ۲۱۳۷، ج۴، ص۴۹.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الهبة... إلخ، باب الهبة وفضلها... إلخ، الحديث: ۲۵۶۶، ج۲، ص۱۶۵.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الهبة... إلخ، باب القليل من الهبة، الحديث: ۲۵۶۸، ج۲، ص۱۶۶.

5 ...... لونڈی۔

6 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الهبة... إلخ، باب هبة المرأة لغير زوجها... إلخ، الحديث: ۲۵۹۲، ج۲، ص۱۷۳.

7 ...... دل جوئی، خیرخواہی۔

کرتے ہیں، اُنھوں نے کام کی ہم سے کفایت کی اور منافع میں ہمیں شریک کرلیا یعنی باغات کے کام یہ کرتے ہیں اور جو کچھ پیداوار ہوتی ہے اُس میں ہمیں شریک کرلیتے ہیں ہم کو اندیشہ ہے کہ سارا ثواب یہی لوگ لے لیں گے۔ ارشاد فرمایا: ''نہیں جب تک تم اُن کے لیے دُعا کرتے رہو گے اور اُن کی ثنا کرتے رہو گے (تم بھی اجر کے مستحق بنو گے)۔''[1]

حدیث ۷: ترمذی و ابوداود نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جس کو کوئی چیز دی گئی اگر اُس کے پاس کچھ ہے تو اُس کا بدلہ دے اور بدلہ دینے پر قادر نہ ہو تو اُس کی ثنا کرے۔''[2]

حدیث ۸: ترمذی میں اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے ساتھ احسان کیا گیا اور اُس نے احسان کرنے والے کے لیے یہ کہا جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا تو پوری ثنا کردی۔''[3]

حدیث ۹: صحیح بخاری شریف میں ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس جب کسی قسم کا کھانا کہیں سے آتا تو دریافت فرماتے صدقہ ہے یا ہدیہ؟ اگر کہا جاتا صدقہ ہے تو۔ (فقراے) صحابہ سے فرماتے: ''تم لوگ اسے کھالو'' اور اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو صحابہ کے ساتھ خود بھی تناول فرماتے۔[4]

حدیث ۱۰: انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے امام بخاری نے روایت کی، کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خوشبو کو واپس نہیں فرماتے[5] اور صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے پاس پھول پیش کیا جائے تو واپس نہ کرے کہ اُٹھانے میں ہلکا ہے اور بُو اچھی ہے۔''[6] ہلکا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دینے والے کا احسان زیادہ نہیں ہے۔

حدیث ۱۱: ترمذی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''تین چیزیں واپس نہ کی جائیں، تکیہ اور تیل اور دودھ۔''[7] بعض نے کہا تیل سے مراد خوشبو ہے۔

---

1 ......"جامع الترمذي"، كتاب صفة القيامة... إلخ، باب:٤٤، الحديث:٢٤٩٥، ج٤، ص٢٢٠.

2 ......"جامع الترمذي"، كتاب البر والصلة، باب ما جاء في المتشبع بما لم يعطه، الحديث:٢٠٤١، ج٣، ص٤١٧.

3 ......المرجع السابق، باب ما جاء في الثناء بالمعروف، الحديث:٢٠٤٢، ج٣، ص٤١٧.

4 ......"صحيح البخاري"، كتاب الهبة... إلخ، باب قبول الهدية، الحديث:٢٥٧٦، ج٢، ص١٦٨.

5 ......المرجع السابق، باب ما لايرد من الهدية، الحديث:٢٥٨٢، ج٢، ص١٧٠.

6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الالفاظ من الأدب وغيرها، باب إستعمال المسك... إلخ، الحديث:٢٢٥٣، ص١٢٣٧.

7 ......"جامع الترمذي"، كتاب الأدب، باب ما جاء في كراهية رد الطيب، الحديث:٢٧٩٩، ج٤، ص٣٦٢.

حدیث ۱۲: ترمذی نے ابوعثمان نہدی سے مرسلاً روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی کو پھول دیا جائے تو واپس نہ کرے کہ وہ جنت سے نکلا ہے۔''[1]

حدیث ۱۳: بیہقی نے دعوات کبیر میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو دیکھا کہ جب نیا پھل حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم) کی خدمت میں پیش کیا جاتا اُسے آنکھوں اور ہونٹوں پر رکھتے اور یہ دعا پڑھتے: **اَللّٰھُمَّ کَمَا اَرَیْتَنَا اَوَّلَهٗ فَاَرِنَا آخِرَهٗ.**

(اے اللہ! (عزوجل) جس طرح تو نے ہمیں اس کا اوّل دکھایا ہے، اس کا آخر دِکھا۔) اس کے بعد جو چھوٹا بچہ حاضر ہوتا اُسے دے دیتے۔[2]

حدیث ۱۴: صحیح بخاری میں ہے اُمُّ المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) میرے دو پڑوسی ہیں ان میں کس کو ہدیہ کروں؟ ارشاد فرمایا: ''جس کا دروازہ تم سے زیادہ نزدیک ہو۔''[3]

حدیث ۱۵: صحیح بخاری میں ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ تعالٰی عنہ) فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ میں ہدیہ، ہدیہ تھا اور اس زمانہ میں رشوت ہے۔ یعنی حکام کو جو ہدیہ دیا جاتا ہے وہ رشوت ہے۔[4]

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: کسی چیز کا دوسرے کو بلاعوض مالک کر دینا ہبہ ہے یعنی اِس میں عوض ہونا شرط وضروری نہیں۔[5] (درر) دینے والے کو واہب کہتے ہیں اور جس کو دی گئی اُسے موہوب لہ اور چیز کو موہوب اور کبھی چیز کو ہبہ بھی کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲: ہبہ میں واہب کے لیے کبھی دنیا کا نفع ہے کبھی نفع اُخروی[6]۔ نفع دُنیوی مثلاً ہبہ کر کے کچھ عوض لینا یا اس واسطے ہبہ کیا کہ لوگوں میں اس کا ذکر خیر ہوگا۔ امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں مومن پر اپنی اولاد کو جُود واحسان[7] کی

---

1 ......"جامع الترمذي"، كتاب الأدب، باب ما جاء في كراهية رد الطيب، الحديث: ٢٨٠٠، ج٤، ص٣٦٢.

2 ......"مشكاة المصابيح"، كتاب البيوع، باب في الهبة والهدية، الحديث: ٣٠٣٢، ج٢، ص١٨٨.

3 ......"صحيح البخاري"، كتاب الهبة... إلخ، باب بمن يبدأ بالهدية، الحديث: ٢٥٩٥، ج٢، ص١٧٤.

4 ......"صحيح البخاري"، كتاب الهبة... إلخ، باب من لم يقبل الهدية لعلة، ج٢، ص١٧٤.

5 ......"درر الحكام" شرح "غرر الأحكام"، كتاب الهبة، الجزء الثاني، ص٢١٧.

6 ......آخرت کا نفع۔ 7 ......سخاوت و بھلائی۔

تعلیم ویسی ہی واجب ہے جس طرح توحید وایمان کی تعلیم واجب ہے کیونکہ جودواحسان سے دُنیا کی محبت دور ہوتی ہے اور محبت دنیا ہی ہر گناہ کی جڑ ہے۔ ہبہ کا قبول کرنا سنت ہے ہدیہ کرنے سے آپس میں محبت زیادہ ہوتی ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳: ہبہ صحیح ہونے کی چند شرطیں ہیں:

واہب کا عاقل[۱] ہونا، بالغ[۲] ہونا، مالک[۳] ہونا، نابالغ کا ہبہ صحیح نہیں اسی طرح غلام کا ہبہ کرنا بھی کہ یہ کسی چیز کا مالک ہی نہیں، جو چیز ہبہ کی جائے وہ موجود[۴] ہو اور، قبضہ[۵] میں ہو، مشاع[2][۶] نہ ہو، متمیز[۷] ہو،[3] مشغول[۸] نہ ہو۔ اس کے ارکان ایجاب وقبول ہیں اور اس کا حکم یہ ہے کہ ہبہ کرنے سے چیز موہوب لہ کی مِلک ہوجاتی ہے اگرچہ یہ مِلک لازم نہیں ہے۔ اس میں خیار شرط صحیح نہیں مثلاً ہبہ کیا اور موہوب لہ کے لیے تین دن کا اختیار دیا ہاں اگر جدائی سے پہلے اُس نے ہبہ کو اختیار کرلیا ہبہ صحیح ہوگیا ورنہ نہیں۔ اور اگر واہب نے اپنے لیے تین دن کا خیار رکھا ہے تو ہبہ صحیح ہے اور خیار باطل، شروط فاسدہ[4] سے ہبہ باطل نہیں ہوتا بلکہ خود شرطیں ہی باطل ہوجاتی ہیں مثلاً ایک شخص کو اپنا غلام اس شرط پر ہبہ کیا کہ وہ غلام کو آزاد کردے ہبہ صحیح ہے اور شرط باطل۔[5] (بحر، عالمگیری)

مسئلہ ۴: ہبہ دو قسم ہے ایک تملیک دوسرا اِسقاط مثلاً جس پر مطالبہ تھا مطالبہ اُسے ہبہ کرنا اُس کو ساقط کرنا ہے۔ مدیون[6] کے سوا دوسرے کو دَین[7] ہبہ کرنا اُس وقت صحیح ہے کہ قبضہ کا بھی اُس کو حکم دیدیا ہو اور قبضہ کا حکم نہ دیا ہو تو صحیح نہیں۔[8] (بحر)

مسئلہ ۵: ایک شخص نے ہنسی مذاق کے طور پر دوسرے سے چیز ہبہ کرنے کو کہا مثلاً یار دوستوں میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مذاق میں کہتے ہیں مٹھائی کھلاؤ یا یہ چیز دے دو مگر اُس نے سچ مچ کو ہبہ کردیا یہ ہبہ صحیح ہے۔ کبھی اِس طرح بھی ہبہ ہوتا ہے کہ بہت سے لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ میں نے یہ چیز تم میں سے ایک کے لیے ہبہ کردی جس کا جی چاہے لے لے اُن میں سے ایک نے

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الھبة، ج۸، ص۵٦۸.

2 ......وہ مشترک چیز جس میں شریکوں کے حصے ممتاز نہ ہوں۔

3 ......جدا ہو، نمایاں ہو۔

4 ......ایسی شرطیں جو کسی عقد کے تقاضے کے خلاف ہوں۔

5 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، ج۷، ص٤٨٣.

و"الفتاوی الھندیة"، کتاب الھبة، الباب الاول فی تفسیر الھبة...إلخ، ج٤، ص٣٧٤.

6 ......مقروض۔

7 ......قرض۔

8 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، ج۷، ص٤٨٣.

لے لی ہبہ درست ہوگیا وہ مالک ہوگیا یا کہہ دیا میں نے اپنے باغ کے پھل کی اجازت دیدی ہے جو چاہے لے لے جو لے گا مالک ہوجائے گا اور اگر ایسے شخص نے لیا جس کو واہب کے اس ہبہ کی خبر نہیں پہنچی ہے اُس کو لینا جائز نہیں۔[1] (بحر) اور علم سے پہلے کھایا تو حرام کھایا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: ہبہ کے بہت سے الفاظ ہیں۔ میں نے تجھے ہبہ کیا، یہ چیز تمھیں کھانے کو دی۔ یہ چیز میں نے فلاں کے لیے یا تیرے لیے کردی، میں نے یہ چیز تیرے نام کردی، میں نے اس چیز کا تجھے مالک کردیا، اگر قرینہ ہو[3] تو ہبہ ہے ورنہ نہیں کیونکہ مالک کرنا بیع وغیرہ بہت چیزوں کو شامل ہے۔ عمر بھر کے لیے یہ چیز دیدی، اس گھوڑے پر سوار کردیا، یہ کپڑا پہننے کو دیا، میرا یہ مکان تمھارے لیے عمر بھر رہنے کو ہے، یہ درخت میں نے اپنے بیٹے کے نام لگایا ہے۔[4] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۷: ہبہ کے بعض الفاظ ذکر کردیے اور اس کا قاعدۂ کلیہ یہ ہے کہ اگر لفظ ایسا بولا جس سے ملک رقبہ سمجھی جاتی ہو یعنی خود اُس شے کی ملک تو ہبہ ہے اور اگر منافع کی تملیک معلوم ہوتی ہو[5] تو عاریت ہے اور دونوں کا احتمال ہے تو نیت دیکھی جائے گی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۸: مرد نے عورت کو کپڑے بنوانے کے لیے روپے دیے کہ بنا کر پہنے یہ ہبہ ہے چھوٹے بچے کے لیے کپڑے بنوائے تو بنواتے ہی بلکہ قطع کراتے ہی اُس کی ملک ہوگئے بچہ کو دے یا نہ دے اور بالغ لڑکے کے لیے بنوائے تو جب تک اُس کو قبضہ نہ دے مالک نہیں ہوگا۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: ہبہ کے لیے قبول ضروری ہے یعنی موہوب لہ جب تک قبول نہ کرے اُس کے حق میں ہبہ نہیں ہوگا اگرچہ واہب کے حق میں فقط ایجاب سے ہبہ ہوجائے گا بخلاف بیع کہ اس میں جب تک ایجاب وقبول دونوں نہ ہوں بائع[8] ومشتری[9] کسی کے حق میں بیع نہیں اس کا حاصل یہ ہوا کہ مثلاً قسم کھائی تھی کہ یہ چیز فلاں کو ہبہ کردوں گا اس نے ایجاب کیا مگر

---

1. ......"البحرالرائق"، کتاب الهبة، ج۷، ص۴۸۴.
2. ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الهبة، الباب الثالث فيما...إلخ، ج٤، ص۳۸۲.
3. ......ایسی بات جو ہبہ ہونے پر دلالت کردے۔
4. ......"الدرالمختار"، کتاب الهبة، ج۸، ص۵۷۰.
   و"البحرالرائق"، کتاب الهبة، ج۷، ص۴۸۳.
5. ......یعنی نفع حاصل کرنے کا اختیار معلوم ہوتا ہو۔
6. ......"الدرالمختار"، کتاب الهبة، ج۸، ص۵۷۱.
7. ......"ردالمحتار"، کتاب الهبة، ج۸، ص۵۷۱.
8. ......بیچنے والا۔ 9. ......خریدار۔

اُس نے قبول نہ کیا قسم میں سچّا ہوگیا اور اگر قسم کھاتا کہ اسے فلاں کے ہاتھ بیع کروں گا اور ایجاب کیا مگر اُس نے قبول نہیں کیا حانث ہوگیا قسم ٹوٹ گئی۔[1] (بحر)

مسئلہ ۱۰: ہبہ کا قبول کرنا کبھی الفاظ سے ہوتا ہے اور کبھی فعل سے مثلاً اس نے ایجاب کیا یعنی کہا میں نے یہ چیز تمھیں ہبہ کردی اُس نے لے لی ہبہ تمام ہوگیا۔[2] (بحر)

مسئلہ ۱۱: ہبہ تمام ہونے کے لیے قبضہ کی بھی ضرورت ہے بغیر اس کے ہبہ تمام نہیں ہوتا پھر اگر اُسی مجلس میں قبضہ کرے تو واہب کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں اور مجلس بدل جانے کے بعد قبضہ کرنا چاہتا ہے تو اجازت درکار ہے ہاں اگر جس مجلس میں ہبہ کیا ہے اُس نے کہہ دیا ہے کہ تم قبضہ کرلو تو اب اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں وہی پہلی اجازت کافی ہے۔[3] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۲: قبضہ پر قادر ہونا بھی قبضہ ہی کے حکم میں ہے مثلاً صندوق میں کپڑے ہیں اور کپڑے ہبہ کر کے صندوق اُسے دیدیا اگر صندوق مقفل ہے[4] قبضہ نہیں ہوا اور قفل کھلا ہوا ہے قبضہ ہوگیا یعنی ہبہ تمام ہوگیا کہ قبضہ پر قادر ہوگیا۔[5] (بحر)

مسئلہ ۱۳: واہب نے موہوب لہ کو قبضہ سے منع کردیا تو اگرچہ قبضہ کرلے یہ قبضہ صحیح نہیں مجلس میں قبضہ کرے یا بعد میں اس صورت میں ہبہ تمام نہیں۔[6] (بحر)

مسئلہ ۱۴: ہبہ کے لیے قبضۂ کامل[7] کی ضرورت ہے اگر موہوب شے (یعنی جو چیز ہبہ کی گئی ہے) واہب کی ملک کو شاغل ہو تو قبضۂ کامل ہوگیا اور ہبہ تمام ہوگیا اور اُس کی ملک میں مشغول ہے تو قبضۂ کامل نہیں ہوا مثلاً بوری میں واہب کا غلّہ ہے بوری ہبہ کردی اور مع غلہ کے قبضہ دیدیا یا مکان میں واہب کے سامان ہیں مکان ہبہ کردیا اور سامان کے ساتھ قبضہ دیا ہبہ تمام نہیں

---

1 ......"البحر الرائق"، کتاب الھبة، ج۷، ص ٤٨٥.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"الھدایة"، کتاب الھبة، ج۲، ص ۲۲۲.

و"الدر المختار"، کتاب الھبة، ج۸، ص ۵۷۲.

4 ......یعنی تالا لگا ہوا ہے۔

5 ......"البحر الرائق"، کتاب الھبة، ج۷، ص ٤٨٦.

6 ......المرجع السابق.

7 ......مکمل طور پر قبضہ۔

ہوا اور اگر غلّہ ہبہ کیا یا مکان میں جو چیزیں تھیں اُن کو ہبہ کیا اور بوری سمیت قبضہ دیدیا یا مکان اور سامان سب پر قبضہ دیدیا ہبہ تمام ہوگیا۔ یوہیں گھوڑے پر کاٹھی[1] کسی ہوئی اور لگام لگی ہوئی تھی کاٹھی اور لگام کو ہبہ کیا اور گھوڑے پر مع کاٹھی اور لگام کے قبضہ کیا ہبہ تمام نہیں ہوا اور گھوڑے کو ہبہ کیا اور قبضہ دے دیا اگرچہ کاٹھی اور لگام کے ساتھ ہے قبضہ تمام ہوگیا۔ یوہیں کنیز زیور پہنے ہوئے ہے کنیز کو ہبہ کیا اور قبضہ دیدیا ہبہ تمام ہوگیا۔ اور زیور کو ہبہ کیا تو جب تک زیور اوتار کر قبضہ نہ دے گا ہبہ تمام نہیں ہوگا۔[2] (بحر، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: موہوب چیز ملکِ غیرِ واہب[3] میں مشغول ہوا اور قبضہ کرلیا ہبہ تمام ہوگیا مثلاً مکان ہبہ کیا جس میں مستحق کی چیزیں ہیں یا اُن چیزوں کو واہب یا موہوب لہ نے غصب کیا ہے اور موہوب لہ نے مع اُن چیزوں کے مکان پر قبضہ کرلیا ہبہ تمام ہوگیا۔[4] (بحر)

مسئلہ ۱۶: اگر اپنے نابالغ بچہ کو ہبہ کیا اور موہوب شے ملک واہب میں مشغول ہے مثلاً نابالغ لڑکے کو مکان ہبہ کیا جس میں باپ کا سامان موجود ہے یہ مشغولیت مانع تمامیت نہیں یعنی ہبہ تمام ہوگیا۔ یوہیں مکان ہبہ کیا جس میں کچھ لوگ بطور عاریت رہتے ہیں ہبہ تمام ہوگیا اور اگر کرایہ پر رہتے ہوں تو نہیں۔ یوہیں عورت نے اپنا مکان شوہر کو ہبہ کیا اور مکان پر شوہر کو قبضہ دیدیا اگرچہ اُس میں عورت کا اثاثہ موجود ہو قبضہ کامل ہوگیا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: مشغول کو ہبہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ شاغل کو موہوب لہ کے پاس پہلے ودیعت رکھ دے پھر مشغول کو ہبہ کر کے قبضہ دیدے اب ہبہ صحیح ہوجائے گا مثلاً مکان میں جو سامان ہے اِسے ودیعت رکھ کر مکان پر قبضہ دلادے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: ہبہ میں یہ ضروری ہے کہ موہوب شے غیر موہوب سے جدا ہو اگر غیر کے ساتھ متصل ہو ہبہ صحیح نہیں مثلاً درخت میں جو پھل لگے ہوں اُن کو ہبہ کرنا درست نہیں۔ جو چیز ہبہ کی گئی اگر وہ قابل تقسیم ہو تو ضرور ہے کہ اُس کی تقسیم ہوگئی

---

1 ......زین۔

2 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، ج۷، ص۴۸۸.

و"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الھبة، ج۸، ص۵۷۳.

3 ......ہبہ کرنے والے کے علاوہ کی ملکیت۔

4 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، ج۷، ص۴۸۹.

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الھبة، ج۸، ص۵۷۵.

6 ......المرجع السابق.

ہو بغیر تقسیم کیے ہوئے ہبہ درست نہیں اور اگر تقسیم کے قابل ہی نہ ہو یعنی تقسیم کے بعد وہ شے قابلِ انتفاع نہ رہے مثلاً چھوٹی سی کوٹھری یا حمام ان میں ہبہ صحیح ہونے کے لیے تقسیم ضرور نہیں۔[1] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۹: جو چیز تقسیم کے قابل ہے اُس کو اجنبی کے لیے ہبہ کرے یا شریک کے لیے دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔ ہاں اگر ہبہ کرنے کے بعد واہب نے اُسے خود یا اُس کے حکم سے کسی دوسرے نے تقسیم کر کے قبضہ دیدیا یا موہوب لہ کو حکم دیدیا کہ تقسیم کر کے قبضہ کرلو اور اُس نے ایسا کرلیا ان صورتوں میں ہبہ جائز ہوگیا کیونکہ مانع زائل ہوگیا۔ اگر بغیر تقسیم موہوب لہ کو قبضہ دے دیا موہوب لہ اُس چیز کا مالک نہیں ہوگا اور جو کچھ اُس میں تصرّف کرے گا نافذ نہیں ہوگا بلکہ اس کے تصرّف سے جو نقصان ہوگا اُس کا ضامن ہوگا اور خود واہب اُس میں تصرف کرے مثلاً بیع کردے اُس کا تصرف نافذ ہو جائے گا۔[2] (بحر، درمختار)

اس کا حاصل یہ ہے کہ مشاع کا ہبہ صحیح نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قبضہ کے وقت شیوع پایا جائے اور اگر ہبہ کے وقت شیوع ہے مگر قبضہ کے وقت شیوع نہ ہو تو ہبہ صحیح ہے مثلاً مکان کا نصف حصہ ہبہ کیا اور قبضہ نہیں دیا پھر دوسرا نصف ہبہ کیا اور پورے مکان پر قبضہ دیدیا ہبہ صحیح ہوگیا اور اگر نصف ہبہ کر کے قبضہ دیدیا پھر دوسرا نصف ہبہ کیا اور اُس پر بھی قبضہ دیدیا یہ دونوں ہبہ صحیح نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: مشاع یعنی بغیر تقسیم چیز کو بیع[4] کردیا جائے تو بیع صحیح ہے اور اس کا اجارہ اگر شریک کے ساتھ ہو تو جائز ہے اجنبی کے ساتھ ہو تو جائز نہیں بلکہ یہ اجارۂ فاسدہ ہوگا اس میں اُجرتِ مثل لازم ہوگی۔ اور مشاع[5] کا عاریت دینا اگر شریک کو ہے تو جائز ہے اور اجنبی کو عاریت کے طور پر دیا اور کل پر قبضہ دیدیا تو یہ قبضہ دینا ہی عاریت دینا ہے اور کل پر قبضہ نہ دیا تو کچھ نہیں۔ اور اس کو رہن رکھنا ناجائز ہے وہ چیز قابلِ قسمت[6] ہو یا نہ ہو شریک کے پاس رہن[7] رکھے یا اجنبی کے پاس ہاں اگر دو شخصوں کی چیز ہے دونوں نے رہن رکھ دی تو جائز ہے۔ مشاع کا وقف صحیح ہے۔ مشاع کی ودیعت شریک کے پاس ہو تو جائز ہے۔ مشاع کو قرض دے سکتا ہے مثلاً ہزار روپے دیے اور کہہ دیا ان میں سے پانسو قرض ہیں اور پانسو شرکت کے طور پر یہ جائز

1 ......"الهداية"، كتاب الهبة، ج٢، ص٢٢٣، وغيرها.

2 ......"البحر الرائق"، كتاب الهبة، ج٧، ص٤٨٧.

و"الدرالمختار"، كتاب الهبة، ج٨، ص٥٧٦.

3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الهبة، الباب الثانى فيما يجوز... إلخ، ج٤، ص٣٧٦، ٣٧٧.

4 ......فروخت۔

5 ......شے مشترک۔

6 ......تقسیم کے قابل

7 ......گروی۔

ہے۔ مشاع کا غصب ہوسکتا ہے یعنی غاصب پر غصب کے احکام جاری ہوں گے۔ مشاع کے صدقہ کا وہی حکم ہے جو ہبہ کا ہے۔ ہاں اگر کل دو شخصوں پر تصدق کر دیا یہ جائز ہے۔[1] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۱: ایک شریک نے دوسرے سے کہا کہ جو کچھ نفع میں میرا حصہ ہے میں نے تم کو ہبہ کیا اگر مال موجود ہے یہ ہبہ صحیح نہیں کہ مشاع کا ہبہ ہے اور ہلاک ہو چکا ہے تو صحیح ہے کہ یہ اسقاط[2] ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: غیر منقسم[4] چیز میں مشاع کا ہبہ کیا موہوب لہ اُس جز کا مالک ہوگیا مگر تقسیم کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ دونوں اُس چیز سے نوبت بنوبت نفع حاصل کریں مثلاً ایک مہینہ ایک اُس سے کام لے اور دوسرے مہینہ میں دوسرا یہ ہوسکتا ہے مگر اِس پر بھی جبر نہیں ہوسکتا کہ یہ ایک قسم کی عاریت ہے اور عاریت پر جبر نہیں۔[5] (بحر)

مسئلہ ۲۳: جو مشاع غیر قابلِ قسمت[6] ہے اُس کا ہبہ صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ اُس کی مقدار معلوم ہو یعنی اس چیز میں اس کا حصہ اتنا ہے جس کو ہبہ کرتا ہے اگر معلوم نہ ہو تو ہبہ صحیح نہیں مثلاً غلام دو شخصوں میں مشترک ہے اس کو معلوم نہیں کہ میرا حصہ کتنا ہے اور ہبہ کر دیا۔ ایک روپیہ دو شخصوں کو ہبہ کیا یہ صحیح ہے کیونکہ نصف نصف دونوں کا حصہ ہوا اور یہ معلوم ہے اور اگر واہب کے پاس دو روپے ہیں اُس نے یہ کہا کہ ان میں سے میں نے ایک روپیہ ہبہ کیا اور اُسے جدا نہ کیا یہ ہبہ صحیح نہیں ہوا۔ ایک غلام دو شخصوں میں مشترک ہے ان میں سے ایک نے اُس غلام کو کوئی چیز ہبہ کر دی اگر وہ چیز قابل تقسیم ہے ہبہ بالکل صحیح نہیں اور قابل تقسیم نہیں تو شریک کے حصے میں صحیح ہے یعنی اُس غلام میں جتنا حصہ اُس کے شریک کا ہے شے موہوب کے اُتنے ہی حصہ کا ہبہ صحیح ہے اور جتنا حصہ اُس غلام میں واہب کا ہے اُس کے مقابل میں موہوب کے حصہ کا ہبہ صحیح نہیں۔ مجہول[7] حصہ کا ہبہ صحیح نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ وہ جہالت باعث نزاع[8] ہوسکے اور اگر باعث نزاع نہ ہو مثلاً یہ کہہ دیا کہ اِس گھر میں جو کچھ میرا حصہ ہے ہبہ کر دیا یہ جائز ہے اگرچہ موہوب لہ[9] کو معلوم نہ ہو کہ کیا حصہ ہے کیونکہ یہ جہالت دور ہوسکتی ہے اور اگر بہت زیادہ

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، ج۷، ص۴۸۶.

2 ......یعنی اپنا حق چھوڑنا ہے۔

3 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الھبة، الباب الثانی فیما یجوز...إلخ، ج٤، ص ٣٨١.

4 ......تقسیم نہ ہونے والی۔

5 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، ج۷، ص۴۸۷.

6 ......نا قابل تقسیم۔ 7 ......نا معلوم۔

8 ......جھگڑے کا باعث۔ 9 ......جس کے لیے ہبہ کیا۔

جہالت ہو تو نا جائز ہے مثلاً میں نے تم کو کچھ ہبہ کر دیا۔[1] (بحر، منحہ)

مسئلہ ۲۴: شیوع جو تمامیت قبضہ کو[2] روکتا ہے وہ شیوع ہے جو عقد کے ساتھ مقارِن[3] ہو عقد کے بعد جو شیوع طاری ہو گا وہ مانع نہیں مثلاً پوری چیز ہبہ کر دی اور قبضہ دے دیا اس کے بعد اُس میں سے جز وشائع نصف ربع واپس لے لیا یہاں شیوع پیدا ہو گیا جو پہلے سے نہ تھا یہ مانع نہیں۔ شیوع طاری کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ مرض الموت میں اپنا مکان ہبہ کر دیا اور اِس مکان کے سوا اُس کے پاس کوئی دوسرا ترکہ نہیں ہے واہب مر گیا ورثہ نے اس کو جائز نہیں کیا اس کا حاصل یہ ہوا کہ ایک تہائی ہبہ ہوا اور دو تہائیاں ورثہ کی ہیں یہاں ہبہ میں شیوع ہے مگر وقت عقد میں نہیں ہے بعد عقد ہوا جبکہ ورثہ نے جائز نہ کیا۔ جس چیز کو ہبہ کیا اُس میں کسی نے استحقاق کا دعویٰ کیا کہ اِس چیز میں اتنے کا میں مالک ہوں اگر چہ یہ دعویٰ بعد میں ہوا مگر شیوع اب نہیں پیدا ہوا بلکہ پہلے ہی سے ہے کہ یہ شخص اُس کے ایک جز کا پہلے سے مالک تھا اور اب ظاہر ہوا لہٰذا ایک شخص نے کھیت اور زراعت دونوں چیزیں ایک شخص کو ہبہ کر دیں اور قبضہ بھی دیدیا اس کے بعد زراعت میں ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میری ہے اور ثابت کر دیا قاضی نے حکم بھی دیدیا زراعت تو مستحق نے لے ہی لی زمین کا ہبہ بھی باطل ہو گیا کیونکہ محتمل قسمت[4] میں شیوع[5] ہے۔[6] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۲۵: تھن میں دودھ، بھیڑ کی پیٹھ پر اون، زمین میں درخت، درخت میں پھل، یہ چیزیں مشاع کے حکم میں ہیں کہ ان کا ہبہ صحیح نہیں مگر دودھ دوہ کر، اون کاٹ کر، پھل توڑ کر، موہوب لہ کو تسلیم کر دیے تو ہبہ جائز ہو گیا کہ مانع زائل ہو گیا۔[7] زراعت جو کھیت میں ہے، تلوار کا حلیہ، اشرفی جو پہنے ہوئے ہے، ڈھیری میں سے دس پانچ سیر غلّہ کا ہبہ کرنا بھی وہی حکم رکھتا ہے کہ جدا کر کے موہوب پر قبضہ دیدیا درست ہے ورنہ نہیں۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "البحرالرائق"، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۸۷.

و"منحۃ الخالق" ھامش علی "البحرالرائق"، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۸۷.

2 ...... قبضہ کے مکمل ہونے کو۔ 3 ...... ملا ہوا۔ 4 ...... جس میں تقسیم کا احتمال ہو۔

5 ...... یعنی زراعت چونکہ زمین کے ساتھ متصل ہے لہٰذا زمین وزراعت دونوں مل کر ایک چیز ہیں ان میں سے زراعت کا استحقاق حکماً جزو موہوب کا استحقاق ہے اس لیے زمین کا ہبہ بھی باطل ہو جاتا ہے۔ ۱۲ منہ حفظہ ربہ

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الھبۃ، ج۸، ص۵۷۷.

و"البحرالرائق"، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۸۷.

7 ...... رکاوٹ ختم ہو گئی۔

8 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الھبۃ، ج۸، ص۵۷۸.

مسئلہ ۲۶: معدوم شے[1] کا ہبہ باطل ہے قبضہ دینے کے بعد بھی موہوب لہ کی ملک نہیں ہوگی مثلاً کہا ان گیہوں[2] کا آٹا ہبہ کردیا تِلوں میں جو تیل ہے ہبہ کیا۔ دودھ میں جو گھی ہے ہبہ کیا۔ لونڈی کے پیٹ میں جو حمل ہے وہ ہبہ کیا ان صورتوں میں اگر آٹا پسوا کر، تِلوں کو پلوا کر، دودھ میں سے گھی نکال کر موہوب لہ کو دے بھی دے جب بھی اُسکی ملک نہیں ہوگی ہاں اب جدید ہبہ کرے تو ہوسکتا ہے۔[3] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۲۷: ایک شخص کو ایک چیز ہبہ کی موہوب لہ نے قبضہ نہیں کیا پھر اُس شخص نے دوسرے کو وہی چیز ہبہ کردی اور دونوں سے قبضہ کرنے کو کہہ دیا دونوں نے قبضہ کرلیا تو چیز دوسرے موہوب لہ کی ہوگی پہلے کی نہیں ہوگی اور اگر واہب نے پہلے موہوب لہ کو قبضہ کرنے کے لیے کہہ دیا اُس نے قبضہ کرلیا تو یہ قبضہ باطل ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: ایک چیز خریدی اور قبضہ کرنے سے پہلے کسی کو ہبہ کردی اور موہوب لہ سے کہہ دیا کہ تم قبضہ کرلو اس نے کرلیا ہبہ تمام ہوگیا۔ رہن کا بھی یہی حکم ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: یہ کہا کہ اس ڈھیری میں سے تم کو اتنا غلہ دیا تم ناپ کرلے لو اُس نے ناپ لیا جائز ہے اور اگر فقط اتنا ہی کہا کہ اتنا غلہ دیا یہ نہ کہا کہ ناپ لو اور اُس نے ناپ کرلے لیا تو ناجائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: جو چیز ہبہ کی ہے وہ پہلے ہی سے موہوب لہ کے قبضہ میں ہے تو ایجاب وقبول کرتے ہی اُسکی ملک ہوگئی جدید قبضہ کی ضرورت نہیں موہوب لہ کا وہ قبضہ قبضۂ امانت ہو یا قبضۂ ضمان مثلاً اُس کے پاس عاریت یا ودیعت کے طور پر ہے یا کرایہ پر ہے یا اُس نے غصب کررکھی ہے اس کا قاعدہ کتاب البیوع میں بیان کیا گیا ہے کہ دو قبضے اگر ایک جنس کے ہوں یعنی دونوں قبضۂ امانت ہوں یا دونوں قبضۂ ضمان ہوں اِن میں ایک دوسرے کے قائم مقام ہوجائے گا اور اگر دونوں دو جنس کے ہوں تو قبضۂ ضمان قبضۂ امانت کے قائم مقام ہوجائے گا اور قبضۂ امانت قبضۂ ضمان کے قائم مقام نہیں ہوگا۔[7] (بحر، درمختار)

---

1 ......وہ چیز جو موجود نہیں۔ 2 ......گندم۔

3 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، ج۷، ص۴۸۸.
و"الدرالمختار"، کتاب الھبة، ج۸، ص۵۷۸.

4 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الھبة، الباب الثانی فیما یجوز...إلخ، ج۴، ص۳۷۷.

5 ......المرجع السابق. 6 ......المرجع السابق.

7 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، ج۷، ص۴۸۹.
و"الدرالمختار"، کتاب الھبة، ج۸، ص۵۷۹.

مسئلہ ۳۱: مرہون [1] کو مرتہن [2] کے لیے ہبہ کیا ہبہ تمام ہوگیا کیونکہ مرتہن کا قبضہ پہلے ہی سے ہے اور رہن باطل ہوگیا یعنی مرتہن اپنا دَین راہن [3] سے وصول کرے گا۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: جو شخص نابالغ کا ولی [5] ہے اگرچہ اس کو نابالغ کے مال میں تصرف کرنے کا اختیار نہ ہو یہ جب کبھی نابالغ کو ہبہ کردے تو محض عقد کرنے سے یعنی فقط ایجاب سے ہبہ تمام ہوجائے گا بشرطیکہ شے موہوب واہب یا اُس کے مودَع کے قبضہ میں ہو۔ معلوم ہوا کہ باپ کے ہبہ کا جو حکم ہے باپ نہ ہونے کی صورت میں چچا یا بھائی وغیرہما کا بھی وہی حکم ہے بشرطیکہ نابالغ ان کی عیال میں ہو [6] اس ہبہ میں بعض ائمہ کا ارشاد ہے کہ گواہ مقرر کرلے یہ اشہاد [7] ہبہ کی صحت کے لیے شرط نہیں بلکہ اس لیے ہے تاکہ وہ آئندہ انکار نہ کرسکے یا اُس کے مرنے کے بعد دوسرے ورثہ اس ہبہ سے انکار نہ کردیں۔ [8] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۳۳: نابالغ لڑکے کو جو مال ہبہ کیا وہ نہ واہب کے قبضہ میں ہے نہ اُس کے مودَع کے قبضہ میں ہے بلکہ غاصب یا مرتہن یا مستاجر کے قبضہ میں ہے تو ہبہ تمام نہیں۔ [9] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: مزروعہ زمین اپنے نابالغ لڑکے کو ہبہ کی اگر زراعت خود اسی کی ہے ہبہ صحیح ہوگیا اور کاشتکار نے کھیت بویا ہے تو ہبہ صحیح نہ ہوا کہ واہب کے قبضہ میں نہیں ہے۔ [10] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: صدقہ کا بھی یہی حکم ہے کہ نابالغ کو اُس کے ولی نے صدقہ کیا تو قبضہ کی ضرورت نہیں، اگر نابالغ کا ولی نہ ہو تو اُس کی ماں بھی یہی حکم رکھتی ہے کہ محض ہبہ کردینے سے موہوب لہ مالک ہوجائے گا بالغ لڑکا اگرچہ اس کی عیال میں ہو اس کا یہ حکم نہیں ہے وہ جب تک قبضہ نہ کرے مالک نہ ہوگا۔ ماں نے اپنا مَہر لڑکے کو ہبہ کردیا یہ ہبہ تمام نہ ہوگا جب تک خود ماں نے اس پر قبضہ نہ کیا ہو اور لڑکے کا قبضہ نہ کرادے۔ [11] (بحر)

---

1 ......گروی رکھی ہوئی چیز۔ 2 ......جس کے پاس گروی رکھی ہے۔ 3 ......گروی رکھوانے والا۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الهبة،الباب الثاني فيما يجوز...إلخ،ج٤،ص٣٧٧، ٣٧٨.

5 ......نابالغ کا سرپرست۔ 6 ......یعنی ساتھ رہنے والوں میں سے ہو۔ 7 ......گواہ بنانا۔

8 ......"البحرالرائق"، كتاب الهبة،ج٧،ص٤٨٩، ٤٩٠.

و"الدرالمختار"، كتاب الهبة،ج٨،ص٥٧٩.

9 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الهبة،الباب السادس في الهبة للصغير،ج٤،ص٣٩١.

10 ......المرجع السابق،ص٣٩٢.

11 ......"البحرالرائق"، كتاب الهبة،ج٧،ص٤٩٠.

مسئلہ ۳۶: بیٹے کو تصرف کرنے کے لیے اموال دے رکھے ہیں بیٹا کام کرتا ہے اور مال میں اضافہ ہو۔ اگر یہ ثابت ہو کہ باپ نے اسے ہبہ کر دیا ہے جب تو اس کا ہے ورنہ سب کچھ باپ کا ہے اس کے مرنے کے بعد میراث جاری ہوگی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: نابالغ کو کسی اجنبی نے کوئی چیز ہبہ کی یہ اُس وقت تمام ہوگا کہ ولی اُس پر قبضہ کرلے اس مقام پر ولی سے مراد یہ چار شخص ہیں: ① باپ پھر ② اُس کا وصی پھر ③ دادا پھر ④ اُس کا وصی، اس صورت میں یہ ضرورت نہیں کہ نابالغ ولی کی پرورش میں ہو ان چار کی موجودگی میں کوئی شخص اُس پر قبضہ نہیں کرسکتا چاہے اس قابض کی عیال میں وہ نابالغ ہو یا نہ ہو وہ قابض ذورحم محرم ہو یا اجنبی ہو موجودگی سے مُراد یہ ہے کہ وہ حاضر ہوں اور اگر غائب ہوں اور غیبت بھی منقطعہ ہو تو اُس کے بعد جس کا مرتبہ ہے وہ قبضہ کرے۔[2] (بحر)

مسئلہ ۳۸: ان چاروں میں سے کوئی نہ ہو تو چچا وغیرہ جس کی عیال میں نابالغ ہو وہ قبضہ کرے، ماں یا اجنبی کی پرورش میں ہو تو یہ قبضہ کریں گے، اگر وہ بچہ لقیط ہے یعنی کہیں پڑا ہوا ملا ہے اس کے لیے کوئی چیز ہبہ کی گئی تو ملتقط[3] قبضہ کرے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۹: نابالغ اگر سمجھ وال ہو مال لینا جانتا ہو تو وہ خود بھی موہوب[5] پر قبضہ کرسکتا ہے اگرچہ اُس کا باپ موجود ہو اور جس طرح یہ نابالغ قبضہ کرسکتا ہے ہبہ کو رد بھی کرسکتا ہے یعنی چھوٹے بچے کو کسی نے کوئی چیز دی تو وہ لے بھی سکتا ہے اور انکار بھی کرسکتا ہے جس نے نابالغ کو ہبہ کیا ہے وہ ہبہ کی ہوئی چیز واپس لے سکتا ہے، قاضی کو چاہیے کہ نابالغ کو جو چیز ہبہ کی گئی ہے اُسے بیع کردے تاکہ واہب[6] رجوع نہ کرسکے۔[7] (بحر)

مسئلہ ۴۰: نابالغ کو مٹھائی اور پھل وغیرہ کھانے کی چیزیں ہبہ کی جائیں ان میں سے والدین کھا سکتے ہیں یہ اُس وقت ہے کہ قرینہ سے معلوم ہو کہ خاص اِس بچہ کو ہی دینا نہیں بلکہ والدین کو دینا مقصود ہے مگر اُن کی عزت کا لحاظ کرتے ہوئے

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الهبة، الباب السادس فى الهبة للصغير، ج ٤، ص ٣٩٢.

2 ...... "البحر الرائق"، كتاب الهبة، ج٧، ص ٤٩١.

3 ...... یعنی اس بچے کو اٹھانے والا۔

4 ...... "الدر المختار"، كتاب الهبة، ج٨، ص ٥٨١.

5 ...... ہبہ کی ہوئی چیز۔ 6 ...... ہبہ کرنے والا۔

7 ...... "البحر الرائق"، كتاب الهبة، ج٧، ص ٤٩٢.

یہ چیز حقیر معلوم ہوتی ہے اُن کو دیتے ہوئے لحاظ معلوم ہوتا ہے بچہ کا نام لے دیتے ہیں اور اگر قرینہ سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ خاص اسی بچہ کو دینا مقصود ہے تو والدین نہیں کھا سکتے مثلاً کوئی چیز کھا رہا ہے کسی کا بچہ وہاں پہنچ گیا ذرا سی اُٹھا کر بچہ کو دیدی یہاں معلوم ہو رہا ہے کہ والدین کو دینا مقصود نہیں ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو چیز کھانے کی نہ ہو وہ نابالغ کو دی جائے تو والدین کو بغیر حاجت استعمال درست نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۱: ختنہ کی تقریب میں رشتہ داروں کے یہاں سے جوڑے وغیرہ آتے ہیں سہرے پر روپے دیے جاتے ہیں اور جوڑے بھی طرح طرح کے ہوتے ہیں ان میں سے جن چیزوں کی نسبت معلوم ہو کہ بچہ کے لیے ہیں۔ مثلاً چھوٹے کپڑے جو بچہ کے مناسب ہیں یہ اُسی بچہ کے لیے ہیں ورنہ والدین کے لیے ہیں اگر باپ کے اقربا[2] نے ہدیہ کیا ہے تو باپ کے لیے ہیں ماں کے رشتہ داروں نے ہدیہ کیا ہے تو ماں کے لیے ہیں۔[3] (درمختار) مگر یہاں ہندوستان کا یہ عرف[4] ہے کہ باپ کے کنبہ کے لوگ بھی زنانہ جوڑا بھیجتے ہیں جو ماں کے لیے ہوتا ہے اور ننہال[5] سے بھی مردانہ جوڑا بھیجا جاتا ہے جس کا صاف یہی مقصد ہے کہ مرد کے لیے مردانہ جوڑا ہے اور عورت کے لیے زنانہ اگرچہ کہیں سے آیا ہو، دیگر تقریبات مثلاً بسم اللہ کے موقع پر اور شادی کے موقع پر طرح طرح کے ہدایا[6] آتے ہیں اور وہ چیزیں کس کے لیے ہیں اس کے متعلق جو عرف ہو اُس پر عمل کیا جائے اور اگر بھیجنے والے نے تصریح کر دی ہے تو یہ سب سے بڑھ کر ہے چنانچہ تقریبات میں اکثر یہی ہوتا ہے کہ نام بنام سارے گھر کے لیے جوڑے بھیجے جاتے ہیں بلکہ ملازمین کے لیے بھی جوڑے آتے ہیں اس صورت میں جس کے لیے جو آیا ہے وہی لے سکتا ہے دوسرا نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۴۲: شادی وغیرہ تمام تقریبات میں طرح طرح کی چیزیں بھیجی جاتی ہیں اس کے متعلق ہندوستان میں مختلف قسم کی رسمیں ہیں ہر شہر میں ہر قوم میں جدا جدا رسوم ہیں ان کے متعلق ہدیہ اور ہبہ کا حکم ہے یا قرض کا عموماً رواج سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ دینے والے یہ چیزیں بطور قرض دیتے ہیں اِسی وجہ سے شادیوں میں اور ہر تقریب میں جب روپے دیے جاتے ہیں تو ہر ایک شخص کا نام اور رقم تحریر کر لیتے ہیں جب اُس دینے والے کے یہاں تقریب ہوتی ہے تو یہ شخص جس کے یہاں دیا جا چکا ہے فہرست نکالتا ہے اور اُتنے روپے ضرور دیتا ہے جو اُس نے دیے تھے اور اس کے خلاف کرنے میں سخت بدنامی ہوتی

---

1 ......"الدر المختار"، کتاب الهبة، ج۸، ص۵۸۲.

2 ......قرابت دار، قریب کے رشتہ دار۔

3 ......"الدر المختار"، کتاب الهبة، ج۸، ص۵۸۲.

4 ......رواج۔ 5 ......ماں کا خاندان۔ 6 ......تحفے، تحائف۔

ہے اور موقع پاکر کہتے بھی ہیں کہ نیوتے [1] کا روپیہ نہیں دیا اگر یہ قرض نہ سمجھتے ہوتے تو ایسا عرف نہ ہوتا جو عموماً ہندوستان میں ہے۔

مسئلہ ۴۳: ایک شخص پردیس سے آیا اور جس کے یہاں اوترا اُس کو کچھ تحائف دیے اور یہ کہا کہ اس کو اپنے گھر والوں میں تقسیم کردو اور خود بھی لے لو اُس سے دریافت کرنا چاہیے کہ کیا چیز کسے دی جائے اور اگر وہ موجود نہ ہو چلا گیا ہو تو جو چیز عورتوں کے لائق ہو عورت کو دے اور جو لڑکیوں کے مناسب ہو لڑکیوں کو دے اور جو لڑکوں کے مناسب ہو لڑکوں کو دے اور جو چیز خود اُس کے مناسب ہو وہ خود لے اور جو چیز ایسی ہو کہ مرد و عورت دونوں کے لیے یکساں ہو تو دیکھا جائے گا کہ وہ دینے والا مرد کا رشتہ دار ہے تو مرد لے اور عورت کا رشتہ دار ہے تو عورت لے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: بعض اولاد کے ساتھ محبت زیادہ ہو بعض کے ساتھ کم یہ کوئی ملامت کی چیز نہیں کیونکہ یہ فعل غیر اختیاری ہے اور عطیہ [3] میں اگر یہ ارادہ ہو کہ بعض کو ضرر پہنچاوے تو سب میں برابری کرے کم و بیش نہ کرے کہ یہ مکروہ ہے ہاں اگر اولاد میں ایک کو دوسرے پر دینی فضیلت و ترجیح ہے مثلاً ایک عالم ہے جو خدمت علم دین میں مصروف ہے یا عبادت و مجاہدہ میں اشتغال رکھتا ہے ایسے کو اگر زیادہ دے اور جو لڑکے دنیا کے کاموں میں زیادہ اشتغال رکھتے ہیں انھیں کم دے یہ جائز ہے اِس میں کسی قسم کی کراہت نہیں یہ حکم دیانت کا ہے اور قضا کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنے مال کا مالک ہے حالت صحت میں اپنا سارا مال ایک ہی لڑکے کو دیدے اور دوسروں کو کچھ نہ دے یہ کرسکتا ہے دوسرے لڑکے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کرسکتے مگر ایسا کرنے میں گنہگار ہے۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۴۵: اولاد کو ہبہ کرنے میں لڑکی اور لڑکا دونوں کو برابر دے یہ نہیں کہ لڑکے کو لڑکی سے دوچند [5] دے دے جس طرح میراث میں ہوتا ہے کہ لڑکے کو لڑکی سے دونا ملتا ہے ہبہ میں ایسا نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: لڑکا اگر فاسق ہے تو اُس کو صرف بقدر ضرورت دے زیادہ دینے کا یہ مطلب ہوگا کہ یہ گناہ کے کام میں اُس کا معین [7] ہے، لڑکا فاسق ہے یہ گمان ہے کہ اُس کے بعد یہ اموال بدکاری اور گناہ میں خرچ کرڈالے گا۔ تو اُس کے لیے چھوڑ

---

1 ...... شادی، بیاہ اور دیگر تقریبات میں جو تحفہ یا نقدی دی جاتی ہے اسے نیوتا کہتے ہیں۔

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الهبة، الباب الثالث فيما يتعلق بالتحليل، ج ٤، ص ٣٨٣.

3 ...... تحفہ۔

4 ...... "البحر الرائق"، كتاب الهبة، ج ٧، ص ٤٩٠.

5 ...... دُگنا، ڈبل۔

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الهبة، الباب السادس في الهبة للصغير، ج ٤، ص ٣٩١.

7 ...... مددگار۔

جانے سے یہ بہتر ہے کہ نیک کاموں میں یہ اموال صَرف[1] کرڈالے اِس صورت میں اُسے میراث سے محروم کرنے میں گناہ نہیں کہ یہ حقیقۃً میراث سے محروم کرنا نہیں ہے بلکہ اپنے اموال اوراپنی کمائی کوحرام میں خرچ کرنے سے بچاناہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: باپ کو یہ جائز نہیں کہ نابالغ لڑکے کا مال دوسرے لوگوں کو ہبہ کردے اگرچہ معاوضہ لے کر ہبہ کرے کہ یہ بھی ناجائز ہے اور خود بچہ بھی اپنا مال ہبہ کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا یعنی اُس نے ہبہ کردیا اور موہوب لہ کو دیدیا اُس سے واپس لیاجائے گا کہ ہبہ جائز ہی نہیں۔[3] (درمختار، بحر) یہی حکم صدقہ کا ہے کہ نابالغ اپنامال نہ خودصدقہ کرسکتا ہے نہ اُس کا باپ۔ یہ بات نہایت یادرکھنے کی ہے اکثر لوگ نابالغ سے چیز لے کراستعمال کرلیتے ہیں سمجھتے ہیں کہ اُس نے دےدی حالانکہ یہ دینا نہ دینے کے حکم میں ہے بعض لوگ دوسرے کے بچہ سے پانی بھرواکر پیتے یا وضوکرتے ہیں یادوسری طرح استعمال کرتے ہیں یہ ناجائز ہے کہ اُس پانی کا وہ بچہ مالک ہوجاتا ہے اور ہبہ نہیں کرسکتا پھر دوسرے کو اُس کا استعمال کیوں کر جائز ہوگا۔ اگروالدین بچہ کو اس لیے چیز دیں کہ یہ لوگوں کو ہبہ کردے یا فقیروں کو صدقہ کردے تاکہ دینے اور صدقہ کرنے کی عادت ہو اور مال ودنیا کی محبت کم ہو تو یہ ہبہ وصدقہ جائز ہے کہ یہاں نابالغ کے مال کا ہبہ وصدقہ نہیں بلکہ باپ کا مال ہے اور بچہ دینے کے لیے وکیل ہے جس طرح عموماً دروازوں پر سائل جب سوال کرتے ہیں تو بچوں ہی سے بھیک دلواتے ہیں۔

مسئلہ ۴۸: بچہ نے ہدیہ پیش کیا اور یہ کہا کہ میرے والد نے یہ ہدیہ آپ کے پاس بھیجا ہے اُس کو لینا اور کھانا جائز ہے مگر جب یہ گمان ہو کہ اُس کے باپ نے نہیں بھیجا ہے یہ خود لایا ہے اور یہ غلط ہے کہ اُس کے باپ نے بھیجا ہے تو نہ لے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۹: بچہ پیدا ہونے سے پہلے ہی کپڑے اِس لیے بنائے کہ جب پیدا ہوگا تو اُن پر رکھا جائے گا مثلاً تکیہ، گدا، وہ پیدا ہوا اور اُسی پر رکھا گیا پھر مرگیا یہ کپڑے میراث نہیں قرار پائیں گے جب تک اُس نے یہ اقرار نہ کیا ہو کہ یہ کپڑے لڑکے کی ملک ہیں اور بدن کے کپڑے جو پہننے کے ہیں جب انھیں بچہ نے پہن لیا مالک ہوگیا اور میراث ہیں۔[5] (بحر)

---

1 ......خرچ۔

2 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الھبۃ،الباب السادس فی الھبۃ للصغیر، ج٤، ص٣٩١.

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الھبۃ، ج٨، ص٥٨٣.

و"البحرالرائق"، کتاب الھبۃ، ج٧، ص٤٨٣۔٤٩٢.

4 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الھبۃ،الباب الثالث فیما یتعلق بالتحلیل، ج٤، ص٣٨٣.

5 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبۃ، ج٧، ص٤٩٠.

مسئلہ ۵۰: نابالغہ لڑکی شوہر کے یہاں رخصت ہوکر چلی گئی اُس کو اگر کوئی چیز ہبہ کردی جائے اور شوہر قبضہ کرلے ہبہ تمام ہوجائے گا اُس کا باپ زندہ ہو یا مرگیا ہو دونوں صورتوں میں شوہر قبضہ کرسکتا ہے وہ نابالغہ قابلِ جماع[1] ہو یا نہ ہو دونوں کا ایک حکم ہے اور نابالغہ کے باپ نے یا خود اوس نے جبکہ سمجھ وال ہو قبضہ کیا یہ بھی ہوسکتا ہے یعنی شوہر ہی کا قبضہ کرنا ضروری نہیں اور اگر زوجہ بالغہ ہے تو اُس کے خود قبضہ کی ضرورت ہے شوہر کا قبضہ کافی نہیں اور اگر نابالغہ ہے اور ابھی رخصت بھی نہیں ہوئی ہے تو شوہر کا قبضہ اس صورت میں بھی کافی نہیں بلکہ اُسکے باپ وغیرہ جن کے قبضہ کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ قبضہ کرسکتے ہیں۔[2] (بحر)

مسئلہ ۵۱: ایک شخص نے دو کپڑے ایک شخص کو دیے اور یہ کہا کہ ایک تمھارا ہے اور ایک تمھارے لڑکے کا اور جدا ہونے سے قبل یہ نہیں متعین کیا کہ کون کس کا ہے یہ ہبہ جائز نہیں اور بیان کردیا ہے تو جائز ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۲: دو شخصوں نے ایک شخص کو مکان جو قابلِ قسمت[4] ہے ہبہ کردیا اور قبضہ دیدیا ہبہ صحیح ہے کہ یہاں شیوع نہیں ہے اور اگر ایک نے دو شخصوں کو ہبہ کیا اور یہ دونوں بالغ ہیں یا ایک بالغ ہے دوسرا نابالغ اور یہ نابالغ اُسی بالغ کی پرورش میں ہے اور فقیر بھی نہیں ہیں اور مکان قابلِ تقسیم ہے تو ہبہ صحیح نہیں کہ مشاع کا ہبہ ہے اور اگر ایک نے ایک ہی کو ہبہ کیا ہے مگر موہوب لہ نے دو شخصوں کو قبضہ کے لیے وکیل کیا ہے تو یہ ہبہ جائز ہے۔ اور اگر دو شخصوں نے ایک مکان دو شخصوں کو ہبہ کیا یوں کہ ایک نے اپنا حصہ ایک کو ہبہ کیا اور دوسرے نے اپنا حصہ دوسرے کو تو یہ ہبہ ناجائز ہے اور اگر باپ نے اپنے دو بیٹوں کو ہبہ کیا اور دونوں بالغ ہیں یا ایک بالغ دوسرا نابالغ تو ہبہ صحیح نہیں اور اگر دونوں نابالغ ہیں تو صحیح ہے۔[5] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۵۳: دس روپے دو فقیروں پر تصدق کیے یا ہبہ کیے یہ جائز ہے یعنی صدقہ میں شیوع مانعِ صحت نہیں[6] کہ صدقہ میں اللہ (عزوجل) کی رضا مقصود ہے وہ ایک ہے فقیر کا ایک ہونا یا متعدد ہونا اس کا لحاظ نہیں اور فقیر کو صدقہ کرنا یا ہبہ کرنا دونوں کا ایک مطلب ہے یعنی بہرصورت صدقہ ہے اور دو شخص غنی ہیں اُن کو دس روپے ہبہ کیے یا صدقہ کیے یہ دونوں ناجائز کہ یہاں

---

1 ...... ہمبستری کے قابل۔

2 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، ج۷، ص۴۹۲.

3 ......"ردالمحتار"، کتاب الھبة، ج۷، ص۵۸٤.

4 ......تقسیم کے قابل۔

5 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، ج۷، ص۴۹۲.

و"الدرالمختار"، کتاب الھبة، ج۸، ص۵۸٤.

6 ......صحیح ہونے میں رکاوٹ نہیں۔

دونوں لفظوں سے ہبہ ہی مراد ہے اور ہبہ میں شیوع مانع ہے[1] کیونکہ یہاں اغنیا کی رضامندی مقصود ہے اور وہ متعدد ہیں اور صحیح نہ ہونے کا اِس مقام پر مطلب یہ ہے کہ وہ دونوں مالک نہیں ہوں گے اگر دونوں کو تقسیم کر کے قبضہ دیدیا دونوں مالک ہوجائیں گے۔[2] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۵۴: دیوار اس کے مکان میں اور پروسی کے مکان میں مشترک ہے اس نے وہ دیوار پروسی کو ہبہ کردی یہ جائز ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵۵: مریض صرف ثلث مال[4] سے ہبہ کرسکتا ہے اور یہ ہبہ بھی اُس وقت صحیح ہے کہ اُس کی زندگی میں موہوب لہ[5] قبضہ کرلے۔ قبضہ سے پہلے مریض مرگیا تو ہبہ باطل ہوگیا۔[6] (عالمگیری)

ہبہ واپس لینے کا بیان

کسی کو چیز دے کر واپس لینا بہت بُری بات ہے حدیث میں ارشاد ہوا اسکی مثال ایسی ہے جس طرح کتا قے کر کے پھر چاٹ جاتا[7] لہٰذا مسلمان کو اس سے بچنا ہی چاہیے مگر چونکہ ہبہ ایسا تصرف ہے کہ واہب پر لازم نہیں اگر دے کر واپس ہی لینا چاہے تو قاضی واپس کردے گا اُسے نہ واپس لینے پر مجبور نہیں کرے گا اور یہ واپس لینے کا حکم بھی حدیث سے ثابت ہے مگر سب جگہ واپس نہیں کرسکتا بعض صورتیں ایسی ہیں کہ اُن میں واپس لے سکتا ہے اور بعض میں نہیں یہاں اِسی کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

مسئلہ ۱: ہبہ میں اگر موہوب لہ کا قبضہ ہی نہیں ہوا ہے تو ابھی ہبہ کی تمامیت ہی نہیں ہوئی ہے اگر واہب نے رجوع کرلیا تو ہبہ بھی ختم ہوگیا اس کو رجوع نہیں کہتے رجوع یہ ہے کہ تمام ہوچکا ہے موہوب لہ نے قبضہ کرلیا ہے اس کے بعد واپس لے۔[8] (درمختار)

---

1. ......یعنی اشتراک ہبہ کے صحیح ہونے میں رکاوٹ ہے۔
2. ......"البحرالرائق"، کتاب الھبۃ، ج۷، ص۴۹۳، ۴۹۴.
و"الدرالمختار"، کتاب الھبۃ، ج۸، ص۵۸۵.
3. ......"الدرالمختار"، کتاب الھبۃ، ج۸، ص۵۸۶.
4. ......تہائی مال۔
5. ......جس کے لئے ہبہ کیا گیا۔
6. ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الھبۃ، الباب العاشر فی ھبۃ المریض، ج۴، ص۴۰۰.
7. ......"سنن أبی داوٗد"، کتاب الإجارۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، الحدیث:۳۵۳۹، ج۳، ص۴۰۶.
8. ......"الدرالمختار"، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۸، ص۵۸۶.

مسئلہ ۲: جب موہوب لہ کو قبضہ دیدیا تو اب رجوع کرنے کے لیے قاضی کا حکم دینا یا موہوب لہ کا راضی ہونا ضروری ہے اور قبضہ نہ کیا ہو تو اس کی ضرورت نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: واہب نے کہہ دیا ہے کہ میں اس ہبہ کو واپس نہیں لوں گا جب بھی واپس لے سکتا ہے اُس کا یہ کہہ دینا مانعِ رجوع[2] نہیں۔[3] (بحر) اور اگر حقِ رجوع سے[4] مصالحت کرلی ہے تو رجوع نہیں کرسکتا کہ صلح میں جو چیز دی ہے ہبہ کا عوض ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: ایک شخص نے دوسرے سے کہا فلاں کو ایک ہزار روپیہ میری طرف سے ہبہ کردو اُس نے کردیے اور موہوب لہ نے قبضہ بھی کرلیا ہبہ تمام ہوگیا دوسرا شخص واپس نہیں لے سکتا نہ پہلے سے لے سکتا ہے نہ موہوب لہ سے اور وہ پہلا چاہے تو موہوب لہ سے واپس لے سکتا ہے کہ واہب یہی ہے وہ دینے والا متبرع[6] ہے اور اگر پہلے نے یہ کہا ہے کہ فلاں کو ایک ہزار ہبہ کردو میں اس کا ضامن ہوں اور اُس نے دیدیے تو پہلا شخص ضامن ہے دوسرا اس سے لے سکتا ہے موہوب لہ سے نہیں لے سکتا اور پہلا شخص موہوب لہ سے واپس لے سکتا ہے۔[7] (بحر)

مسئلہ ۵: صدقہ دیکر واپس لینا جائز نہیں لہٰذا جس کو صدقہ دیا تھا اُس نے عاریت یا ودیعت سمجھ کر کچھ دنوں کے بعد واپس دیا اس کو لینا جائز نہیں اور لے لیا ہو تو واپس کردے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: دَین[9] کے ہبہ میں رجوع نہیں کرسکتا مثلاً دائن[10] نے مدیون[11] کو دَین ہبہ کردیا اور مدیون نے قبول کرلیا دائن واپس نہیں لے سکتا کہ یہ اسقاط ہے مگر قبول کرنے سے پہلے واپس لے سکتا ہے۔[12] (بحر)

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الھبة،الباب الخامس فی الرجوع...إلخ،ج٤،ص٣٨٥.

2 ......واپس لینے میں رکاوٹ۔

3 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة،باب الرجوع فی الھبة،ج٧،ص٤٩٥.

4 ......واپسی کے حق سے۔

5 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الھبة،الباب الخامس فی الرجوع...إلخ،ج٤،ص٣٩١.

6 ......احسان کرنے والا۔

7 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة،باب الرجوع فی الھبة،ج٧،ص٤٩٥.

8 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الھبة،الباب الثانی عشر فی الصدقة،ج٤،ص٤٠٦.

9 ......قرض۔ 10 ......قرض خواہ۔ 11 ......مقروض۔

12 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة،باب الرجوع فی الھبة،ج٧،ص٤٩٥.

مسئلہ ۷: رجوع کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ رجوع کے الفاظ بولے مثلاً رجوع کیا، واپس لیا، ہبہ کو توڑ دیا، باطل کر دیا اور اگر الفاظ نہیں بولے بلکہ اُس چیز کو بیع کر دیا یا اپنی چیز میں خلط کر دیا[1] یا کپڑا تھا رنگ دیا یا غلام تھا آزاد کر دیا یہ رجوع نہیں بلکہ یہ تصرفات[2] بیکار ہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: واہب کو موہوب لہ سے ہبہ کو خریدنا نہ چاہیے کہ یہ بھی رجوع کے معنے میں ہے کیونکہ موہوب لہ یہ خیال کرے گا کہ یہ چیز اسی کی دی ہوئی ہے پورے دام[4] لینے سے اُسے شرم آئے گی مگر باپ نے بیٹے کو کوئی چیز دی ہے پھر خریدنا چاہتا ہے تو خرید سکتا ہے کہ شفقت پدری کم دام دینے سے مانع ہوگی۔[5] (بحر)

مسئلہ ۹: ہبہ میں رجوع کرنے سے سات چیزیں مانع ہیں اُن سات کو اِن الفاظ میں جمع کیا گیا ہے۔ ''دمع خزقہ'' دال سے مُراد زیادت متصلہ ہے۔ میم سے مراد موت یعنی واہب وموہوب لہ دونوں میں سے کسی کا مرجانا۔ عین سے مراد عوض۔ خا سے مراد خروج یعنی ہبہ کا ملک موہوب لہ سے خارج ہو جانا۔ زا سے مراد زوجیت۔ قاف سے مراد قرابت۔ ہا سے ہلاک۔ ان سب کے احکام کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

(۱) زیادت متصلہ:

مسئلہ ۱۰: جس چیز کو ہبہ کیا اُس میں کچھ زیادت ہوئی اگر یہ موہوب کے ساتھ متصل ہے واہب رجوع نہیں کرسکتا مثلاً ایک نابالغ غلام کسی کو ہبہ کیا اب وہ جوان ہو گیا رجوع نہیں کرسکتا زیادت متصلہ متولدہ ہو یا غیر متولدہ موہوب لہ کے فعل سے ہوئی ہو یا اس کے فعل سے نہ ہو سب کا ایک حکم ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: زمین ہبہ کی موہوب لہ نے اس میں مکان بنایا یا درخت لگائے یہ زیادت متصلہ ہے یا پانی نکالنے کا چرخ نصب کیا[7] اس طرح کہ توابعِ زمین میں[8] شمار ہو اور بیع میں بغیر ذکر کیے تبعاً داخل ہو جائے یہ بھی زیادت متصلہ ہے۔ یوہیں

---

1 ......ملا دیا۔ 2 ......یہ کام کاج۔

3 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الھبۃ، الباب الخامس فی الرجوع... إلخ، ج٤، ص٣٨٦.

4 ......پوری قیمت۔

5 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج٧، ص٤٩٥.

6 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الھبۃ، الباب الخامس فی الرجوع... إلخ، ج٤، ص٦٠٤.

7 ......کنویں سے پانی کھینچنے کا چرخ لگایا یا موٹر وغیرہ لگائی۔

8 ......زمین سے متعلقہ چیزوں میں۔

اگر مکان ہبہ کیا تھا موہوب لہ نے اُس میں کچھ نئی تعمیر کی یہ زیادت متصلہ ہے۔ اب واپس نہیں لے سکتا۔[1] (بحر، درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: حمام ہبہ کیا تھا موہوب لہ نے اُسے رہنے کا مکان بنایا یا مکان ہبہ کیا تھا اُسے حمام بنایا اگر عمارت میں تغییر نہیں کی ہے رجوع کرسکتا ہے اور اگر تغییر کی ہے مثلاً دروازہ لگایا یا گچ کرائی[2] یا کہگل کرائی[3] تو رجوع نہیں کرسکتا اور اگر عمارت منہدم کردی[4] صرف زمین باقی ہے تو رجوع کرسکتا ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: موہوب میں کچھ نقصان پیدا ہوگیا یہ رجوع کو منع نہیں کرتا خواہ وہ نقصان موہوب لہ کے فعل سے ہو یا اس کے فعل سے نہ ہو مثلاً کپڑا ہبہ کیا تھا اُس کو قطع کرالیا۔[6] (بحر)

مسئلہ ۱۴: زیادت منفصلہ رجوع سے مانع نہیں مثلاً بکری ہبہ کی تھی اُس کے بچہ پیدا ہوا یہ زیادت منفصلہ ہے واہب اپنی ہبہ کی ہوئی چیز واپس لے سکتا ہے اور وہ زیادت موہوب لہ کی ہوگی اُس کو واپس نہیں لے سکتا مگر جانور کو اُس وقت واپس لے سکتا ہے جب بچہ اس قابل ہوجائے کہ اُسے اپنی ماں کی حاجت نہ رہے۔[7] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۵: زیادت سے یہ مراد ہے کہ موہوب میں کوئی ایسی بات پیدا ہوجائے جس سے قیمت میں اضافہ ہوجائے لہٰذا اُس چیز کا پہلے سے زیادہ فربہ ہوجانا یا خوبصورت ہوجانا بھی زیادت ہے۔ کپڑا تھا سی دیا یا رنگ دیا یہ بھی زیادت ہے۔ چیز کو ایک جگہ سے منتقل کرکے دوسری جگہ لے گیا جبکہ اِس انتقال مکانی[8] سے قیمت میں اضافہ ہوجائے یہ بھی زیادت میں داخل ہے غلام کافر تھا مسلمان ہوگیا یا اُس نے کوئی جنایت کی تھی[9] ولی جنایت نے معاف کردی۔ بہرا تھا سننے لگا۔ اندھا تھا دیکھنے لگا یہ سب زیادت متصلہ میں داخل ہیں۔ اور اگر قیمت کی زیادتی نرخ تیز ہوجانے کے سبب سے ہے تو زیادت میں اس کا شمار نہیں۔

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الهبة، باب الرجوع فی الهبة، ج۷، ص۴۹۵.
و"الدرالمختار"، کتاب الهبة، باب الرجوع فی الهبة، ج۸، ص۵۸۸.
و"الفتاوی الهندية"، کتاب الهبة، الباب الخامس فی الرجوع فی الهبة...إلخ، ج۴، ص۳۸۶.

2 ......سفیدی اور دریا کی ریت سے تیار کئے ہوئے چونے کا پلستر کروایا۔

3 ......بھوسا ملی ہوئی مٹی کا پلستر کروایا۔

4 ......گرادی۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الهبة، الباب الخامس فی الرجوع فی الهبة...إلخ، ج۴، ص۳۸۷.

6 ......"البحرالرائق"، کتاب الهبة، باب الرجوع فی الهبة، ج۷، ص۴۹۶.

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الهبة، باب الرجوع فی الهبة، ج۸، ص۵۸۹.
و"البحرالرائق"، کتاب الهبة، باب الرجوع فی الهبة، ج۷، ص۴۹۶.

8 ......نقل مکانی۔

9 ......ایسا جرم کیا تھا جس سے عقوبت دنیوی (دنیوی سزا) لازم آتی ہے۔

تعلیم وکتابت اور کوئی صنعت سکھا دینا بھی زیادت میں داخل ہے۔ کپڑا ہبہ کیا تھا اُسے موہوب لہ نے دھلوایا۔ جانور یا غلام جب ہبہ کیا تھا بیمار تھا موہوب لہ نے اُس کا علاج کرایا اب اچھا ہوگیا یہ بھی زیادت میں داخل ہے اور اگر موہوب لہ کے یہاں بیمار ہوا اور اُس نے علاج کرایا اور اچھا ہوگیا یہ رجوع سے مانع نہیں ہے۔[1] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۱۶: زمین میں مکان بنوایا یا درخت لگائے اگر یہ زیادتی اُس پوری زمین میں شمار ہو تو پوری کا رجوع ممتنع ہو جائے گا اور اگر فقط اُس قطعہ میں زیادت شمار ہو باقی میں نہیں تو اس قطعہ کی واپسی ممتنع ہو جائے گی باقی کی نہیں یعنی اگر بہت زیادہ زمین ہے کہ ایک دو مکان کے بننے سے پوری زمین میں اضافہ نہیں متصور ہوتا تو فقط اس حصہ کی واپسی ممتنع ہو جائے گی جس میں مکان بنا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: زمین میں بے موقع روٹی پکانے کا تنور گڑوایا یہ زیادت میں داخل نہیں ہے بلکہ نقصان ہے۔ درخت کاٹ ڈالا یا اُسے چیر پھاڑ کر جلانے کا ایندھن بنالینا مانع رجوع نہیں اور اُس کو کاٹ کر چوکھٹ، بازو[3]، کیواڑ[4]، کڑیاں[5]، وغیرہ کوئی چیز بنائی تو رجوع نہیں کرسکتا۔ جانور کو قُربانی کرڈالا یا اور طرح ذبح کرنا بھی واپس کرنے کو منع نہیں کرتا۔[6] (بحر)

مسئلہ ۱۸: کپڑا ہبہ کیا تھا موہوب لہ نے اُسے دو ٹکڑے کرڈالا ایک ٹکڑے کی اچکن[7] سلوائی واہب دوسرے ٹکڑے کو واپس لے سکتا ہے۔ چھلا ہبہ کیا موہوب لہ نے اُس پر رنگ لگایا اگر رنگ جدا کرنے میں نقصان ہوگا تو واپس نہیں لے سکتا ورنہ لے سکتا ہے۔[8] (بحر)

مسئلہ ۱۹: کاغذ ہبہ کیا اُس پر لکھ کر کتاب بنائی واپس نہیں لے سکتا۔ سادی بیاض[9] ہبہ کی تھی موہوب لہ نے اُس

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۷، ص۴۹۶.
و"الدرالمختار"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۸، ص۵۸۸.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۸، ص۵۸۸.

3 ......دروازے وغیرہ کی کھڑی لکڑیوں میں سے ہر ایک کو بازو کہتے ہیں۔

4 ......دروازے یا کھڑکی وغیرہ کا پٹ۔

5 ......کڑی کی جمع، شہتیر۔

6 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۷، ص۴۹۶۔۴۹۷.

7 ......ایک قسم کا مردانہ لباس۔

8 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۷، ص۴۹۷.

9 ......یعنی سادہ اوراق کی مجلد یا غیر مجلد کتاب۔

میں کتاب لکھی جس سے اُس کی قیمت بڑھ گئی واپس نہیں لے سکتا اور اگر حساب وغیرہ ایسی چیزیں لکھی جس کی وجہ سے اس کا ردی میں شمار ہے تو واپس لے سکتا ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۲۰: قرآن مجید ہبہ کیا تھا اُس میں اعراب (زیر زبر) لگائے واپس نہیں لے سکتا۔ لوہا ہبہ کیا تھا اُس کی تلوار یا چھری وغیرہ کوئی چیز بنالی رجوع نہیں کرسکتا سوت ہبہ کیا اُس کا کپڑا بُنوالیا رجوع نہیں کرسکتا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: واہب[3] اور موہوب لہ[4] میں اختلاف ہوا کہ موہوب لہ کے پاس زیادت ہوئی ہے یا نہیں اگر وہ زیادت متولدہ ہے مثلاً چھوٹی چیز ہبہ کی تھی اب وہ بڑی ہوگئی واہب کہتا ہے کہ اتنی ہی بڑی میں نے ہبہ کی تھی اور موہوب لہ کہتا ہے چھوٹی تھی اب بڑی ہوگئی اس میں واہب کا قول معتبر ہے اور اگر وہ زیادت غیر متولدہ ہے جیسے کپڑے کا سِل جانا اُس کو رنگ دینا اس میں موہوب لہ کا قول معتبر ہے۔[5] (بحر)

مسئلہ ۲۲: موہوب لہ کہتا ہے کہ مکان میں جدید تعمیر ہوئی ہے واہب اِس سے منکر ہے اگر اتنی تعمیر اتنے دنوں میں عموماً نہ ہوتی ہو تو واہب کا قول معتبر اگرچہ یہ زیادت غیر متولدہ ہے۔ واہب کہتا ہے میں نے یہ رنگا ہوا کپڑا ہبہ کیا ہے یا ستو میں گھی ملا کر ہبہ کیا ہے موہوب لہ کہتا ہے یہ کپڑا رنگا ہوا نہ تھا میں نے رنگا ہے میں نے گھی ستو میں ملایا ہے چونکہ موہوب لہ منکر ہے اسی کا قول معتبر ہے۔[6] (بحر)

(۲) موت احد المتعاقدین:

مسئلہ ۲۳: ہبہ کرکے قبضہ دیدیا اس کے بعد واہب یا موہوب لہ دونوں میں سے کوئی بھی مرجائے ہبہ واپس نہیں ہوسکتا موہوب لہ مرگیا تو اُس کی مِلک ورثہ کی طرف منتقل ہوگئی واہب مرگیا تو اس کا وارث اس چیز سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اجنبی ہے لہٰذا واپس نہیں لے سکتا۔[7] (بحر، درمختار)

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۷، ص۴۹۷.

2 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الھبة، الباب الخامس فی الرجوع... إلخ، ج٤، ص۳۸۹.

3 ......ہبہ کرنے والا۔ 4 ......جس کو ہبہ کیا گیا۔

5 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۷، ص٤۹٦.

6 ......المرجع السابق.

7 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۷، ص۴۹۷.

و"الدرالمختار"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۸، ص۵۹۰.

مسئلہ ۲۴: اگر قبضہ سے پہلے متعاقدین میں سے کسی کا انتقال ہوگیا تو یہ رجوع کو نہیں منع کرتا بلکہ وہ ہبہ ہی باطل ہوگیا وارث کہتا ہے میرے مورِث نے[1] یہ چیز تمھیں ہبہ کی تھی تم نے قبضہ نہیں کیا یہاں تک کہ اُس کا انتقال ہوگیا موہوب لہ کہتا ہے میں نے اُس کے مرنے سے پہلے ہی چیز پر قبضہ کرلیا تھا اگر وہ چیز وارث کے قبضہ میں ہو تو اُسی کا قول معتبر ہے۔[2] (درمختار، بحر)

(۳) واہب کا عوض لے لینا مانع رجوع ہے:

مسئلہ ۲۵: موہوب لہ نے عوض دیا تو واہب کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ ہبہ کا عوض ہے موہوب لہ نے کہا اپنے ہبہ کا عوض لو یا اُس کا بدلہ لو یا اُس کے مقابلہ میں یہ چیز لو واہب نے لے لیا رجوع کرنے کا حق ساقط ہوگیا اور اگر عوض ہونا لفظوں سے ظاہر نہیں کیا تو ہر ایک اپنے اپنے ہبہ کو واپس لے سکتا ہے یعنی واہب ہبہ کو اور موہوب لہ عوض کو۔[3] (ہدایہ، بحر)

مسئلہ ۲۶: ہبہ کا عوض بھی ہبہ ہے اس میں وہ تمام باتیں لحاظ رکھی جائیں گی جو ہبہ کے لیے ضروری ہیں جن کا ذکر ہو چکا مثلاً اس کا جدا کردینا، مشاع نہ ہونا، اس پر قبضہ دلا دینا۔[4] (درمختار، بحر) صرف اتنا فرق ہے کہ ہبہ میں حق رجوع ہوتا ہے جب تک موانع نہ پائے جائیں اور اس میں یہ حق نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: ہبہ کا عوض اوتنا ہی ہونا ضروری نہیں اُس سے کم اور زیادہ بھی ہوسکتا ہے اُس جنس کا بھی ہوسکتا ہے اور دوسری جنس کا بھی ہوسکتا ہے۔ مثلاً اکثر ایسا ہوتا ہے کہ تھوڑے سے پھل وغیرہ کی ڈالی لگاتے ہیں اور جتنے کی چیزیں ہوتی ہیں اُس سے بہت زیادہ پاتے ہیں۔[6] (بحر)

مسئلہ ۲۸: بچہ کو کوئی چیز ہبہ کی گئی اس کے باپ کو یہ اختیار نہیں کہ اس کے مال سے اُس ہبہ کا معاوضہ دے اگر عوض

---

1 ......یعنی مرنے والے نے۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۸، ص ۵۹۱.
و"البحرالرائق"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۷، ص۴۹۷.

3 ......"الھدایة"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۲، ص۲۲٦.
و"البحرالرائق"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۷، ص۴۹۷.

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۸، ص ۵۹۱.
و"البحرالرائق"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۷، ص۴۹۷.

5 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الھبة، الباب السابع فی حکم العوض فی الھبة، ج٤، ص۳۹٤.

6 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۷، ص۴۹۷.

دیدیا جب بھی واہب ہبہ کو واپس لے سکتا ہے کہ وہ عوض دینا صحیح ہی نہیں ہوا۔[1] (بحر)

مسئلہ ۲۹: نصرانی یا کسی کافر نے مسلمان کو کوئی چیز ہبہ کی مسلمان اس کے عوض میں اُسے سوئر یا شراب دے یہ عوض دینا صحیح نہیں کیونکہ مسلمان اپنی طرف سے کسی کو بھی اِن چیزوں کا مالک نہیں کرسکتا اور جب یہ دینا صحیح نہ ہوا تو واہب اب بھی رجوع کرسکتا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: عوض دینے کا یہ مطلب ہے کہ موہوب کے سوا دوسری چیز واہب کو دے اگر موہوب کا ایک حصہ باقی کے عوض میں دیدیا یہ صحیح نہیں واہب رجوع کرسکتا ہے۔ دو چیزیں ہبہ کی ہیں اگر دو عقد کے ذریعہ سے ہبہ ہوئی ہیں تو ایک کو دوسرے کے عوض میں دے سکتا ہے اور اگر ایک ہی عقد میں دونوں چیزیں واہب نے دی تھیں تو ایک کو دوسری کا عوض نہیں کہہ سکتے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: گیہوں[4] ہبہ کیے تھے موہوب لہ نے انھیں میں سے تھوڑا آٹا پسوا کر باقی کے عوض میں واہب کو دے دیا یہ عوض دینا صحیح ہے یعنی اب واہب بقیہ گیہوں کو واپس نہیں لے سکتا کہ عوض لے چکا ہے۔ یوہیں کپڑا ہبہ کیا تھا اُس میں کا ایک حصہ رنگ کر یا سی کر باقی کے عوض میں دیا یا ستو ہبہ کیا تھا تھوڑا سا اُسی میں سے گھی میں ملا کر واہب کو دیدیا یہ تعویض[5] صحیح ہے۔ ایک شخص نے دو کنیزیں ہبہ کی تھیں موہوب لہ کے پاس ان میں سے ایک کے بچہ پیدا ہوا یہ بچہ عوض میں دیدیا یہ صحیح ہے اور واپس لینا ممتنع ہوگیا۔ جانور کے ہبہ کا بھی یہی حکم ہے۔[6] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۳۲: اجنبی شخص نے موہوب لہ کی طرف سے بطور تبرع واحسان واہب کو عوض دیا یہ بھی صحیح ہے اگر واہب نے قبول کرلیا رجوع ممتنع ہوگیا اجنبی کا عوض دینا موہوب لہ کے حکم سے ہو یا بغیر حکم دونوں کا ایک حکم ہے۔[7] (ہدایہ، بحر)

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة،باب الرجوع فی الھبة،ج۷،ص۴۹۷.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الھبة،باب الرجوع فی الھبة،ج۸،ص۵۹۳.

3 ......المرجع السابق.

4 ......گندم۔ 5 ......عوض دینا۔

6 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة،باب الرجوع فی الھبة،ج۷،ص۴۹۸.

و"الدرالمختار"، کتاب الھبة،باب الرجوع فی الھبة،ج۸،ص۵۹۳.

7 ......"الھدایة"، کتاب الھبة،باب الرجوع فی الھبة،ج۲،ص۲۲۶.

و"البحرالرائق"، کتاب الھبة،باب الرجوع فی الھبة،ج۷،ص۴۹۸.

مسئلہ ۳۳: موہوب لہ کی طرف سے دوسرے نے عوض دیدیا یہ موہوب لہ سے رجوع نہیں کرسکتا اگرچہ یہ موہوب لہ کا شریک ہی ہو اگرچہ اس نے اُس کے حکم سے عوض دیا ہو کیونکہ موہوب لہ کے ذمہ عوض دینا واجب نہ تھا لہٰذا اُس کا حکم کرنا ایسا ہی ہے جس طرح تبرع کرنے کا حکم ہوتا کہ اس میں رجوع نہیں کرسکتا ہاں اگر اس نے یہ کہہ دیا ہے کہ تم عوض دے دو میں اس کا ضامن ہوں تو اس صورت میں وہ اجنبی موہوب لہ سے لے سکتا ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۳۴: ہبہ کا عوض دے دیا اب دیکھتا ہے کہ موہوب[2] میں عیب ہے تو اسے یہ اختیار نہیں کہ موہوب کو واپس دے کر عوض واپس لے۔ یوہیں واہب[3] نے عوض پر قبضہ کرلیا تو اُسے بھی یہ اختیار نہیں کہ عوض واپس دے کر موہوب کو واپس لے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: مریض نے ہبہ کیا موہوب لہ نے ہبہ کا عوض دیا اور مریض نے اُس پر قبضہ کرلیا پھر مرگیا اور اُس مریض کے پاس اس کے سوا کوئی مال نہ تھا جسے ہبہ کردیا تو اگر وہ عوض اُس مال کی دو تہائی قیمت کی قدر ہو یا زیادہ ہو تو ہبہ نافذ ہے اور اگر نصف قیمت کی قدر ہو تو ایک سدس[5] اُس کے ورثہ موہوب لہ سے واپس لے سکتے ہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: عوض دینے کے بعد ہبہ میں کسی نے اپنا حق ثابت کیا اور نصف موہوب کو لے لیا تو موہوب لہ واہب سے نصف عوض واپس لے سکتا ہے اور اگر اس کا عکس ہو یعنی نصف عوض میں مستحق نے حق ثابت کر کے لے لیا تو واہب کو یہ حق نہیں کہ نصف ہبہ کو واپس لے لے ہاں اگر اس باقی کو یعنی جو کچھ عوض اس کے پاس رہ گیا ہے اس کو واپس کر کے ہبہ کا کل یا جز لینا چاہتا ہے تو لے سکتا ہے۔

فائدہ: اس مقام پر عوض سے مُراد وہ ہے کہ ہبہ میں مشروط نہ ہو اگر ہبہ میں عوض مشروط ہو تو وہ مبادلہ کے حکم میں ہے اُس کے اجزا پر اس کی تقسیم ہوگی یعنی نصف عوض کے استحقاق پر نصف ہبہ کو واپس لے سکتا ہے۔[7] (بحر، درمختار، ہدایہ)

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۷، ص۴۹۸.

2 ......ہبہ کی گئی چیز۔ 3 ......ہبہ کرنے والا۔

4 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الھبة، الباب السابع فی حکم العوض...إلخ، ج٤، ص٣٩٤ .

5 ......چھٹا حصہ۔

6 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الھبة، الباب السابع فی حکم العوض...إلخ، ج٤، ص٣٩٥ .

7 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۷، ص۴۹۸.

و"الدرالمختار"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۸، ص۵۹٤.

و"الھدایة"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۲، ص۲۲٦.

مسئلہ ۳۷: موہوب لہ نے نصف ہبہ کا عوض دیا ہے یعنی کہہ دیا کہ یہ نصف کے عوض میں ہے تو جس کا عوض نہیں دیا ہے واہب اُسے واپس لے سکتا ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۸: پورے عوض کو کسی نے اپنا ثابت کیا اگر موہوب شے موجود ہے تو پوری واپس لے سکتا ہے اور ہلاک ہوگئی ہے تو کچھ نہیں اور اگر عوض دینے کے بعد کسی نے پورے ہبہ کو اپنا ثابت کرکے لے لیا تو موہوب لہ عوض کو واپس لے سکتا ہے اگر موجود ہو اور ہلاک ہوگیا ہے تو دو صورتیں ہیں مثلی ہے[2] تو اُس کی مثل لے اور قیمی ہے[3] تو قیمت۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۹: ہبہ کا عوض دیا تھا مگر اُس کا کوئی حقدار نکل آیا جس نے اس کو لے لیا اور ادھر موہوب چیز میں زیادت ہوگئی تو واہب واپس نہیں لے سکتا ہے۔[5] (درمختار)

(۴) ہبہ کا ملک موہوب لہ سے خارج ہو جانا مانع رجوع ہے:

اُس کی ملک سے نکل جانے کی بہت صورتیں ہیں بیع کردے، صدقہ کردے، ہبہ کردے، جو کچھ کردے واہب واپس نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۴۰: موہوب لہ نے موہوب شے کو ہبہ کردیا تھا اور واہب کا رجوع ممتنع ہوگیا تھا مگر موہوب لہ نے جس کو دیا تھا اُس سے واپس لیا تو واہب اول اس سے لے سکتا ہے کہ مانع زائل ہوگیا۔ موہوب لہ ثانی سے[6] واپسی جو ہوئی وہ قاضی کے حکم سے ہوئی ہو یا خود اُس کی رضامندی سے کہ اس کے رجوع کرنے کے معنی ہبہ کو فسخ کرنا ہے لہٰذا مانع زائل ہوگیا۔ اور اگر اُس چیز کا اس کی ملک میں آنا نئے سبب سے ہو مثلاً اس نے موہوب لہ ثانی سے خرید لی یا اُس نے اس پر صدقہ کردیا اِس صورت میں واہب اوّل اس سے واپس نہیں لے سکتا۔[7] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۴۱: موہوب شے موہوب لہ کی ملک سے خارج ہونے کے بعد اگر پھر اُس کی ملک میں آجائے تو یہ دیکھا

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۸، ص۵۹٤.

2 ......جس کی مثل بازار میں ملتی ہو۔ 3 ......جس کی مثل بازار میں نہ ملتی ہو۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۸، ص۵۹٤ .

5 ......المرجع السابق.

6 ......دوسرے موہوب لہ سے۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۸، ص۵۹۵ .

و"البحرالرائق"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۷، ص٤۹۹ .

جائے گا کہ یہ ملک میں آجانا کس سبب سے ہے اگر فسخ کی وجہ سے ہے تو واہب کو واپس لینے کا حق لوٹ آئے گا مثلاً بیع کردی تھی پھر وہ بیع قاضی نے فسخ کردی اور اگر ملک میں واپس آنا سبب جدید سے ہے تو واہب کو واپسی کا حق واپس نہیں آئے گا۔[1] (بحر)

مسئلہ ۴۲: مِلک سے نکلنے کے یہ معنے ہیں کہ پوری طرح اس کی مِلک سے خارج ہوجائے لہٰذا اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ کچھ لگاؤ باقی ہو مثلاً موہوب لہ نے ہبہ کا جانور قربانی کردیا یا بکری کے گوشت کو صدقہ کرنے کی منت مانی اور ذبح ہوچکی ہے گوشت طیار ہے واہب واپس لے سکتا ہے۔ تمتع[2] یا قران[3] یا نذر[4] کا جانور ہبہ کیا ہوا ہے واہب واپس لے سکتا ہے اگرچہ ذبح کردیا ہو اور گوشت ہوگیا ہو۔[5] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۴۳: موہوب لہ نے آدھی چیز بیع کردی ہے آدھی اُس کے پاس باقی ہے جو باقی ہے اس میں رجوع کرسکتا ہے۔[6] (بحر)

(۵) زوجیت مانع رجوع ہے:

مسئلہ ۴۴: زوجیت سے مراد وہ ہے جو وقت ہبہ موجود ہو اور بعد میں پائی گئی تو مانع نہیں مثلاً ایک عورت اجنبیہ کو ہبہ کیا تھا ہبہ کے بعد اس سے نکاح کیا واپس لے سکتا ہے اور اگر اپنی عورت کو ہبہ کیا تھا اس کے بعد فرقت ہوگئی تو واپس نہیں لے سکتا غرض یہ کہ واپس لینے اور نہ لینے دونوں میں وقت ہبہ ہی کا لحاظ ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۴۵: مرد نے عورت کے یہاں چیزیں بھیجی تھیں اور عورت نے مرد کے یہاں جس طرح یہاں بھی رواج ہے کہ طرفین سے چیزیں آتی جاتی رہتی ہیں پھر زِفاف کے بعد[8] دونوں میں فرقت ہوگئی[9] شوہر نے دعویٰ کیا کہ جو کچھ میں نے سامان بھیجا تھا بطور عاریت تھا لہٰذا واپس ملنا چاہیے اور عورت بھی کہتی ہے میری چیزیں مجھے واپس مل جائیں ہر ایک دوسرے سے واپس لے لے کیونکہ عورت کا یہ گمان ہے کہ جو کچھ اس نے دیا تھا ہبہ کے عوض میں دیا تھا اور ہبہ ثابت نہیں

---

1 ...."البحرالرائق"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۷، ص۴۹۹.

2 ....حج تمتع۔ 3 ....حج قران۔ 4 ....منت۔

5 ...."البحرالرائق"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۷، ص۴۹۹.

و"الدرالمختار"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۸، ص۵۹۵.

6 ...."البحرالرائق"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۷، ص۴۹۹.

7 ...."الدرالمختار"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۸، ص۵۹۶.

8 ....رخصتی کے بعد۔ 9 ....جدائی ہوگئی۔

لہٰذا عوض بھی واپس۔[1] (بحر)

(٦) قرابت مانع رجوع ہے:

قرابت سے مراد اس مقام پر ذی رحم مَحرم ہے یعنی یہ دونوں باتیں ہوں اور حرمت بھی نسب کی وجہ سے ہو تو واپس نہیں لے سکتا اگر چہ وہ ذی رحم مَحرم ذمی یا مستامن ہو کہ اس سے بھی واپس نہیں لے سکتا۔ مثلاً باپ، دادا، ماں، دادی اصول[2] اور بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی فروع[3] اور بھائی، بہن اور چچا، پھوپی کہ یہ سب ذی رحم محرم ہیں۔ اگر موہوب لہ محرم ہے یعنی نکاح حرام ہے مگر ذی رحم نہ ہو جیسے رضاعی بھائی[4] یا مصاہَرت[5] کی وجہ سے حرمت ہو جیسے ساس اور بی بی کی دوسرے خاوند سے اولادیں اور داماد اور بیٹے کی بی بی یا موہوب لہ ذی رحم ہے مگر محرم نہیں جیسے چچازاد بھائی اگر چہ یہ رضاعی بھائی ہو کہ یہاں نسب کی وجہ سے حرمت نہیں ان سب کو چیز ہبہ کر کے واپس لے سکتا ہے۔[6] (بحر، عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: ایک شے غیر منقسم[7] اپنے بھائی اور اجنبی دونوں کو ہبہ کی اور دونوں نے قبضہ کر لیا اجنبی کا حصہ واپس لے سکتا ہے کہ اس میں رجوع سے مانع نہیں ہے اور بھائی کا حصہ واپس نہیں لے سکتا کہ یہاں مانع پایا جاتا ہے۔[8] (درر)

(٧) عین موہوب کا ہلاک ہوجانا مانع رجوع ہے: کہ جب وہ چیز ہی نہیں ہے رجوع کیا کرے گا۔

مسئلہ ۴۷: موہوب لہ کہتا ہے کہ چیز ہلاک ہوگئی اور واہب کہتا ہے کہ نہیں ہلاک ہوئی موہوب لہ کی بات بغیر حلف مان لی جائے گی کہ وہی منکر ہے کیونکہ وجوب رد کا وہ منکر ہے اور اگر واہب کہتا ہے کہ جو چیز میں نے ہبہ کی تھی وہ یہ ہے اور موہوب لہ منکر ہے تو موہوب لہ کی بات حلف کے ساتھ معتبر ہوگی اور اگر موہوب لہ کہتا ہے میں واہب کا بھائی ہوں اور واہب منکر ہے تو واہب کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔[9] (بحر)

---

1 ...... "البحرالرائق"، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۴۹۹، ۵۰۰.

2 ...... باپ، دادا، پڑدادا، پڑدادی وغیرہ اس طرح کے رشتے اصول کہلاتے ہیں۔

3 ...... بیٹا، پوتی، پڑپوتا وغیرہ اس طرح کے رشتے فروع کہلاتے ہیں۔

4 ...... دودھ شریک بھائی۔ 5 ...... سسرالی رشتہ۔

6 ...... "البحرالرائق"، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۵۰۰.

و"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الھبۃ، الباب الخامس فی الرجوع...إلخ، ج٤، ص۳۸٦، ۳۸۷.

7 ...... تقسیم کیے بغیر۔

8 ...... "دررالحکام" شرح "غررالأحکام"، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فیھا، الجزء الثانی، ص۲۲۳.

9 ...... "البحرالرائق"، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج۷، ص۵۰۰.

مسئلہ ۴۸: موہوب چیز میں تغیر پیدا ہو گیا یعنی اب دوسری چیز ہوگئی یہ بھی مانع رجوع ہے مثلاً گیہوں کا آٹا پسوالیا یا آٹا تھا اس کی روٹی پکالی دودھ تھا اُسکو پنیر بنالیا یا گھی کرلیا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۹: کڑیاں[2] ہبہ کی تھیں اُس نے چیر پھاڑ کر ایندھن بنالیا یا کچی اینٹیں ہبہ کی تھیں توڑ کر مٹی بنالی رجوع کرسکتا ہے اوراس مٹی کی پھر اینٹیں بنالیں تو رجوع نہیں کرسکتا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۰: روپیہ ہبہ کیا تھا پھر موہوب لہ سے وہی روپیہ قرض لے لیا اب اس کو کسی طرح رجوع نہیں کرسکتا اور اگر موہوب لہ نے اُس روپیہ کو صدقہ کردیا مگر ابھی فقیر نے قبضہ نہیں کیا ہے تو واہب[4] واپس لے سکتا ہے۔[5] (عالمگیری)

(رجوع کے مسائل)

مسئلہ ۵۱: ہبہ میں رجوع کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ دونوں کی رضامندی سے چیز واپس ہو یا حاکم نے واپسی کا حکم دیدیا ہو لہٰذا قاضی کے حکم کرنے کے بعد اگر واہب نے چیز کو طلب کیا اور موہوب لہ نے انکار کردیا اوراُس کے بعد وہ شے ضائع ہوگئی تو موہوب لہ کو تاوان دینا ہوگا کہ اب اُسے روکنے کا حق نہ تھا اوراگر قاضی کے حکم سے قبل یہ بات ہوئی تو اُس پر تاوان نہیں کہ اوسے روکنے کا حق تھا۔ یوہیں اگر موہوب لہ نے بعد حکم قاضی اُسے روکا نہیں بلکہ ابھی تک واہب نے مانگا نہیں اور موہوب لہ کے پاس ہلاک ہوگئی تو تاوان واجب نہیں۔[6] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۵۲: قضائے قاضی یا طرفین کی[7] رضامندی سے جب اُس نے رجوع کرلیا تو عقد ہبہ بالکل فسخ ہوگیا اور واہب کی پہلی مِلک عود کر آئی[8] یہ نہیں کہا جائے گا کہ جدید مِلک حاصل ہوئی لہٰذا مالک ہونے کے لیے واہب کے قبضہ کی ضرورت نہیں اور مشاع میں بھی رجوع صحیح ہے مثلاً موہوب لہ نے نصف کو بیع کردیا ہے نصف باقی ہے اس نصف کو واہب نے

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الهبة،الباب الخامس فی الرجوع...إلخ،ج٤،ص٣٨٦.

2 ......کڑی کی جمع، شہتیر۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الهبة،الباب الخامس فی الرجوع...إلخ،ج٤،ص٣٨٦.

4 ......ہبہ کرنے والا۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الهبة،الباب الخامس فی الرجوع...إلخ،ج٤،ص٣٩٠.

6 ......"الدرالمختار"، كتاب الهبة،باب الرجوع فی الهبة،ج٨،ص٥٩٧.

و"البحرالرائق"، كتاب الهبة،باب الرجوع فی الهبة،ج٧،ص٥٠١.

7 ......دونوں کی یعنی واہب اور موہوب لہ کی۔

8 ......یعنی واہب پھر اسی طرح مالک ہوگیا جیسے پہلے مالک تھا۔

واپس لیا اگرچہ یہ شائع ہے مگر رجوع صحیح ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۵۳: موہوب لہ جب تندرست تھا اُس وقت اُسے کسی نے کوئی چیز ہبہ کی اور جب وہ بیمار ہوا واہب نے چیز واپس کرلی اگر یہ واپسی حکم قاضی سے ہے تو صحیح ہے ورثہ یا قرض خواہ کو موہوب لہ کے مرنے کے بعد اُس چیز کے مطالبہ کا حق نہیں اور اگر بغیر حکم قاضی محض واہب کے مانگنے پر موہوب لہ نے چیز دیدی تو اس واپسی کو ہبۂ جدید قرار دیا جائے گا کہ ایک ثلث[2] میں واپسی صحیح ہوگی وہ بھی جب کہ اُس پر دَین مستغرق نہ ہو[3] اور اگر اُس پر دَین مستغرق ہو تو واہب سے چیز واپس لے کر قرض والوں کو دی جائے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: ایک چیز خرید کر ہبہ کردی پھر موہوب لہ سے واپس لے لی اب اس میں عیب کا پتہ چلا تو بائع کو مطلقاً واپس دے سکتا ہے خواہ قاضی کے حکم سے واپس لیا ہو یا موہوب لہ کی رضامندی سے بخلاف بیع یعنی اگر مشتری[5] نے چیز بیع کردی اور مشتری دوم نے بوجہ عیب واپس کردی اور اُس نے رضامندی سے واپس لے لی تو اپنے بائع پر واپس نہیں کرسکتا کہ یہ حق ثالث میں[6] فسخ نہیں۔[7] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۵۵: رجوع کرنے سے ہبہ بالکل اصل ہی سے فسخ ہوجاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس ہبہ کا زمانۂ مستقبل میں کچھ اثر نہ رہے گا یہ مطلب نہیں کہ زمانۂ گزشتہ میں بھی اس کا کوئی اثر نہیں رہا ایسا ہوتا تو شے موہوب[8] سے جو زیادت[9] بعد ہبہ کے پیدا ہوگئی ہے وہ بھی ملک واہب[10] کی طرف منتقل ہوجاتی حالانکہ ایسا نہیں مثلاً بکری ہبہ کی تھی اور اُس کے بچہ پیدا ہوا اسکے بعد واہب نے بکری واپس کرلی مگر یہ بچہ موہوب لہ ہی کا ہے[11] واہب کا نہیں ہے یا مثلاً مبیع[12] میں عیب ظاہر ہوا اور قاضی کے حکم سے مشتری نے بائع کو[13] واپس کردی یہ اصل سے فسخ ہے اور زمانۂ گزشتہ میں اس کا اعتبار کیا جائے تو لازم آئے

---

1. ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۷، ص۵۰۱.
2. ......ایک تہائی۔
3. ......اتنا قرض نہ ہو جو اس کے چھوڑے ہوئے مال کے برابر یا اس سے زیادہ ہو۔
4. ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الھبة، الباب العاشر فی ھبة المریض، ج٤، ص٤٠١.
5. ......خریدار۔
6. ......تیسرے کے حق میں۔
7. ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۷، ص۵۰۱.
   و"الدرالمختار"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۸، ص۵۹۷.
8. ......ہبہ کی گئی چیز۔
9. ......اضافہ، بڑھوتری۔
10. ......ہبہ کرنے والے کی ملکیت۔
11. ......جس کے لئے ہبہ کیا گیا اسی کا ہے۔
12. ......بیچی گئی چیز۔
13. ......بیچنے والے کو۔

کہ مشتری نے مبیع سے جو نفع حاصل کیا ہے حرام ہو حالانکہ ایسا نہیں۔[1] (بحر)

مسئلہ ۵۶: ہبہ کرنے کے بعد واہب نے اُس چیز کو ہلاک کردیا تاوان دے گا اور اگر غلام تھا اُسے واہب نے آزاد کردیا آزاد نہ ہوگا کیونکہ جب تک واپس نہ کرے گا اس کی ملک نہیں ہے۔[2] (بحر)

مسئلہ ۵۷: جو چیز ہبہ کی تھی وہ ہلاک ہوگئی اُس کے بعد مستحق[3] نے دعویٰ کیا کہ چیز میری تھی اور موہوب لہ سے اُس کا تاوان وصول کرلیا موہوب لہ واہب سے اُس تاوان میں سے کچھ وصول نہیں کرسکتا۔ یہی حکم عاریت کا ہے کہ مستعیر کے پاس ہلاک ہوجائے اور مستحق اس سے ضمان[4] وصول کرے تو یہ معیر سے کچھ نہیں لے سکتا اور اگر عقد معاوضہ کے ذریعہ سے[5] چیز اس کے پاس آتی اور ہلاک ہوجاتی اور مستحق ضمان لیتا تو یہ دینے والے سے وصول کرسکتا۔ مثلاً مشتری کے پاس مبیع ہلاک ہوگئی اور مستحق نے اس سے ضمان لیا یہ بائع سے وصول کرسکتا ہے۔ اسی طرح اگر اس کے پاس چیز کا ہونا دینے والے کے نفع کی خاطر ہو تو یہ دینے والے سے ضمان وصول کرسکتا ہے مثلاً مودَع[6] یا مستاجر[7] کے پاس چیز تھی اور ہلاک ہوگئی اور مستحق نے تاوان لیا تو یہ مالک سے وصول کرسکتے ہیں۔[8] (بحر)

مسئلہ ۵۸: جن سات مواضع میں رجوع نہیں ہوسکتا جن کا بیان ابھی گزرا اگر واہب وموہوب لہ رجوع پر اتفاق کرلیں تو یہ اُن کا اتفاق جائز ہے۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۵۹: ہبہ بشرط العوض کہ میں یہ چیز تم کو ہبہ کرتا ہوں اس شرط پر کہ فلاں چیز تم مجھ کو دو یہ ابتدا کے لحاظ سے ہبہ ہے لہٰذا دونوں عوض پر قبضہ ضروری ہے اگر دونوں نے یا ایک نے قبضہ نہیں کیا تو ہر ایک رجوع کرسکتا ہے اور دونوں میں سے کسی میں شیوع[10] ہو تو باطل ہوگا مگر انتہا کے لحاظ سے یہ بیع ہے لہٰذا اس میں بیع کے احکام بھی ثابت ہونگے کہ اگر اس میں عیب ہے تو واپس کرسکتا ہے خیار رویت بھی حاصل ہوگا اس میں شفعہ بھی جاری ہوگا۔[11] (درمختار)

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۷، ص۵۰۱.

2 ......المرجع السابق.

3 ......حق دار۔ 4 ......تاوان۔ 5 ......یعنی تبادلہ کے طور پر۔

6 ......جس کے پاس ودیعت (امانت) رکھی جائے۔ 7 ......کرایہ دار۔

8 ......"البحرالرائق"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۷، ص۵۰۱.

9 ......"الدرالمختار"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۸، ص۵۹۷، ۵۹۸.

10 ......ایسی شرکت جس میں شریکوں کے حصے ممتاز نہ ہوں۔

11 ......"الدرالمختار"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۸، ص۵۹۸.

مسئلہ ۶۰: اگر ہبہ کے یہ الفاظ ہوں کہ میں نے یہ چیز فلاں چیز کے مقابل میں تم کو ہبہ کی یعنی عوض کا لفظ نہیں کہا تو یہ ابتدا وانتہا دونوں کے لحاظ سے بیع ہی ہے ہبہ نہیں ہے اور اگر عوض کو معین نہ کیا ہو بلکہ مجہول رکھا مثلاً یہ چیز تم کو ہبہ کرتا ہوں بشرطیکہ تم اس کے بدلے میں مجھے کوئی چیز دو تو یہ ابتدا وانتہا دونوں کے لحاظ سے ہبہ ہی ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۶۱: موہوب لہ نے موہوب پر قبضہ کرلیا اس کے بعد واہب نے بلا اجازتِ موہوب لہ اُس چیز کو لیکر ہلاک کرڈالا تو بقدرِ قیمت[2] تاوان دے اور اگر بکری ہبہ کی تھی واہب نے بغیر اجازتِ موہوب لہ اُسے ذبح کرڈالا تو ذبح کی ہوئی بکری موہوب لہ لے لے گا اور تاوان نہیں اور کپڑا ہبہ کیا تھا واہب نے اُسے قطع کرڈالا[3] تو یہ کپڑا دینا ہوگا اور قطع کرنے سے جو کمی ہوئی وہ دے۔[4] (عالمگیری)

مسائل متفرقہ

مسئلہ ۱: کنیز کو ہبہ کیا اور اوس کے حمل کا استثنا کیا یا یہ شرط کی کہ تم اسے واپس کردینا یا آزاد کردینا یا مدبر کردینا یا ام ولد بنانا یا مکان ہبہ کیا اور یہ شرط کی کہ اس میں سے کچھ جز و معین مثلاً یہ کمرہ یا غیر معین مثلاً اس کی تہائی چوتھائی واپس کردینا یا ہبہ میں یہ شرط کی کہ اس کے عوض میں کوئی شے (غیر معین) مجھے دینا ان سب صورتوں میں ہبہ صحیح ہے اور استثنا یا شرط باطل۔[5] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۲: کنیز کے شکم میں جو بچہ ہے اُسے آزاد کر کے کنیز کو ہبہ کیا ہبہ صحیح ہے اور اگر حمل کو مدبر کر کے جاریہ کو ہبہ کیا صحیح نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳: بچوں کے معلّمین کو عیدی دی جاتی ہے اگر معلّم نے سوال والحاح[7] نہ کیا ہو تو جائز ہے۔[8] (عالمگیری)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۸، ص۵۹۹.

2 ......یعنی قیمت کے برابر۔ 3 ......یعنی کاٹ دیا۔

4 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الھبة، الباب الحادی عشر فی المتفرقات، ج٤، ص٤٠٢.

5 ......"الھدایة"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج٢، ص٢٢٧.

و"الدرالمختار"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۸، ص۵۹۹.

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، ج۸، ص٦٠٠.

7 ......اصرار۔

8 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الھبة، الباب الحادی عشر فی المتفرقات، ج٤، ص٤٠٤.

مسئلہ ۴: عمریٰ جائز ہے۔ عمریٰ کے معنی یہ ہیں کہ مثلاً مکان عمر بھر کے لیے کسی کو دیدیا کہ جب وہ مرجائے تو واپس لے لے گا یہ واپسی کی شرط باطل ہے اب وہ مکان اُسی کا ہوگیا جس کو دیا جب تک وہ زندہ ہے اُس کا ہے اور مرجائے گا تو اُسی کے ورثہ لیں گے جس کو دیا گیا ہے نہ دینے والا لے سکتا ہے نہ اس کے ورثہ۔ رقبیٰ جائز نہیں اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کسی کو اس شرط پر دیا کہ اگر میں تجھ سے پہلے مرگیا تو مکان تیرا ہے مرنے کے بعد مالک کے ورثہ کا ہوگا، جس کو دیا ہے اُس کا نہیں ہوگا۔[1] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۵: دَین[2] کی معافی کو شرط محض پر معلق کرنا مثلاً مدیون[3] سے کہا جب کل آئے گا تو دَین سے بری ہے یا وہ دَین تیرے لیے ہے یا اگر تو نے نصف دَین ادا کردیا تو باقی نصف تیرا ہے یا وہ معاف ہے یا اگر تو مرجائے تیرا دَین معاف ہے یا اگر تو اس مرض سے مرجائے تو دَین معاف ہے یا میں اس مرض سے مرجاؤں تو دَین مہر سے تو معافی میں ہے، یہ سب صورتیں باطل ہیں دَین معاف نہیں ہوگا اور اگر وہ شرط ایسی ہے کہ ہوچکی ہے تو ابرا صحیح ہے مثلاً اگر تیرے ذمہ میرا دَین ہے تو میں نے معاف کیا معاف ہوگیا۔ یوہیں اگر یہ کہا کہ اگر میں مرجاؤں تو دَین سے تو بری ہے یہ جائز ہے اور وصیت ہے۔[4] (بحر)

مسئلہ ۶: مدیون کو دین ہبہ کردینا ایک وجہ سے تملیک[5] ہے اور ایک وجہ سے اسقاط[6] لہٰذا رد کرنے سے رد ہوجائے گا اور چونکہ اسقاط بھی ہے لہٰذا قبول پر موقوف نہ ہوگا۔ کفیل[7] کو دین ہبہ کردینا یہ بالکل تملیک ہے یہاں تک کہ وہ مکفول عنہ[8] سے دَین وصول کرسکتا ہے اور بغیر قبول کے تمام نہیں ہوگا اور کفیل سے دین معاف کردینا بالکل اسقاط ہے کہ رد کرنے سے رد نہیں ہوگا۔[9] (بحر)

مسئلہ ۷: ابرا یعنی معاف کرنے میں قبول کی ضرورت نہیں ہوتی مگر بدلِ صرف[10] و بدلِ سلم[11] سے بری کردیایا

---

1 ......"الهداية"، كتاب الهبة، باب الرجوع في الهبة، ج۲، ص۲۲۸، وغيرها.

2 ......قرض۔ 3 ......مقروض۔

4 ......"البحرالرائق"، كتاب الهبة، باب الرجوع في الهبة، ج۷، ص۵۰۳، ۵۰۴.

5 ......مالک بنانا، ملکیت میں دینا۔ 6 ......اپنا مطالبہ چھوڑ دینا۔

7 ......ضامن۔ 8 ......جس پر مطالبہ ہے۔

9 ......"البحرالرائق"، كتاب الهبة، باب الرجوع في الهبة، ج۷، ص۵۰۳، ۵۰۴.

10 ......بیع صرف کا عوض۔ 11 ......بیع سلم کا عوض۔

ہبہ کردیا اس میں قبول کی ضرورت ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۸: ایک شخص پر دَین تھا وہ بغیر ادا کیے مرگیا دائن[2] نے وارث کو وہ دَین ہبہ کردیا یہ ہبہ صحیح ہے یہ دین پورے ترکہ کو مستغرق ہو[3] یا نہ ہو دونوں کا ایک حکم ہے، اور اگر وارث نے ہبہ کو رد کردیا تو رد ہوگیا اور بعض ورثہ کو ہبہ کیا جب بھی کُل ورثہ کے لیے ہبہ ہے۔ یوہیں وارث سے ابرا کیا یعنی معاف کردیا یہ بھی صحیح ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: دائن کے ایک وارث نے مدیون کو تقسیم سے قبل اپنے حصہ کا دین ہبہ کردیا یہ صحیح ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: دائن نے مدیون کو دین ہبہ کردیا اور اُس وقت نہ اُس نے قبول کیا نہ رد کیا دو۲ تین۳ دن کے بعد آکر اُسے رد کرتا ہے صحیح یہ ہے کہ اب رد نہیں کرسکتا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: کسی سے یہ کہا کہ جو کچھ میری چیز کھالو تمھارے لیے معافی ہے یہ کھاسکتا ہے جبکہ قرینہ سے یہ نہ معلوم ہوتا ہو کہ اس نے نفاق سے کہا ہے یعنی محض ظاہری طور پر کہہ دیا ہے دل سے نہیں چاہتا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: دائن کو خبر ملی کہ مدیون مرگیا اس نے کہا میں نے اپنا دَین معاف کردیا ہبہ کردیا بعد میں پھر پتا چلا کہ وہ زندہ ہے اُس سے دین کا مطالبہ نہیں کرسکتا کہ معافی بلا شرط تھی۔[8] (خانیہ)

مسئلہ ۱۳: کسی سے یہ کہا کہ جو کچھ تمھارے حقوق میرے ذمہ ہیں معاف کردو اُس نے معاف کردیا صاحب حق کو اپنے جتنے حقوق کا علم ہے وہ تو معاف ہو ہی گئے اور جن کا علم نہیں قضاءً[9] وہ بھی معاف ہوگئے اور فتویٰ اس پر ہے کہ دیانۃً بھی معاف ہوگئے۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: کسی سے یہ کہا کہ جو کچھ میرے مال میں سے کھالو یا لے لو یا دے دو تمھارے لیے حلال ہے اُس کو کھانا

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الهبة،باب الرجوع فی الهبة،ج٧،ص٥٠٤.

2 ......قرض خواہ۔ 3 ......یعنی گھیرے ہوئے ہو۔

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الهبة،الباب الرابع فی هبة الدین...إلخ،ج٤،ص٣٨٤.

5 ......المرجع السابق. 6 ......المرجع السابق.

7 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الهبة،الباب الثالث فیمایتعلق بالتحلیل،ج٤،ص٣٨١.

8 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الهبة،فصل فی الرجوع فی الهبة،ج٢،ص٢٨٨.

9 ......شرعی فیصلے کی رو سے۔

10 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الهبة،الباب الثالث فیمایتعلق بالتحلیل،ج٤،ص٣٨١.

حلال ہے مگر لینا یا کسی کو دینا حلال نہیں۔ [1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: یہ کہا میں نے تمھیں اس وقت معاف کردیا یا دنیا میں معاف کردیا تو ہر وقت کے لیے معافی ہوگئی اور دُنیاو آخرت دونوں میں معافی ہوگئی کہیں بھی اس کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: کسی کی چیز غصب کرلی ہے مالک سے معاف کرالی تو ضمان سے بَری ہوگیا مگر چیز اب بھی مالک ہی کی ہے غاصب کو اس میں تصرف کرنا جائز نہیں یعنی جو چیز ذمہ میں واجب ہے اُس کی معافی ہوتی ہے عین کی معافی نہیں ہوتی۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: مدیون [4] سے دَین [5] وصول ہونے کی اُمید نہ ہو تو اُس پر دعویٰ کرنے سے یہ بہتر ہے کہ معاف کردے کہ وہ عذاب سے بچ جائے گا اور اس کو ثواب ملے گا۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: جانور بیمار تھا اُس نے چھوڑ دیا کسی نے اُسے پکڑا اور علاج کیا وہ اچھا ہوگیا اگر مالک نے چھوڑتے وقت یہ کہہ دیا ہے کہ فلاں قوم میں سے جو اسے لے لے اُسی کا ہے تو اگر وہ پکڑنے والا اسی قوم سے ہے تو اُس کا ہوگیا اور اگر کچھ نہ کہا یا یہ کہا کہ جو لے لے اُس کا ہے اور قوم یا جماعت کو معین نہیں کیا ہے تو وہ جانور مالک ہی کا ہے اُس شخص سے لے سکتا ہے پرند چھوڑ دیا اس کا بھی یہی حکم ہے اور جنگلی پرند کو پکڑنے کے بعد چھوڑنا نہ چاہیے جب تک یہ نہ کہے کہ جو پکڑ لے اُس کا ہے۔ [7] (عالمگیری) کیونکہ پکڑنے سے اُس کی ملک ہوگیا اور جب چھوڑ دیا تو شکار کرنے والوں کو کسی کی ملک ہونا معلوم نہ ہوگا لہٰذا اجازت کی ضرورت ہے تاکہ شکار کرنے والوں کو اُس کا لینا ناجائز نہ ہو مگر ظاہر یہ ہے کہ اِس میں قوم یا جماعت کی تخصیص کی جائے۔

مسئلہ ۱۹: دَین کا اُسے مالک کردینا جس پر دَین نہیں ہے یعنی مدیون کے سوا کسی دوسرے کو مالک کردینا باطل ہے مگر تین صورتوں میں اول حوالہ کہ اپنے دائن کو اپنے مدیون پر حوالہ کردے دوسری وصیت کہ کسی کو وصیت کردی کہ فلاں کے ذمہ جو میرا دَین ہے میرے مرنے کے بعد وہ دَین فلاں کے لیے ہے تیسری صورت یہ ہے کہ جس کو مالک بنائے اُسے قبضہ پر مسلّط

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الهبة،الباب الثالث فیمایتعلق بالتحلیل،ج٤،ص٣٨٢.

2 ......المرجع السابق. 3 ......المرجع السابق.

4 ......مقروض۔ 5 ......قرض۔

6 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الغصب،الباب الرابع عشر فی المتفرقات،ج٥،ص١٥٧.

7 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الهبة،الباب الثالث فیمایتعلق بالتحلیل،ج٤،ص٣٨٢.

کردے[1]۔ یوہیں عورت کا شوہر کے ذمہ جو دَین تھا اُسے اپنے بیٹے کو جو اُسی شوہر سے ہے ہبہ کردیا یہ بھی صحیح ہے جبکہ اسے قبضہ پر مسلط کردیا ہو۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: دائن نے یہ اقرار کیا کہ یہ دَین فلاں کا ہے میرا نہیں ہے میرا نام فرضی طور پر کاغذ میں لکھ دیا گیا ہے اس کا اقرار صحیح ہے لہٰذا مقرلہ[3] اُس دین پر قبضہ کرسکتا ہے۔ یوہیں اگر یوں کہا کہ فلاں پر جو میرا دین ہے وہ فلاں کا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: دو شخصوں نے اِس بات پر صلح کی کہ رجسٹر میں ایک کا نام لکھا جائے تو جس کا نام لکھا گیا ہے عطا اُسی کے لیے ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: واہب و موہب لہ میں اختلاف ہوا واہب کہتا ہے ہبہ تھا دوسرا کہتا ہے صدقہ تھا واہب کا قول معتبر ہے۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۲۳: مرد نے عورت سے کچھ مانگا اس لیے کہ خرچ کی تنگی ہے اگر کچھ دیدے گی وسعت ہوجائے گی عورت نے شوہر کو دیا مگر قرض خواہوں کو پتہ چل گیا کہ اس کے پاس مال ہے اُنھوں نے لے لیا اگر عورت نے ہبہ کیا تھا یا قرض دیا تھا تو لینے والے سے واپس نہیں لے سکتی کیونکہ ان دونوں صورتوں میں شوہر کی ملک ہوگیا اور قرض خواہ اُسے لے سکتے ہیں اور اگر عورت نے شوہر کو اس طرح دیا تھا کہ ملک عورت ہی کی رہے گی اور شوہر اس میں تصرف کرے گا تو مال عورت کا ہے قرض خواہ سے واپس لے سکتی ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: کسی کے پاس برتن میں کھانا بھیجا یہ شخص اُس برتن میں کھا سکتا ہے یا نہیں اگر وہ کھانا ایسا ہے کہ دوسرے برتن میں لوٹنے سے لذت جاتی رہے گی جیسے ثرید[8] تو اُس برتن میں کھا سکتا ہے، اسی طرح ہمارے یہاں شیر برنج[9] ہے کہ

---

1 ...... یعنی اسے قبضے کا مکمل اختیار دیدے۔

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الھبۃ،باب الرجوع فی الھبۃ،فصل فی مسائل متفرقۃ،ج۸،ص۶۰۳.

3 ...... جس کے لئے اقرار کیا۔

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الھبۃ،باب الرجوع فی الھبۃ،فصل فی مسائل متفرقۃ،ج۸،ص۶۰۴.

5 ...... المرجع السابق،ص۶۰۵.

6 ...... "الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الھبۃ،فصل فی الرجوع فی الھبۃ، ج۲،ص۲۸۸.

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب الھبۃ،باب الرجوع فی الھبۃ،فصل فی مسائل متفرقۃ،ج۸،ص۶۰۶.

8 ...... ایک قسم کا کھانا جو شوربے وغیرہ میں روٹی کا مالیدہ بھگو کر تیار کیا جاتا ہے۔ 9 ...... چاولوں کی کھیر۔

دوسرے برتن میں لوٹنے سے اس کا ذائقہ خراب ہو جاتا ہے اور اگر دوسرے برتن میں کرنے سے کھانا بدمزہ نہ ہو تو اگر دونوں میں انبساط (میل) ہو تو اُس میں کھا سکتا ہے، ورنہ نہیں۔[1] (درمختار) اور اگر عرف یہ ہو کہ وہ ظرف بھی واپس نہ لیا جاتا ہو تو ظرف بھی ہدیہ ہے مثلاً میوے یا مٹھائیاں ٹوکریوں میں بھیجتے ہیں یہ ٹوکریاں واپس نہیں لی جاتیں یہ بھی ہدیہ ہیں اور جن ظروف کے واپس دینے کا رواج ہو اگر اُن کو واپس نہیں کیا ہے تو اس کے پاس امانت کے طور پر ہیں یعنی اُن کو اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں صرف اتنا کر سکتا ہے کہ ہدیہ کی چیز اُس میں کھا سکتا ہے جبکہ دونوں کے مابین انبساط ہو یا اُس ہدیہ کو دوسرے برتن میں لوٹنے سے چیز بدمزہ ہو جاتی ہو۔[2] (عالمگیری) آج کل دیکھا جاتا ہے کہ بہت لوگ دوسرے کے برتنوں کو جن میں کوئی چیز آئی اور اُس وقت برتن کسی وجہ سے واپس نہ گئے اپنے گھر کے کام میں لاتے ہیں اُن کو اس سے احتراز چاہیے۔

مسئلہ ۲۵: ہمارے ملک میں یہ بھی رواج ہے کہ مٹی کے پیالے میں کھیر بھیجا کرتے ہیں اور میلاد شریف اور فاتحہ یا کسی تقریب میں مٹھائی کے حصے مٹی کی طشتریوں[3] میں بھیجتے ہیں اِس میں تمام ملک کا یہی رواج ہے کہ وہ پیالے اور طشتریاں بھی دینا مقصود ہوتا ہے واپس نہیں لیتے لہٰذا موہوب لہ مالک ہے بلکہ بعض لوگ چینی یا تانبے کی طشتریوں میں حصے بانٹتے ہیں یعنی حصہ مع برتن کے دیدیتے ہیں مگر اس کا رواج نہیں ہے جب تک موہوب لہ سے کہا نہ جائے اس برتن کو نہیں لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۶: بہت سے لوگوں کی دعوت کی اور ان کو متعدد دسترخوانوں پر بٹھایا ایک دسترخوان والے کسی چیز کو دوسرے دسترخوان والوں کو نہیں دے سکتے مثلاً بعض مرتبہ ایک پر روٹی ختم ہوگئی اور دوسرے پر موجود ہے یہ لوگ اس پر سے روٹی اُٹھا کر اُن کو نہیں دے سکتے ان لوگوں کو یہ بھی اختیار نہیں ہے کہ سائل وفقیر کو اس میں سے ٹکڑا دیدیں مثلاً بعض ناواقف ایسا کرتے ہیں کہ دوسرے کے مکان پر کھانا کھا رہے ہیں اور فقیر نے سوال کیا اُس کھانے میں سے سائل کو دے دیتے ہیں یہ ناجائز ہے کتے اور بلی کو بھی نہیں دے سکتے ہاں اگر بلی خود صاحبِ خانہ کی ہے تو اُسے دے سکتے ہیں اور کتا اگرچہ صاحب خانہ ہی کا ہو نہیں دے سکتے۔[4] (درمختار) بلی کتے کا فرق وہاں کے عرف کے لحاظ سے ہے ہمارے یہاں نہ کتے کے دینے کا رواج ہے نہ بلی کے، ہاں دسترخوان پر جو ہڈیاں جمع ہو جاتی ہیں یا روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے یا گرے ہوئے چاول ان کی نسبت دیکھا ہے کہ کتے کو ڈال دیتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷: بائع نے چیز بیع کردی اور اُس کا ثمن بھی وصول کرلیا اس کے بعد بائع نے مشتری سے ثمن معاف کردیا یہ

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، فصل فی مسائل متفرقة، ج۸، ص۶۰۶.

2 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الھبة، الباب الثالث فیمایتعلق بالتحلیل، ج٤، ص٣٨٣.

3 ......رکابیوں، پلیٹوں۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، فصل فی مسائل متفرقة، ج۸، ص۶۰۷.

معافی صحیح ہے اور مشتری نے جو کچھ ثمن دیا ہے بائع سے واپس لے گا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: ایک شخص نے دوسرے کے پاس خط لکھا اور اُس میں یہ بھی لکھا کہ اس کا جواب پشت پر لکھ دو اُس کا واپس کرنا لازم ہوگا اور اگر یہ نہیں لکھا تو وہ خط مکتوب الیہ کا ہے جو چاہے کرے۔[2] (جوہرہ) بلکہ اس زمانہ میں یہ عرف ہے کہ خط دو ورقہ کاغذ پر لکھتے ہیں ایک ورق پر لکھنا عیب جانتے ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خط میں چند سطریں ہوتی ہیں باقی کاغذ سادہ رہتا ہے یہ کاغذ مکتوب الیہ کا ہے وہ جو چاہے کرے۔

مسئلہ ۲۹: ایک شخص کا انتقال ہوگیا اُس کے بیٹے کے پاس کسی نے کفن بھیجا، اس کفن کا مالک بیٹا ہوسکتا ہے یا نہیں یعنی بیٹے کو یہ اختیار ہے یا نہیں کہ اس کپڑے کو خود رکھ لے اور دوسرے کا کفن دیدے اگر میت اُن لوگوں میں سے ہے کہ اُس کو کفن دینا اپنے لیے باعث برکت جانتے ہیں مثلاً وہ عالم فقیہ ہے یا پیر ہے تو بیٹے کو وہ کفن رکھ لینا اور دوسرا کفن دینا جائز نہیں ورنہ جائز ہے اور پہلی صورت میں کہ اس کو دوسرے کپڑے میں کفن دینا جائز نہ تھا اس نے وہ کپڑا رکھ لیا اور دوسرا کفن دیا تو اس کپڑے کو واپس کرنا واجب ہوگا۔[3] (جوہرہ)

اجارہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ٘ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ۝۲۶ قَالَ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَۚ وَ مَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَؕ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۝۲۷﴾[4]

''شعیب (علیہ السلام) کی دونوں لڑکیوں میں سے ایک نے کہا اے والد انھیں (موسیٰ علیہ السلام کو) نوکر رکھ لیجئے کہ بہتر نوکر وہ ہے جو قوی و امین ہو (شعیب علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے) کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک سے تمھارا نکاح کردوں اس پر کہ آٹھ برس تک تم میرا کام اُجرت پر کرو اور اگر دس۱۰ برس پورے کردو تو یہ تمھاری طرف سے ہوگا میں تم پر مشقت ڈالنا نہیں چاہتا انشاء اللہ (عزوجل) تم مجھے نیکوں میں سے پاؤ گے۔''

1 ......''الدرالمختار''، کتاب الھبة، باب الرجوع فی الھبة، فصل فی مسائل متفرقة، ج۸، ص۶۰۸.

2 ......''الجوھرة النیرة''، کتاب الھبة، الجزء الاول، ص۴۲۹.

3 ......المرجع السابق، ص۴۳۰.

4 ......پ۲۰، القصص: ۲۶، ۲۷.

حدیث ۱: صحیح بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''تین شخص وہ ہیں جن کا قیامت کے دن میں خصم ہوں (اُن سے مطالبہ کروں گا) ایک وہ جس نے میرا نام لے کر معاہدہ کیا پھر اُس عہد کو توڑ دیا اور دوسرا وہ جس نے آزاد کو بیچا اور اُس کا ثمن کھایا اور تیسرا وہ جس نے مزدور رکھا اور اس سے کام پورا لیا اور اُس کی مزدوری نہیں دی۔''[1]

حدیث ۲: ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''مزدور کی مزدوری پسینہ سوکھنے سے پہلے دے دو۔''[2]

حدیث ۳: صحیح بخاری شریف میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں صحابہ میں کچھ لوگ سفر میں تھے ان کا گزر قبائل عرب میں سے ایک قبیلہ پر ہوا، انھوں نے ضیافت[3] کا مطالبہ کیا اُنھوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کردیا، اُس قبیلہ کے سردار کو سانپ یا بچھو نے کاٹ لیا اُس کے علاج میں اُنھوں نے ہر قسم کی کوشش کی مگر کوئی کارگر نہ ہوئی پھر اُنھیں میں سے کسی نے کہا یہ جماعت جو یہاں آئی ہے (صحابہ) ان کے پاس چلو شاید ان میں سے کسی کے پاس اس کا کچھ علاج ہو، وہ لوگ صحابہ کے پاس حاضر ہوکر کہنے لگے کہ ہمارے سردار کو سانپ یا بچھو نے ڈس لیا اور ہم نے ہر قسم کی کوشش کی مگر کچھ نفع نہ ہوا کیا تمھارے پاس اس کا کچھ علاج ہے؟ ایک صاحب بولے، ہاں میں جھاڑتا ہوں مگر ہم نے تم سے مہمانی طلب کی اور تم نے ہماری مہمانی نہیں کی تو اب اُس وقت میں جھاڑوں گا کہ تم اس کی اُجرت دو، اُجرت میں بکریوں کا ریوڑ دینا طے پایا (ایک روایت میں ہے تیس بکریاں دینا طے ہوا) اُنھوں نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا شروع کیا، وہ شخص بالکل اچھا ہوگیا اور وہاں سے ایسا ہوکر گیا کہ اُس پر زہر کا کچھ اثر نہ تھا، اُجرت جو مقرر ہوئی تھی اُنھوں نے پوری دے دی۔ ان میں بعض نے کہا کہ اس کو آپس میں تقسیم کرلیا جائے مگر جنھوں نے جھاڑا تھا یہ کہا کہ ایسا نہ کرو بلکہ جب ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہولیں گے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) سے تمام واقعات عرض کرلیں گے پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) اس کے متعلق جو کچھ حکم دیں گے وہ کیا جائے گا یعنی اُنھوں نے خیال کیا کہ قرآن پڑھ کر دم کیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی اُجرت حرام ہو۔ جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا، ارشاد

---

1. ......"صحيح البخاري"، كتاب البيوع، باب إثم من باع حرًّا، الحديث: ۲۲۲۷، ج۲، ص۵۲.
2. ......"سنن ابن ماجة"، كتاب الرهون، باب أجر الأجراء، الحديث: ۲۴۴۳، ج۳، ص۱۶۲.
3. ......ابتدائے اسلام میں یہ حکم تھا کہ جب کسی قوم پر گزرو اور وہ تمھاری مہمانی کریں فبہا ورنہ تم ان سے وصول کرلو لہٰذا جب حکم شرع یہ تھا تو اپنے حق کا یہ مطالبہ تھا اور اس میں کوئی عیب نہیں۔ ۱۲ منہ حفظہ ربہ

فرمایا کہ ''تمھیں اس کا رقیہ (جھاڑ) ہونا کیسے معلوم ہوا؟ اور یہ فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا آپس میں اسے تقسیم کرلو اور (اس لیے کہ اس کے جواز کے متعلق اُن کے دل میں کوئی خدشہ نہ رہے یہ فرمایا کہ) میرا بھی ایک حصہ مقرر کرو۔''[1] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جھاڑ پھونک کی اُجرت لینا جائز ہے جبکہ کہ قرآن سے ہو یا ایسی دُعاؤں سے ہو جن میں ناجائز و باطل الفاظ نہ ہوں۔

حدیث ۴: صحیح بخاری شریف وغیرہ میں **عبداللّٰہ بن عمر** رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہتے ہیں میں نے رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم سے سنا کہ فرماتے ہیں: ''اگلے زمانہ کے تین شخص کہیں جا رہے تھے، سونے کے وقت ایک غار کے پاس پہنچے اُس میں یہ تینوں شخص داخل ہوگئے پہاڑ کی ایک چٹان اوپر سے گری جس نے غار کو بند کردیا اُنھوں نے کہا: اب اس سے نجات کی کوئی صورت نہیں بجز اس کے کہ تم نے جو کچھ نیک کام کیا ہو اُس کے ذریعہ سے **اللّٰہ** (عزوجل) سے دُعا کرو۔ ایک نے کہا اے **اللّٰہ**! (عزوجل) میرے والدین بہت بوڑھے تھے جب میں جنگل سے بکریاں چرا کر لاتا تو دودھ دوہ کر سب سے پہلے اُن کو پلاتا اُن سے پہلے نہ اپنے بال بچوں کو پلاتا، نہ لونڈی نہ غلام کو دیتا، ایک دن میں جنگل میں دور چلا گیا رات میں جانوروں کو لے کر ایسے وقت آیا کہ والدین سوگئے تھے میں دودھ لیکر اُن کے پاس پہنچا تو وہ سوئے ہوئے تھے بچے بھوک سے چلا رہے تھے، مگر میں نے والدین سے پہلے بچوں کو پلانا پسند نہ کیا اور یہ بھی پسند نہ کیا کہ انھیں سوتے سے جگادوں دودھ کا پیالہ ہاتھ پر رکھے ہوئے ان کے جاگنے کے انتظار میں رہا یہاں تک کہ صبح چمک گئی اب وہ جاگے اور دودھ پیا، اے اللہ! (عزوجل) اگر میں نے یہ کام تیری خوشنودی کے لیے کیا ہے تو اس چٹان کو کچھ ہٹادے، اس کا کہنا تھا کہ چٹان کچھ سرک گئی مگر اتنی نہیں ہٹی کہ یہ لوگ غار سے نکل سکیں۔

دوسرے نے کہا: اے **اللّٰہ**! (عزوجل) میرے چچا کی ایک لڑکی تھی جس کو میں بہت محبوب رکھتا تھا، میں نے اُس کے ساتھ بُرے کام کا ارادہ کیا اُس نے انکار کردیا، وہ قحط کی مصیبت میں مبتلا ہوئی میرے پاس کچھ مانگنے کو آئی میں نے اُسے ایک سو بیس اشرفیاں دیں کہ میرے ساتھ خلوت کرے[2] وہ راضی ہوگئی، جب مجھے اُس پر قابو ملا[3] تو بولی کہ ناجائز طور پر اس مُہر کا توڑنا[4] تیرے لیے حلال نہیں کرتی، اس کام کو گناہ سمجھ کر میں ہٹ گیا اور اشرفیاں جو دے چکا تھا وہ بھی چھوڑ دیں، الٰہی! اگر یہ کام تیری رضا جوئی کے لیے میں نے کیا ہے تو اس کو ہٹادے، اس کے کہتے ہی چٹان کچھ سرک گئی مگر اتنی نہیں ہٹی کہ نکل سکیں۔

تیسرے نے کہا، اے **اللّٰہ**! (عزوجل) میں نے چند شخصوں کو مزدوری پر رکھا تھا، اُن سب کو مزدوریاں دیدیں ایک شخص

---

1 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الإجارة، باب ما یُعطی في الرُّقیة ...إلخ، الحدیث: ٢٢٧٦، ج٢، ص٦٩.

وکتاب فضائل القرآن، باب فاتحة الکتاب، الحدیث: ٥٠٠٧، ج٣، ص٤٠٤،٤٠٥.

2 ...... یعنی مجھے ہمبستری کرنے دے۔ 3 ...... یعنی اُس پر غالب ہوا۔ 4 ...... پردہ بکارت کو زائل کرنا۔

اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا اُس کی مزدوری کو میں نے بڑھایا یعنی اُس سے تجارت وغیرہ کوئی ایسا کام کیا جس سے اُس میں اضافہ ہوا اُس کو بڑھا کر میں نے بہت کچھ کرلیا وہ ایک زمانہ کے بعد آیا اور کہنے لگا: اے خدا کے بندہ! میری مزدوری مجھے دیدے۔ میں نے کہا: یہ جو کچھ اونٹ، گائے، بیل، بکریاں، غلام تو دیکھ رہا ہے یہ سب تیری ہی مزدوری کا ہے سب لے لے۔ بولا: اے بندۂ خدا! مجھ سے مذاق نہ کر۔ میں نے کہا: مذاق نہیں کرتا ہوں یہ سب تیرا ہی ہے، لے جا، وہ سب کچھ لے کر چلا گیا، الٰہی! اگر یہ کام میں نے تیری رضا کے لیے کیا ہے تو اسے ہٹادے وہ پتھر ہٹ گیا، یہ تینوں اُس غار سے نکل کر چلے گئے۔''[1]

حدیث ۵: ابوداود و ابن ماجہ عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہتے ہیں، میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم) ایک شخص کو میں قرآن پڑھاتا تھا اُس نے کمان ہدیۃً دی ہے یہ کوئی مال نہیں ہے یعنی ایسی چیز نہیں ہے جسے اُجرت کہا جائے، جہاد میں اس سے تیراندازی کروں گا۔ ارشاد فرمایا: ''اگر تمھیں یہ پسند ہو کہ تمھارے گلے میں آگ کا طوق ڈالا جائے تو اسے قبول کرلو۔''[2]

مسائل فقہیّہ

کسی شے کے نفع کا عوض کے مقابل کسی شخص کو مالک کردینا اجارہ ہے۔[3] مزدوری پر کام کرنا اور ٹھیکہ اور کرایہ اور نوکری یہ سب اجارہ ہی کے اقسام ہیں۔ مالک کو آجر، موجر اور مواجر اور کرایہ دار کو مستاجر اور اُجرت پر کام کرنے والے کو اجیر کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱: جس نفع پر عقدِ اجارہ ہو وہ ایسا ہونا چاہیے کہ اُس چیز سے وہ نفع مقصود ہو اور اگر چیز سے یہ منفعت مقصود نہ ہو جس کے لیے اجارہ ہوا تو یہ اجارہ فاسد ہے مثلاً کسی سے کپڑے اور ظروف[4] کرایہ پر لیے مگر اس لیے نہیں کہ کپڑے پہنے جائیں گے ظروف استعمال کیے جائیں گے بلکہ اپنا مکان سجانا مقصود ہے یا گھوڑا کرایہ پر لیا مگر اس لیے نہیں کہ اس پر سوار ہوگا بلکہ کوتل چلنے کے لیے[5] یا مکان کرایہ پر لیا اس لیے نہیں کہ اس میں رہے گا بلکہ لوگوں کے کہنے کو ہوگا کہ یہ مکان فلاں کا ہے ان سب صورتوں میں اجارہ فاسد ہے اور مالک کو اُجرت بھی نہیں ملے گی اگرچہ مستاجر نے[6] چیز سے وہ کام لیے جس کے لیے اجارہ کیا تھا۔[7] (درمختار)

---

1 ......"صحیح البخاري"، کتاب الإجارۃ، باب من استاجر اجیراً ... إلخ، الحدیث: ۲۲۷۲، ج۲، ص۶۶،۶۷ وغیرہ.

2 ......"سنن أبي داود"، کتاب الإجارۃ، باب في کسب المعلم، الحدیث: ۳۴۱۶، ج۳، ص۳۶۲.

و"سنن ابن ماجۃ"، کتاب التجارات، باب الأجر علی تعلیم القرآن، الحدیث: ۲۱۵۷، ص۱۶،۱۷.

3 ......"الدر المختار"، کتاب الإجارۃ، ج۹، ص۶،۷.

4 ......برتن وغیرہ۔

5 ......یعنی اپنے آگے بطور نمود ونمائش چلانے کیلئے۔

6 ......کرایہ پر لینے والے نے۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارۃ، ج۹، ص۷.

مسئلہ ۲: اجارہ کے ارکان ایجاب و قبول ہیں خواہ لفظ اجارہ ہی سے ہوں یا دوسرے لفظ سے۔ لفظ عاریت سے بھی اجارہ منعقد ہوسکتا ہے مثلاً یہ کہا میں نے یہ مکان ایک مہینے کو دس روپے کے عوض میں عاریت پر دیا دوسرے نے قبول کرلیا اجارہ ہوگیا۔ یوہیں اگر یہ کہا کہ میں نے اس مکان کے نفع اتنے کے بدلے میں تم کو ہبہ کیے اجارہ ہوجائے گا۔[1] (بحر)

مسئلہ ۳: جو چیز بیع کا ثمن ہوسکتی ہے وہ اُجرت بھی ہوسکتی ہے مگر یہ ضرور نہیں کہ جو اُجرت ہوسکے وہ ثمن بھی ہوجائے مثلاً ایک منفعت دوسری منفعت کی اُجرت ہوسکتی ہے جبکہ دونوں دو جنس کی ہوں اور منفعت ثمن نہیں ہوسکتی۔[2] (درمختار)

اجارہ کے شرائط

مسئلہ ۴: اجارہ کے شرائط یہ ہیں: (۱) عاقل ہونا یعنی مجنون اور ناسمجھ بچہ نے اجارہ کیا وہ منعقد ہی نہ ہوگا۔ بلوغ اس کے لیے شرط نہیں یعنی نابالغ عاقل نے اپنے نفس کے متعلق اجارہ کیا یا مال کے متعلق کیا اگر وہ ماذون ہے یعنی اُس کے ولی نے اُسے اجازت دیدی ہے تو اجارہ منعقد ہے اور اگر ماذون نہیں ہے تو ولی کی اجازت پر موقوف ہے جائز کردے گا جائز ہوجائے گا۔ اور اگر نابالغ نے بغیر اجازت ولی کام کرنے پر اجارہ کیا اور اُس کام کو کرلیا مثلاً کسی کی مزدوری چار آنے روز پر کی تو اب ولی کی اجازت درکار نہیں بلکہ اُجرت کا یہ مستحق ہوگیا۔ (۲) مِلک وولایت یعنی اجارہ کرنے والا مالک یا ولی ہو اجارہ کرنے کا اسے اختیار حاصل ہو فضولی نے[3] جو اجارہ کیا وہ مالک یا ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا اور وکیل نے عقد اجارہ کیا یہ جائز ہے۔ (۳) مستاجر کو وہ چیز سپرد کردینا جبکہ اُس چیز کے منافع پر اجارہ ہوا ہو۔ (۴) اُجرت کا معلوم ہونا۔ (۵) منفعت کا معلوم ہونا اور ان دونوں کو اس طرح بیان کردیا ہو کہ نزاع کا[4] احتمال نہ رہے، اگر یہ کہہ دیا کہ ان دو مکانوں میں سے ایک کو کرایہ پر دیا یا دو غلاموں میں سے ایک کو مزدوری پر دیا یہ اجارہ صحیح نہیں۔ (۶) جہاں اجارہ کا تعلق وقت سے ہو وہاں مدت بیان کرنا مثلاً مکان کرایہ پر لیا تو یہ بتانا ضرور ہے کہ اتنے دنوں کے لیے لیا یہ بیان کرنا ضروری نہیں ہے کہ اس میں کیا کام کرے گا۔ (۷) جانور کرایہ پر لیا اس میں وقت بیان کرنا ہوگا یا جگہ مثلاً گھنٹہ بھر سواری لے گا یا فلاں جگہ تک جائے گا اور کام بھی بیان کرنا ہوگا کہ اس سے کون سا کام لیا جائے گا مثلاً بوجھ لادنے کے لیے یا سواری کے لیے۔ (۸) وہ کام ایسا ہو کہ اُس کا استیفا[5] قدرت میں ہو اگر حقیقۃً مقدور نہ ہو مثلاً غلام کو اجارہ پر دیا اور وہ بھاگا ہوا ہے یا شرعاً غیر مقدور ہو مثلاً گناہ کی

---

1 ......"البحر الرائق"، کتاب الإجارة، ج۷، ص۵۰۶.

2 ......"الدر المختار"، کتاب الإجارة، ج۹، ص۷.

3 ......بلا اجازت تصرف کرنے والے نے۔ 4 ......جھگڑے کا۔ 5 ......پورا کرنا۔

باتوں پر اجارہ یہ دونوں اجارے صحیح نہیں۔ (۹) وہ عمل جس کے لیے اجارہ ہوا اُس شخص پر فرض وواجب نہ ہو۔ (۱۰) منفعت مقصود ہو۔ (۱۱) اُسی جنس کی منفعت اُجرت نہ ہو۔ (۱۲) اجارہ میں ایسی شرط نہ ہو جو مقتضائے عقد[1] کے خلاف ہو۔

مسئلہ ۵: اجارہ کا حکم یہ ہے کہ طرفین[2] بدلین کے[3] مالک ہوجاتے ہیں مگر یہ مِلک ایک دم نہیں ہوتی بلکہ وقتاً فوقتاً ہوتی ہے۔[4] (درمختار) مگر جبکہ تعجیل یعنی پیشگی لینا شرط ہو تو عقد کرتے ہی اُجرت کا مالک ہوجائے گا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: اجارہ کبھی تعاطی سے بھی منعقد ہوجاتا ہے اگر مدت معلوم ہو مثلاً مکان کرایہ پر دیا اُس نے کرایہ دیدیا اور معلوم ہے کہ ایک ماہ کے لیے ہے صحیح ہے طویل مدت کا اجارہ تعاطی سے منعقد نہیں ہوتا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۷: منفعت کی مقدار کا علم مدت بیان کرنے سے ہوتا ہے مثلاً پانچ روپے میں ایک مہینہ کے لیے مکان کرایہ لیا یا ایک سال کے لیے کھیت اجارہ پر لیا۔ یہ اختیار ہے کہ جس مدت کے لیے اجارہ ہو وہ قلیل مدت ہو مثلاً ایک گھنٹہ یا ایک دن یا طویل دس برس، بیس برس، پچاس برس۔ اگر اتنی مدت کے لیے اجارہ ہو کہ عادۃً اُتنے دنوں تک زندگی متوقع نہ ہو جب بھی اجارہ درست ہے۔ وقف کے اجارہ کی مدت تین سال سے زیادہ نہ ہونی چاہیے مگر جبکہ اتنے دنوں کے لیے کوئی کرایہ دار نہ ملتا ہو یا مدت بڑھانے میں زیادہ فائدہ ہے تو بڑھا سکتے ہیں۔[7] (بحر وغیرہ)

مسئلہ ۸: کبھی عمل کا بیان خود اُس کا نام لینے سے ہوتا ہے مثلاً اِس کپڑے کی رنگائی یا اس کی سلائی یا اس زیور کی بنوائی مگر کام کو اس طرح بیان کرنا ہوگا کہ جہالت باقی نہ رہے کہ جھگڑا ہو لہٰذا جانور کو سواری کے لیے لیا اس میں فقط فعل بیان کرنا کافی نہیں جب تک جگہ یا وقت کا بیان نہ ہو۔ کبھی اشارہ کرنے سے منفعت کا پتہ چلتا ہے مثلاً کہہ دیا یہ غلہ فلاں جگہ لیجانا ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۹: اجارہ میں اُجرت محض عقد سے[9] مِلک میں داخل نہیں ہوتی یعنی عقد کرتے ہی اُجرت کا مطالبہ درست

---

1 ...... تقاضۂ عقد۔
2 ...... یعنی مالک مکان اور کرایہ دار۔
3 ...... یعنی مالک مکان کرایہ کا اور کرایہ دار منفعت کا۔
4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإجارۃ، ج۹، ص۹.
5 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الإجارۃ، الباب الاول فی تفسیرالإجارۃ...إلخ، ج٤، ص ٤١١.
6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإجارۃ، ج۹، ص۹، ۱۰.
7 ...... "البحرالرائق"، کتاب الإجارۃ، ج۷، ص۵۰۸، وغیرہ.
8 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإجارۃ، ج۹، ص۱۶، ۱۷.
9 ...... یعنی صرف عقد سے۔

نہیں یعنی فوراً اُجرت دینا واجب نہیں اُجرت ملک میں آنے کی چند صورتیں ہیں: ① اُس نے پہلے ہی سے عقد کرتے ہی اُجرت دیدی دوسرا اس کا مالک ہوگیا یعنی واپس لینے کا اُس کو حق نہیں ہے، ② یا پیشگی لینا شرط کرلیا ہواب اُجرت کا مطالبہ پہلے ہی سے درست ہے، ③ یا منفعت کو حاصل کرلیا مثلاً مکان تھا اُس میں مدتِ مقررہ تک رہ لیا یا کپڑا درزی کو سینے کے لیے دیا تھا اُس نے سی دیا، ④ وہ چیز مستاجر کو سپرد کردی کہ اگر وہ منفعت حاصل کرنا چاہے کرسکتا ہے نہ کرے یہ اُس کا فعل ہے مثلاً مکان پر قبضہ دے دیا یا اجیر[1] نے اپنے نفس کو تسلیم کردیا کہ میں حاضر ہوں کام کے لیے طیار ہوں کام نہ لیا جائے جب بھی اُجرت کا مستحق ہے۔[2] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۱۰: اجارہ کا جو کچھ زمانہ مقرر ہوا ہے اس میں سے تھوڑا زمانہ گزر گیا اور باقی، باقی ہے اس باقی زمانہ میں بھی مالک کو چیز دینا اور مستاجر کو لینا ضروری ہے یعنی کچھ زمانہ گزر جانا باز رہنے کا سبب نہیں ہوسکتا ہاں جو زمانہ گزر گیا اگر اجارہ سے اصلی مقصود وہی زمانہ ہو یعنی وہی زمانہ زیادہ کارآمد ہو تو مستاجر کو اختیار ہے کہ باقی زمانہ میں لینے سے انکار کردے جیسے مکۂ معظمہ میں مکانات کا اجارہ ایک سال کے لیے ہوتا ہے مگر موسم حج ہی ایک بہتر زمانہ ہے کہ معلّمین[3] حجاج کو ان مکانات میں ٹھہراتے ہیں اور اسی کی خاطر پورے سال کا کرایہ دیتے ہیں اگر موسم حج نکل گیا اور مکان تسلیم نہیں کیا[4] تو کرایہ دار یعنی معلّمین کو اختیار ہے کہ مکانات لینے سے انکار کردیں۔[5] (بحرالرائق) اسی طرح نینی تال[6] وغیرہ پہاڑوں پر موسم گرما زیادہ مقصود ہوتا ہے اسی کے لیے ایک سال کا کرایہ دیتے ہیں بلکہ جاڑوں میں[7] مکانات اور دکانیں چھوڑ کر لوگ عموماً وہاں سے چلے آتے ہیں اگر یہ موسم گرما ختم ہوگیا اور مکان یا دُکان پر مالک نے قبضہ نہ دیا تو جاڑوں میں جبکہ وہاں رہنا نہیں ہے لیکر کیا کرے گا لہٰذا کرایہ دار کو اختیار ہے اگر لینا چاہے لے سکتا ہے نہ لینا چاہے انکار کرسکتا ہے۔ اسی طرح بعض جگہ بعض موسم میں بازار کا حال اچھا ہوتا ہے اُسی کے لیے سال بھر تک دکانیں کرایہ پر رکھتے ہیں وہ زمانہ نہ ملے تو باقی میں اختیار ہے مثلاً اجمیر شریف میں دوکانداری کا پورا نفع زمانۂ عُرس میں ہوتا ہے بلکہ اس زمانہ میں مکانات کے کرایے بھی بہ نسبت دیگر زمانہ کے بہت زیادہ ہوتے ہیں اس زمانہ میں

---

1 ......ملازم،نوکر۔

2 ......"البحرالرائق"، کتاب الإجارۃ، ج۷،ص ۵۱۱.
و"الدرالمختار"، کتاب الإجارۃ، ج۹، ص۱۷، ۱۸.

3 ......وہ لوگ جو حجاج کو زیارتیں ودعائیں اور دیگر ارکان بتاتے ہیں۔

4 ......یعنی مکان پر قبضہ نہیں دیا۔

5 ......"البحرالرائق"، کتاب الإجارۃ، ج۷،ص ۵۱۱.

6 ......ہند کے ایک پہاڑی علاقے کا نام۔

7 ......سردیوں میں۔

مکان یادکان پر قبضہ نہ ملنا کرایہ دار کے لیے نقصان کا سبب ہے لہٰذا اسے اختیار ہے۔

مسئلہ ۱۱: پیشگی اُجرت شرط کرنے سے مستاجر سے اُس وقت مطالبہ ہوگا کہ جب وہ اجارہ منجزہ ہو مثلاً یہ مکان ہم نے تم کو اتنے کرایہ پر دے دیا اور اگر اجارہ مضافہ ہو کہ فلاں مہینہ کے لیے مثلاً کرایہ پر دیا اس میں ابھی سے کرایہ کا مطالبہ نہیں ہوسکتا اگرچہ پیشگی کی شرط ہو۔[1] (بحر)

مسئلہ ۱۲: منفعت حاصل کرنے پر قادر ہونے سے اُجرت واجب ہوجاتی ہے اگرچہ منفعت حاصل نہ کی ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً مکان کرایہ دار کو سپرد کردیا جائے اس طرح کہ مالک مکان کے متاع وسامان سے خالی ہو اور اُس میں رہنے سے کوئی مانع[2] نہ ہو نہ اُس کی جانب سے نہ اجنبی کی جانب سے اس صورت میں اگر وہ نہ رہے اور بیکار مکان کو خالی چھوڑ دے تو اُجرت واجب ہوگی لہٰذا اگر مکان سپرد ہی نہ کیا یا سپرد کیا مگر اُس میں خود مالک مکان کا سامان واسباب ہے یا مدت کے گزر جانے کے بعد سپرد کیا یا مدت ہی میں سپرد کیا مگر اُسے کوئی عذر ہے یا اُس کو عذر بھی نہیں مگر حکومت کی جانب سے رہنے سے ممانعت ہے یا غاصب نے اُسے غصب کرلیا یا وہ اجارہ ہی فاسد ہے ان سب صورتوں میں مالک مکان اُجرت کا مستحق نہیں۔ جانور کو کرایہ پر لیا اس میں بھی یہ صورتیں ہیں بلکہ اس میں ایک صورت یہ زائد ہے کہ مالک نے اسے جانور دیدیا مگر جہاں سوار ہونے کے لیے لیا تھا وہاں نہیں گیا بلکہ کسی دوسری جگہ جانور کو باندھ رکھا مثلاً لیا تھا اس لیے کہ شہر سے باہر فلاں جگہ سوار ہو کر جائے گا اور جانور کو مکان ہی میں باندھ رکھا وہاں گیا ہی نہیں کہ سوار ہوتا اس صورت میں بھی اُجرت واجب نہیں اور اگر شہر میں سوار ہونے کے لیے لیا تھا اور مکان میں باندھ رکھا سوار نہیں ہوا تو اُجرت واجب ہے۔[3] (طحطاوی)

مسئلہ ۱۳: غصب سے مراد اس جگہ یہ ہے کہ اُس سے منفعت حاصل کرنے سے روک دے حقیقۃً غصب ہو یا نہ ہو غصب عام ہے کہ پوری مدت میں ہو یا بعض مدت میں اگر پوری مدت میں ہو تو پورا کرایہ جاتا رہا اور بعض مدت میں ہو تو حساب سے اُتنے دنوں کا جو کرایہ ہوتا ہے وہ نہیں ملے گا۔[4] (بحر) اسی طرح اگر کوئی دوسرا مانع اندرونِ مدت پیدا ہوگیا کہ اُس چیز سے انتفاع نہ ہوسکے[5] تو بقیہ مدت کی اُجرت ساقط ہے مثلاً زمین کاشت کے لیے لی تھی وہ پانی سے ڈوب گئی یا پانی نہ ہونے کی وجہ

---

1 ......"البحر الرائق"، کتاب الإجارة، ج۷،ص۵۱۲.

2 ......رکاوٹ۔

3 ......"حاشیة الطحطاوی"علی "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، ج٤،ص۷.

4 ......"البحر الرائق"، کتاب الإجارة، ج۷،ص۵۱۲.

5 ......یعنی نفع نہ اٹھایا جاسکے۔

سے کاشت نہ ہوسکی یا جانور سواری کے لیے کرایہ پرلیا تھا وہ بیمار ہوگیا یا بھاگ گیا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مکان کرایہ پر دیا اور قبضہ بھی دیدیا مگر ایک کوٹھری میں مالک نے اپنا سامان رکھا یا ایک کوٹھری مالک نے مستاجر سے خالی کرائی تو کرایہ میں سے اس کے کرایہ کی مقدار کم کردی جائے گی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: مستاجر نے کرایہ دے دیا ہے اور اندورنِ مدت اجارہ توڑ دیا گیا تو باقی زمانہ کا کرایہ واپس کرنا ہوگا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: کپڑا کرایہ پر پہننے کے لیے لیا کہ ہر روز ایک پیسہ کرایہ دے گا اور زمانۂ دراز تک اپنے مکان پر رکھ چھوڑا پہنا ہی نہیں تو دیکھا جائے گا کہ روزانہ پہنتا تو کتنے روز میں پھٹ جاتا اُتنے زمانہ تک کا کرایہ ایک پیسہ یومیہ اس کے ذمہ واجب ہے اُس کے بعد کا کرایہ واجب نہیں مثلاً سال بھر تک اس کے یہاں رہ گیا اور پہنتا تو تین ماہ میں پھٹ جاتا صرف تین ماہ کا کرایہ دینا ہوگا۔[4] (طحطاوی) اسی طرح یومیہ یا ماہوار پر بہت سی چیزیں کرایہ پر دی جاتی ہیں مثلاً شامیانہ کا کرایہ یومیہ ہوتا ہے کہ فی یوم اتنا کرایہ جتنے دنوں اس کے یہاں رہے گا کرایہ دینا ہوگا یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے یہاں تو ایک ہی دن کا کام تھا اُسکے بعد بیکار پڑا رہا۔ ایسا ہی گیس کے ہنڈے[5] کرایہ پر لایا اس کا کرایہ ہر رات اتنا ہوگا جتنی راتیں اس کے یہاں ہنڈے رہے اُن کا کرایہ دے یعنی جبکہ اجارہ کی کوئی مدت مقرر نہ ہوئی ہو۔

مسئلہ ۱۷: جانور کو کرایہ پر لیا کہ فلاں روز مجھے سوار ہوکر فلاں جگہ جانا ہے مالک نے اسے جانور دیدیا مگر جو دن جانے کا مقرر کیا تھا اُس روز نہیں گیا دوسرے روز گیا اُجرت واجب نہیں مگر اگر جانور اسکے مکان پر ہلاک ہوگیا تاوان دینا ہوگا کہ اس نے ناحق اُس کو روک رکھا ہے۔[6] (طحطاوی)

مسئلہ ۱۸: اجارۂ فاسدہ میں منفعت حاصل کرنے پر اُجرت واجب ہوتی ہے اگر منفعت حاصل کرنے پر قادر تھا اور حاصل نہیں کی اُجرت واجب نہیں پھر اجارۂ فاسد میں اگر اُجرت مقرر ہے تو اُجرتِ مثل واجب ہوگی جو مقرر سے زائد نہ ہو یعنی اگر اُجرتِ مثل مقرر سے کم ہے تو اُجرتِ مثل دیں گے اور اگر مقرر کے برابر یا اُس سے زائد ہے تو جو مقرر ہے وہی دیں گے زیادہ

---

1. ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الإجارة، الباب الثاني في بيان أنه متى تجب الأجرة ...إلخ، ج٤، ص٤١٣.
2. ......المرجع السابق.
3. ......المرجع السابق.
4. ......"حاشية الطحطاوى" على "الدرالمختار"، كتاب الإجارة، ج٤، ص٧.
5. ......ہانڈی کی شکل کا بڑا فانوس۔
6. ......"حاشية الطحطاوى" على "الدرالمختار"، كتاب الإجارة، ج٤، ص٧.

نہیں دیں گے اور اگر اُجرت کا تقرر نہیں ہوا ہے تو اُجرت مثل واجب ہے اُس کی مقدار جو کچھ ہو۔[1] (طحطاوی)

مسئلہ۱۹: زمینِ وقف اور زمینِ یتیم اور جو جائداد کرایہ پر چلانے کے لیے ہے ان کا بھی یہی حکم ہے کہ محض اِنتفاع پر قادر ہونے سے اجارہ فاسدہ میں اُجرت واجب نہیں ہوگی بلکہ حقیقۃً اِنتفاع ضروری ہے یعنی وقف کی زمین زراعت کے لیے بطور اجارۂ فاسدہ لی اگر زراعت کرے گا اُجرت واجب ہوگی ورنہ نہیں۔ یوہیں یتیم کی زمین زراعت کے لیے لی یا مکان کرایہ پر رہنے کے لیے بطور اجارۂ فاسدہ لیا یا جائداد کرایہ پر چلانے کے لیے ہے اس کو اجارۂ فاسدہ کے طور پر لیا ان سب میں بھی جب تک منفعت حاصل نہ کرے اُجرت واجب نہیں محض قادر ہونا اُجرت کو واجب نہیں کرتا۔[2] (طحطاوی)

مسئلہ۲۰: جس چیز کو کرایہ پر لیا تھا اُس کو کسی نے غصب کرلیا کہ یہ انتفاع پر قادر نہیں ہے مگر سفارش کے ذریعہ سے وہ چیز غاصب سے نکال سکتا ہے یا لوگوں کی حمایت سے غاصب کو جدا کرسکتا ہے اور اس نے ایسا نہیں کیا اُجرت ساقط نہیں ہوگی اور اگر غاصب کو اس وجہ سے نہیں نکالا کہ علٰیحدہ کرنے میں کچھ خرچ کرنا پڑے گا تو اُجرت ساقط ہے۔[3] (درمختار، طحطاوی)

مسئلہ۲۱: موجر[4] اور مستاجر[5] میں اختلاف ہوا موجر کہتا ہے کسی نے غصب نہیں کیا اور مستاجر کہتا ہے غصب کیا اگر مستاجر کے پاس گواہ نہیں ہیں تو یہ دیکھا جائے گا کہ فی الحال کیا ہے اگر فی الحال مکان میں مستاجر سکونت پذیر ہے تو موجر کی بات مانی جائے گی اور اُجرت دلائی جائے گی اور اگر مستاجر کے سوا کوئی دوسرا ساکن ہے تو مستاجر کی بات مقبول ہے اُجرت واجب نہیں۔[6] (بحر)

مسئلہ۲۲: مالک مکان نے مکان کی کنجی مستاجر کو دیدی مگر کنجی اس کے پاس سے جاتی رہی اگر مکان کو بلا تکلُّف کھول سکتا ہے اور نہیں کھولا اُجرت واجب ہے ورنہ نہیں اور اگر مستاجر اس کنجی سے قفل[7] نہیں کھول سکتا ہے مکان کا تسلیم کردینا اور قبضہ دینا نہیں پایا گیا اور اُجرت واجب نہیں۔[8] (درمختار)

---

1 ...... "حاشية الطحطاوی" علی "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، ج٤، ص٧.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الدر المختار"، کتاب الإجارة، ج٩، ص٢٠، ٢١.
و "حاشية الطحطاوی" علی "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، ج٤، ص٨.

4 ...... کرایہ پر دینے والا، مالک۔ 5 ...... کرایہ پر لینے والا۔

6 ...... "البحرالرائق"، کتاب الإجارة، ج٧، ص٥١٢.

7 ...... تالا۔

8 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، ج٩، ص٢٣.

مسئلہ ۲۳: اِجارہ اگر مطلق ہے اُس میں یہ نہیں بیان کیا گیا ہے کہ اُجرت کب دی جائے گی تو مکان اور زمین کا کرایہ روزانہ وصول کرسکتا ہے اور سواری کا ہر منزل پر مثلاً یہ ٹھہرا ہے کہ ہم کو یہاں سے فلاں جگہ جانا ہے اُس کا یہ کرایہ ہے مگر یہ نہیں طے ہوا ہے کہ کرایہ پہنچ کر دیا جائے گا یا کب تو ہر منزل پر حساب سے جو کرایہ ہوتا ہے وصول کرسکتا ہے مگر سواری والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں آگے نہیں جاؤں گا جہاں تک ٹھہرا ہے وہاں تک پہنچانا اُس پر لازم ہے اور اگر بیان کردیا گیا ہے کہ اتنے دنوں میں کرایہ لیا جائے گا مثلاً عموماً مکان کے کرایہ میں یہ ہوتا ہے کہ طے ہوجاتا ہے کہ ماہ بماہ کرایہ دینا ہوگا تو ہر روز یا ہر ہفتہ میں مطالبہ نہیں کرسکتا۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: درزی دھوبی سونار وغیرہم ان کاریگروں نے جب کام کرلیا اور مالک کو چیز سپرد کردی اُجرت لینے کے مستحق ہوگئے یہی حکم ہر اُس کام کرنے والے کا ہے جس کے کام کا اُس شے میں کوئی اثر ہو جیسے رنگریز[2] کہ اُس نے کپڑا رنگ کر مالک کو دیدیا اُجرت کا مستحق ہوگیا اور اگر ان لوگوں نے کام تو کیا مگر ابھی تک چیز مالک کو سپرد نہیں کی، اُجرت کے مستحق نہیں ہوئے لہٰذا اگر ان کے یہاں چیز ضائع ہوگئی اُجرت نہیں پائیں گے اگرچہ چیز کا ان کو تاوان بھی دینا نہیں پڑے گا۔ اور اگر کام کا کوئی اثر اُس چیز میں نہیں ہوتا جیسے حمال[3] کہ چیز کو یہاں سے اُٹھا کر وہاں لے گیا یہ اُجرت کے اُس وقت مستحق ہوں گے جب اُنھوں نے کام کرلیا اس کی ضرورت نہیں کہ مالک کو سپرد کردیں جب استحقاق ہو لہٰذا وہاں پہنچا دینے کے بعد اگر چیز ضائع ہوگئی اُجرت واجب ہے۔[4] (درمختار) بلکہ اگر حمال نے پہنچایا نہ ہو راستہ ہی میں اُجرت مانگتا ہے تو یہاں تک کی جتنی اُجرت حساب سے ہولے سکتا ہے مگر جہاں تک ٹھہرا ہے اُس پر وہاں تک پہنچانا لازم ہے اور پہنچانے پر باقی اُجرت کا مستحق ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: دھوبی نے کہا تمھارا کپڑا میں نے دھونے کے لیے لیا ہی نہیں ہے اس کے بعد کپڑے کا اقرار کرلیا اگر انکار سے پہلے دھو چکا ہے دھلائی کا مستحق ہے اور انکار کے بعد دھویا تو دھلائی کا مستحق نہیں اور رنگریز نے کپڑے سے انکار کردیا پھر اقرار کیا اگر انکار سے پہلے رنگ چکا ہے اُجرت کا مستحق ہے اور انکار کے بعد رنگا تو مالک کو اختیار ہے کہ کپڑا لے لے اور رنگ کی وجہ سے جو کچھ کپڑے کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے وہ دیدے اور چاہے تو سفید کپڑے کی قیمت تاوان لے۔ اور کپڑا بننے والے

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، ج۹، ص۲٤.

و"الفتاوی الهندية"، کتاب الإجارة، الباب الثاني في بيان أنه متی تجب الأجرة...إلخ، ج٤، ص٤١٣.

2 ...... کپڑے رنگنے والا۔ 3 ...... بوجھ اٹھانے والا مزدور۔

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، ج۹، ص۲٤، ۲٥.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الإجارة، الباب الثاني في بيان أنه متی تجب الأجرة...إلخ، ج٤، ص٤١٣.

نے سوت سے انکار کیا پھر اقرار کیا اور انکار سے قبل بُن چکا ہے اُجرت ملے گی اور انکار کے بعد بُنا ہے تو کپڑا اِسی بننے والے کا ہے اور سوت والے کو اُتنا ہی سوت دے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: درزی نے مستاجر کے گھر پر کپڑا سیا تو کام کرنے پر اُجرت واجب ہو جائے گی مالک کو سپرد کرنے کی ضرورت نہیں کہ جب اُس کے مکان پر ہی کام کر رہا ہے تو تسلیم کرنے کی ضرورت نہیں یہ خود ہی تسلیم کے حکم میں ہے لہٰذا کپڑا سی رہا تھا چوری ہو گیا اُجرت کا مستحق ہے بلکہ اگر کچھ سیا تھا کچھ باقی تھا یعنی مثلاً پورا کرتہ سیا بھی نہیں تھا کہ جاتا رہا جتنا سی لیا تھا اُس کی اُجرت واجب ہے۔[2] (طحطاوی)

مسئلہ ۲۷: مزدور دیوار بنا رہا ہے کچھ بنانے کے بعد گر گئی تو جتنی بنا چکا ہے اُس کی اُجرت واجب ہوگئی۔ درزی نے کپڑا سیا تھا مگر کسی نے یہ سلائی توڑ دی سلائی نہیں ملے گی ہاں جس نے توڑی ہے اُس سے تاوان لے سکتا ہے اور اب دوبارہ سینا بھی درزی پر واجب نہیں کہ کام کر چکا اور اگر خود درزی ہی نے سلائی توڑ دی تو دوبارہ سینا واجب ہے گویا اُس نے کام کیا ہی نہیں۔[3] (بحر)

مسئلہ ۲۸: درزی نے کپڑا قطع کیا اور سیا نہیں بغیر سیے مر گیا قطع کرنے کی کچھ اُجرت نہیں دی جائے گی کہ عادۃً سلائی کی اُجرت دیتے ہیں قطع کرنے کی اُجرت نہیں دی جاتی ہاں اگر اصل مقصود درزی سے کپڑا قطع کرانا ہی ہے سلوانا نہیں ہے تو اس کی اُجرت بھی ہو سکتی ہے۔[4] (طحطاوی، بحر)

مسئلہ ۲۹: دھوبی کو دھونے کے لیے کپڑے دیے اور دُھلائی کا تذکرہ نہیں ہوا کہ کیا ہوگی اُجرت مثل واجب ہوگی کیونکہ اُس کا کام ہی یہ ہے کہ اُجرت پر کپڑا دھوتا ہے۔[5] (بحر)

مسئلہ ۳۰: نانبائی[6] اس وقت اُجرت لینے کا حقدار ہوگا جب روٹی تنور سے نکال لے کہ اب اُس کا کام ختم ہوا اور اگر

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة، الباب الثاني في بيان أنه متى تجب الأجرة...إلخ، ج٤، ص٤١٤.

2 ......"حاشية الطحطاوی" على "الدرالمختار"، كتاب الإجارة، ج٤، ص٩.

3 ......"البحرالرائق"، كتاب الإجارة، ج٧، ص٥١٢، ٥١٣.

4 ......"حاشية الطحطاوی" على "الدرالمختار"، كتاب الإجارة، ج٤، ص٩.
و"البحر الرائق"، كتاب الإجارة، ج٧، ص٥١٣.

5 ......"البحرالرائق"، كتاب الإجارة، ج٧، ص٥١٣.

6 ......روٹی پکانے والا۔

کچھ روٹیاں پکائی ہیں کچھ باقی ہیں تو جتنی پکا چکا ہے حساب کر کے انکی پکوائی لے سکتا ہے یہ اُس صورت میں ہے کہ مستاجر یعنی پکوانے والے کے مکان پر اُس نے روٹی پکائی اور اگر پکنے کے بعد یعنی تنور سے نکالنے کے بعد بغیر اس کے فعل کے کوئی روٹی تنور میں گر گئی اور جل گئی تو اس کی اُجرت منہا نہیں کی جاسکتی کہ تنور سے نکال کر رکھنے کے بعد اُجرت کا حقدار ہو چکا ہے اور اس روٹی کا اس سے تاوان بھی نہیں لیا جاسکتا کہ اِس نے خود نقصان نہیں کیا ہے اور اگر تنور سے نکالنے کے پہلے ہی جل گئی تو اس کی اُجرت نہیں ملے گی بلکہ تاوان دینا ہوگا یعنی اس روٹی کا جتنا آٹا تھا وہ تاوان دے اور اگر روٹی پکوانے والے کے یہاں نہیں پکائی ہے خواہ نانبائی نے اپنے گھر پکائی یا دوسرے کے مکان پر اور روٹی جل جائے یا چوری ہو جائے بہر حال اُجرت کا مستحق نہیں ہے کہ اس کے لیے تسلیم یعنی مستاجر کے قبضہ میں دینے کی ضرورت ہے پھر اگر چوری ہوگئی تو نانبائی پر تاوان نہیں کیوں کہ آٹا اس کے پاس امانت تھا جس میں تاوان نہیں ہوتا اور اگر جل گئی ہے تو تاوان دینا ہوگا کہ اس کے فعل سے نقصان ہوا اور مالک کو اختیار ہے کہ روٹی کا تاوان لے یا آٹے کا اگر روٹی کا تاوان لے گا تو پکوائی دینی ہوگی اور آٹا لے تو نہیں۔ لکڑی، نمک، پانی ان میں سے کسی کا تاوان نہیں۔[1] (بحر، درمختار، طحطاوی)

مسئلہ ۳۱: باورچی جو گوشت یا پلاؤ وغیرہ پکاتا ہے اگر یہ کھانا اُس نے دعوت کے موقع پر پکایا ہے ولیمہ کی دعوت ہو یا ختنہ کی یا چھٹی کی یا عقیقہ کی یا قرآن مجید ختم کرنے کی، غرض کسی قسم کی دعوت ہو اس میں اُجرت کا اُس وقت مستحق ہوگا جب سالن وغیرہ برتنوں میں نکال دے اور گھر کے لوگوں کے لیے پکایا ہے تو کھانا طیار کرنے پر اُجرت کا حقدار ہوگیا۔[2] (درمختار، بحر) مگر یہ وہاں کا عرف ہے کہ باورچی ہی کھانا نکالتے ہیں ہندوستان میں عموماً یہ طریقہ ہے کہ باورچی طیار کر دیتے ہیں جس نے دعوت کی اُس کے عزیز و اقارب دوست احباب کھانا نکالتے ہیں کھلاتے ہیں باورچی سے اس کام کا کوئی تعلق نہیں رہتا لہٰذا یہاں کے عرف کے لحاظ سے کھانا طیار کرنے پر مزدوری کا مستحق ہو جائے گا نکالنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۳۲: باورچی نے کھانا خراب کر دیا یا جلا دیا یا کچا ہی اوتار دیا اُسے کھانے کا ضمان دینا ہوگا۔ اور اگر آگ لے کر چلا کہ چولھا جلائے یا تنور روشن کرے چنگاری اوڑی اور مکان میں آگ لگ گئی مکان جل گیا اس کا تاوان دینا نہیں

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الإجارۃ، ج۷، ص۵۱۳.

و"الدرالمختار"، کتاب الإجارۃ، ج۹، ص۲۶،۲۸.

و"حاشیۃ الطحطاوی" علی "الدر المختار"، کتاب الإجارۃ، ج٤، ص۹،۱۰.

2 ......"الدر المختار"، کتاب الإجارۃ، ج۹، ص۲۸.

و"البحرالرائق"، کتاب الإجارۃ، ج۷، ص۵۱۳.

ہوگا کہ اس میں اُس کے فعل کو دخل نہیں اِسی طرح کرایہ دار سے اگر مکان جل جائے تو تاوان نہیں کہ اُس نے قصداً ایسا نہیں کیا ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: اینٹ تھاپنے والا اُجرت کا اُس وقت مستحق ہے جب اینٹ اُس نے کھڑی کردی اس کے بعد اگر اینٹوں کا نقصان ہوا تو مالک کا ہوا اس کا نہیں اور اگر اس سے پہلے نقصان ہوا تو اسی کا ہوا کہ ابھی تک یہ اُجرت کا مستحق نہیں ہے یہ قول امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ صاحبین[2] یہ فرماتے ہیں کہ اُجرت کا مستحق اُس وقت ہوگا جب اینٹوں کا چٹا لگا دے[3] اسی پر فتویٰ ہے۔[4] (درمختار) یہاں کے عرف سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ چٹا لگانے کے بعد اُجرت ملے کیونکہ چٹا لگانا بھی انھیں تھاپنے والوں کا کام ہوتا ہے نہ اس کے لیے دوسرے مزدور رکھے جاتے ہیں نہ خود ان کو چٹا لگانے کی اُجرت دی جاتی ہے بلکہ جہاں تک دیکھا گیا ہے یہی معلوم ہوا کہ اینٹوں کا شمار ہی اُس وقت کرتے ہیں جب چٹا لگ جائے پہلے ہی سے اُجرت کیا دی جائے گی۔

مسئلہ ۳۴: اینٹ تھاپنے کا سانچا[5] تھپیرے[6] کے ذمہ ہے کہ یہ اُس کے کام کا آلہ ہے جیسے درزی کے لیے سوئی، بڑھئی[7] کے لیے بسولا[8] وغیرہ ہر قسم کے اوزار، مٹی اور ریتا مستاجر کے ذمہ ہے۔ مکان کے اندر غلہ پہنچا دینا حمال[9] کا کام ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ دروازہ تک میں نے پہنچا دیا اندر نہیں لے جاؤں گا۔ چھت یا دوسری منزل پر لیجانا حمال کا کام نہیں ہے جب تک اُس سے شرط نہ کرلیں وہ اوپر لیجانے سے انکار کرسکتا ہے۔ مٹکے، گولی[10] اور برتنوں میں غلہ بھرنا حمال کا کام نہیں جب تک اس کی شرط نہ ہو۔ اونٹ یا گھوڑا یا کوئی جانور غلہ لادنے کے لیے کرایہ پر لیا تو غلہ لادنا اور اوتارنا جانور والے کے ذمہ ہے اور مکان کے اندر پہنچانا اس کے ذمہ نہیں مگر جبکہ اس کی شرط ہو یا وہاں کا یہی عرف ہو۔[11] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۳۵: بیل گاڑی بہت سی چیزیں لادنے کے لیے کرایہ کرتے ہیں گاڑی والے کے ذمہ وہاں تک پہنچا دینا ہے جہاں تک گاڑی جاتی ہو اُس کے بعد مالک کے ذمہ ہے مگر جبکہ یہ شرط ہو کہ مکان کے اندر پہنچانا ہوگا یا وہاں کا عرف ہو جس طرح

---

1 ...... "الدر المختار"، کتاب الإجارة، ج۹، ص۲۸.

2 ...... یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ۔

3 ...... سلیقے سے رکھ دے۔

4 ...... "الدر المختار"، کتاب الإجارة، ج۹، ص۲۸.

5 ...... اینٹیں بنانے کا آلہ، قالب۔

6 ...... اینٹیں تھاپنے والے۔

7 ...... لکڑی کا کام کرنے والا۔

8 ...... ایک اوزار جس سے بڑھئی لکڑی چھیلتے ہیں۔

9 ...... بوجھ اٹھانے والا مزدور

10 ...... مٹی سے بنایا ہوا ایک بڑا برتن جس میں پانی یا غلہ رکھتے ہیں۔

11 ...... "الدر المختار"، کتاب الإجارة، ج۹، ص۲۹.

و"البحر الرائق"، کتاب الإجارة، ج۷، ص۵۱۴، ۵۱۵.

عموماً شہروں میں یہی طریقہ ہے کہ ٹھیلے والے جو چیزیں لاد کر لاتے ہیں وہ مکان کے اندر تک پہنچاتے ہیں۔

مسئلہ ۳۶: سیاہی کاتب کے ذمہ ہے یعنی لکھنے میں جو کچھ سیاہی صرف ہوگی لکھوانے والا نہیں دے گا اور کاتب کے ذمہ کاغذ شرط کر دینا اجارہ ہی کو فاسدہ کر دیتا ہے۔[1] (بحر) یوہیں قلم بھی کاتب ہی کے ذمہ ہے۔

مسئلہ ۳۷: جس کاریگر کے عمل کا اثر چیز میں پیدا ہوتا ہے جیسے رنگریز، دھوبی یہ اپنی اُجرت وصول کرنے کے لیے چیز کو روک سکتے ہیں اگر انہوں نے چیز کو روکا اور ضائع ہوگئی تو چیز کا تاوان نہیں دینا ہوگا مگر اُجرت بھی نہیں ملے گی۔ یہ روکنے کا حق اُس صورت میں ہے کہ اُجرت ادا کرنے کے لیے کوئی میعاد[2] مقرر نہ کی ہو اور اگر کہہ دیا ہے کہ ایک ماہ بعد میں اُجرت دوں گا اور کاریگر نے منظور کرلیا تو اب چیز کے روکنے کا حق جاتا رہا اور روکنے کا حق اُس وقت ہے کہ کاریگر نے اپنے مکان یا دکان میں کام کیا ہو اور اگر خود مستاجر کے یہاں کام کیا تو کام سے فارغ ہونا ہی مستاجر کو تسلیم کر دینا ہے اس میں روکنے کی صورت نہیں۔ درزی وغیرہ نے تعدی کی جس سے چیز میں نقصان ہوا تو مطلقاً ضامن ہیں اپنے مکان پر کام کیا ہو یا مستاجر کے مکان پر یا اور کہیں اور اگر کشتی میں سامان لدا ہے مالک بھی کشتی میں ہے ملاح[3] کشتی کو کھینچے لیجا رہا ہے اور کشتی ڈوب گئی ملاح ضمان نہیں دے گا۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۳۸: اثر ہونے کا کیا مطلب ہے بعض فقہا فرماتے ہیں اس کا یہ مطلب ہے کہ کام کرنے والے کی کوئی چیز اُس میں شامل ہو جائے جیسے رنگریز نے کپڑے میں اپنا رنگ شامل کر دیا اور بعض فقہا یہ کہتے ہیں کہ اس سے یہ مُراد ہے کہ کوئی چیز جو نظر نہیں آتی تھی نظر آئے اِس ثانی کی بنا پر دھوبی بھی داخل ہے کیونکہ پہلے کپڑے کی سپیدی نظر نہیں آتی تھی اب آنے لگی اور اگر دھوبی نے کلپ لگایا ہے جب تو پہلی صورت میں بھی داخل ہے۔ پستہ بادام کی گری نکالنے والا، لکڑیاں چیرنے والا، آٹا پیسنے والا، درزی اور موزہ سینے والا جبکہ یہ دونوں ڈورا اپنے پاس سے نہ لگائیں غلام کا سر مونڈنے والا یہ سب اس میں داخل ہیں دونوں قولوں میں اصح قولِ ثانی[5] ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۹: جس کے کام کا اثر اُس چیز میں نہ رہے جیسے حمال کہ غلہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاتا ہے یا ملاح کہ کسی

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الإجارة، ج۷، ص۵۱۵.

2 ......مدت۔ 3 ......کشتی چلانے والا۔

4 ......"البحرالرائق"، کتاب الإجارة، ج۷، ص۵۱۵.

5 ......یعنی صحیح ترین دوسرا قول ہے۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، ج۹، ص۳۰.

چیز کو کشتی پر لاد کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دیتا ہے یا جس نے کپڑے کو پاک کرنے کے لیے دھویا اُس کو سپید نہیں کیا یہ لوگ اُجرت وصول کرنے کے لیے چیز کو روک نہیں سکتے اگر روکیں گے غاصب قرار پائیں گے اور ضمان دینا ہوگا اور مالک کو اختیار ہے عمل کرنے کے بعد جو قیمت ہوئی اُس کا تاوان لے اور اِس صورت میں اُجرت دینی ہوگی اور چاہے تو وہ قیمت تاوان میں لے جو عمل کے بغیر ہے اور اس وقت اُجرت نہیں ملے گی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۰: اجیر[2] کے پاس چیز ہلاک ہوگئی مگر نہ تو اُس کے فعل سے ہلاک ہوئی اور نہ اُجرت لینے کے لیے اُس نے چیز روکی تھی اور اجیر وہ ہے جس کے عمل کا اثر پیدا ہوتا ہے جیسے خیاط[3] و رنگریز تو ان کی اُجرت نہیں ملے گی اور اگر عمل کا اثر نہیں پیدا ہوتا جیسے حمال تو اسے اُجرت ملے گی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: جس سے کام کرانا ہے اگر اُس سے یہ شرط کرلی ہے کہ تم کو خود کرنا ہوگا یا کہہ دیا کہ تم اپنے ہاتھ سے کرنا اس صورت میں خود اُسی کو کرنا ضروری ہے اپنے شاگرد یا کسی دوسرے شخص سے کام کرانا جائز نہیں اور کرا دیا تو اُجرت واجب نہیں اس صورت میں سے دایہ کا استثنا[5] ہے کہ وہ دوسری سے بھی کام لے سکتی ہے۔ اور اگر یہ شرط نہیں ہے کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے کام کرے گا دوسرے سے بھی کرا سکتا ہے اپنے شاگرد سے کرائے یا نوکر سے کرائے یا دوسرے سے اُجرت پر کرائے سب صورتیں جائز ہیں۔[6] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۴۲: اجارہ مطلق تھا یعنی خود اُس کاریگر کے اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی شرط نہیں تھی کاریگر نے دوسرے کو بغیر اُجرت چیز سپرد کردی یعنی دوسرے کو کام کرنے کے لیے دیدی جو اجیر نہیں ہے اور وہاں سے چیز ضائع ہوگئی تو اجیر پر ضمان واجب ہے اور اگر یہ دوسرا شخص پہلے کا اجیر ہے مثلاً درزی کو کپڑا سینے کے لیے دیا درزی نے دوسرے کو اُجرت پر سینے کے لیے دیا اور ضائع ہوگیا تو تاوان واجب نہیں نہ اول پر نہ دوسرے پر۔[7] (بحر)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، ج۹، ص ۳۰، ۳۱.

2 ......مزدور۔　3 ......درزی۔

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإجارة، الباب الثانی فی بیان أنه متی تجب الأجرة... إلخ، ج٤، ص ٤١٤ـ٤١٥.

5 ......یعنی دایہ اس حکم سے خارج ہے۔

6 ......"البحر الرائق"، کتاب الإجارة، ج۷، ص ٥١٦.

و"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، ج۹، ص ۳۱.

7 ......"البحرالرائق"، کتاب الإجارة، ج۷، ص ٥١٦.

مسئلہ ۴۳: اجیر سے کہہ دیا تم اتنی اُجرت پر میرا یہ کام کر دو یہ اجارہ مطلق کی صورت ہے اور اگر یہ کہے تم اپنے ہاتھ سے کرو یا تم خود کرو تو مقید ہے اب دوسرے سے کرانا جائز نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۴: ایک شخص کو اجیر مقرر کیا کہ میری عیال کو فلاں جگہ سے لے آؤ وہ لینے گیا مگر اُن میں سے بعض کا انتقال ہو گیا جو باقی تھے اُنھیں لے آیا اگر دونوں کو تعداد معلوم تھی تو اُجرت اُسی حساب سے ملے گی یعنی مثلاً چار بچے تھے اور اُجرت چار روپے تھی تین کو لایا تو تین روپے پائے گا اور اگر تعداد معلوم نہیں تھی تو پوری اُجرت پائے گا اور اگر گیا اور وہاں سے کسی کو نہیں لایا تو کچھ بھی اُجرت نہیں ملے گی کہ کام کیا ہی نہیں پہلی صورت میں حساب سے اُجرت ملنا اُس صورت میں ہے کہ اُنکے کم، زیادہ ہونے سے محنت میں کمی بیشی ہو مثلاً چھوٹے چھوٹے بچے ہیں کہ گود میں لانا ہوگا زیادہ ہوں گے تکلیف زیادہ ہوگی کم ہوں گے تکلیف کم ہوگی اور اگر کم زیادہ ہونے سے اس کی محنت میں کمی بیشی نہیں ہوگی مثلاً کشتی کرایہ پر لی ہے کہ اُس میں سب کو سوار کر کے لاؤ اگر سب آئیں گے یا بعض آئیں گے دونوں صورتوں میں محنت یکساں ہے اس صورت میں پوری اُجرت ملے گی اور اگر بچوں کے لانے کا مطلب یہ ہے کہ اجیر اُن کے ساتھ ساتھ آئے گا سواری کا خرچ مستاجر کے ذمہ ہے مثلاً کہہ دیا ریل پر یا تانگہ گاڑی پر سوار کر کے لاؤ یا وہ جگہ قریب ہے سب پیدل چلے آئیں گے اس کو صرف ساتھ رہنا ہوگا یا جگہ دور ہے مگر وہ سب بڑے ہیں پیدل چلے آئیں گے اس کی محنت میں اُن کے کم وبیش ہونے سے کوئی فرق نہیں تو پوری اُجرت پائے گا۔[2] (درمختار، طحطاوی)

مسئلہ ۴۵: ایک شخص کو اجیر کیا کہ فلاں جگہ فلاں شخص کے پاس میرا خط لے جاؤ اور وہاں سے جواب لاؤ اگر یہ خط لے کر نہیں گیا اُجرت کا مستحق نہیں ہے کہ صرف جانے آنے کے لیے اُس نے اجیر نہیں کیا تھا جب اُس نے کام نہیں کیا اُجرت کس چیز کی لے گا اور اگر وہاں خط لیکر گیا مگر مکتوب الیہ[3] کا انتقال ہو گیا تھا خط واپس لایا اس صورت میں بھی اُجرت کا مستحق نہیں اور اگر خط واپس نہیں لایا بلکہ وہیں چھوڑ آیا تو جانے کی اُجرت پائے گا آنے کی نہیں۔ اور اگر مکتوب الیہ وہاں سے کہیں چلا گیا ہے جب بھی یہی صورتیں ہیں۔ اسی طرح اگر مٹھائی وغیرہ کوئی کھانے کی چیز بھیجی تھی جس کے پاس بھیجی تھی وہ مر گیا یا کہیں چلا گیا یہ واپس لایا جب بھی مزدوری کا مستحق نہیں۔[4] (درمختار، طحطاوی)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، ج۹، ص ۳۱.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، ج۹، ص ۳۲.

و "حاشية الطحطاوي" علی "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، ج ٤، ص ۱۱، ۱۲.

3 ...... جس کی طرف خط لکھا گیا اس کا۔

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، ج۹، ص ۳۳، ۳۵.

و "حاشية الطحطاوي" علی "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، ج ٤، ص ۱۲.

مسئلہ ۴۶: متولی وقف نے[1] وقف کی جائداد کو اُجرتِ مثل سے کم پر دیدیا مستاجر[2] پر اُجرتِ مثل واجب ہے۔ یوہیں نابالغ کے باپ یا وصی نے اس کی جائداد کو کم کرایہ پر دیدیا اُس مستاجر پر اُجرت مثل واجب ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۷: ایک مکان خریدا کچھ دنوں اُس میں رہنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ مکان وقف ہے یا کسی یتیم کا ہے مکان تو واپس کرنا ہی ہوگا جتنے دنوں اُس میں رہا ہے اُس کا کرایہ بھی دینا ہوگا۔[4] (طحطاوی)

مسئلہ ۴۸: مکان کرایہ پر لیا تھا اور اس کی اُجرت پیشگی دیدی تھی مگر مالک مکان مرگیا لہٰذا اجارہ فسخ ہوگیا کرایہ جو پیشگی دے چکا ہے اُس کے وصول کرنے کے لیے کرایہ دار کو مکان روک لینے کا حق نہیں اور اگر مالک مکان پر دین تھا اور مرگیا دین ادا کرنے کے لیے مکان فروخت کیا گیا تو، بہ نسبت دوسرے قرض خواہوں کے یہ اپنا زر پیشگی[5] وصول کرنے میں زیادہ حقدار ہے یعنی یہ اپنا پورا روپیہ ثمن سے وصول کرلے اس کے بعد کچھ بچے تو دوسرے قرض خواہ اپنے اپنے حصہ کے موافق اُس سے لے سکتے ہیں اور کچھ نہیں بچا تو اس ثمن سے لینے کے حقدار نہیں۔[6] (طحطاوی)

مسئلہ ۴۹: مستاجر نے اُجرت زیادہ کردی مثلاً پانچ روپیہ ماہوار کرایہ کا مکان تھا کرایہ دار نے چھ روپے کردیے اگر اندرونِ مدت یہ اضافہ ہے تو اصل عقد کے ساتھ لاحق ہوجائے گا جیسے بیع میں ثمن کا اضافہ اور اگر مدت پوری ہونے کے بعد اضافہ کیا جب بھی زیادہ دینا جائز ہے یعنی یہ ایک احسان ہے عقد باقی نہیں رہا اُس کے ساتھ کیوں کر لاحق ہوگا۔ اور آجر یعنی مثلاً مالک مکان نے اُس شے میں اضافہ کردیا جو کرایہ پر تھی مثلاً پہلے ایک مکان تھا اب اُسی کرایہ میں دوسرا مکان بھی دیدیا یہ بھی جائز ہے اور اگر یتیم یا وقف کا مکان ہے تو اس کی اُجرتِ مثل لی جائے گی۔[7] (درمختار، طحطاوی)

مسئلہ ۵۰: درخت خریدا اور چار پانچ برس تک کاٹا نہیں اب یہ درخت پہلے سے بڑا اور موٹا ہوگیا مالک زمین کہتا ہے تم نے اتنے دنوں تک درخت چھوڑ رکھا اس کا کرایہ ادا کرو اس مدت کا کرایہ نہیں لے سکتا۔[8] (عالمگیری)

---

1. ......مال وقف کی نگرانی کرنے والے نے۔
2. ......کرایہ دار۔
3. ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، ج۹، ص۳۵، ۳٦.
4. ......"حاشیة الطحطاوی" علی "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، ج٤، ص١٢.
5. ......ایڈوانس۔
6. ......"حاشیة الطحطاوی" علی "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، ج٤، ص١٢، ١٣.
7. ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، ج۹، ص۳۷.
   و "حاشیة الطحطاوی" علی "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، ج٤، ص١٣.
8. ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإجارة، الباب الثانی فی بیان أنه متی تجب الأجرة ...إلخ، ج٤، ص٤١٤.

مسئلہ ۵۱: جس کے ذمہ دَین ہے اُس کے مکان کو اپنے دین کے عوض میں کرایہ پر لیا یہ جائز ہے اور اگر مالک مکان پر مستاجر کا دَین ہے کچھ دَین کرایہ میں مُجرا کردیا اور کچھ باقی ہے اور مدتِ اجارہ ختم ہوگئی تو مستاجر بقیہ دَین میں مکان کو نہیں روک سکتا بلکہ بعد ختم مدت مکان خالی کرنا ہوگا۔[1] (عالمگیری)

اجارہ کی چیز میں کیا افعال جائز ہیں اور کیا نہیں

مسئلہ ۱: دُکان اور مکان کو کرایہ پر دینا جائز ہے اگرچہ یہ بیان نہ کیا ہو کہ مستاجر اس میں کیا کرے گا کیونکہ یہ مشہور بات ہے کہ مکان رہنے کے لیے ہوتا ہے اور دکان میں تجارت کے لیے بیٹھتے ہیں اور یہ بھی بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ کون رہے گا کیونکہ سکونت[2] ایسی چیز ہے کہ ساکن[3] کے اختلاف سے مختلف نہیں ہوتی۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲: دکان یا مکان کو کرایہ پر لیا اُس میں خود بھی رہ سکتا ہے دوسرے کو بھی رکھ سکتا ہے مفت بھی دوسرے کو رکھ سکتا ہے کرایہ پر بھی اگرچہ مالک مکان یا دکان نے کہہ دیا ہو کہ تم اس میں تنہا رہنا۔ کپڑا پہننے کے لیے کرایہ پر لیا تو دوسرے کو نہیں پہنا سکتا اسی طرح ہر وہ کام کہ استعمال کرنے والے کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے وہ دوسرے کے لیے نہیں ہوسکتا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳: مکان اور دکان میں تمام وہ کام کرسکتا ہے جو عادۃً کیے جاتے ہیں اس کی دیواروں میں کیلیں گاڑ سکتا ہے زمین پر میخ اور کھونٹا[6] گاڑ سکتا ہے نہانا، دھونا، وضو کرنا، غُسل کرنا، کپڑے دھونا، پھینچنا[7] استنجا کرنا، لکڑیاں چیرنا یہ سب کچھ کرسکتا ہے ہاں اگر لکڑی چیرنے میں عمارت کمزور ہو یعنی بیچنے کے لیے چیرے یا مکان کی چھت پر چیرے تو جائز نہیں جب تک مالک مکان سے اجازت نہ لے لے۔ مکان کے دروازہ پر گھوڑا وغیرہ جانور باندھ سکتا ہے اور مکان کے اندر یہ نہیں کرسکتا کہ رہنے کے کمروں کو اصطبل کردے۔[8] (بحر، درمختار) بکری مکان کے اندر باندھنے کا عرف ہے اسے کرسکتا ہے، کرایہ کے مکان میں ہاتھ کی چکی سے آٹا پیسا جاسکتا ہے کہ اس سے عمارت میں نقصان نہیں آتا اور اگر عمارت

---

1. ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة، الباب الثانی فی بیان أنه متی تجب الاجرة ...إلخ، ج٤، ص٤١٥.
2. ......رہائش۔
3. ......رہنے والے۔
4. ...... "الدرالمختار"، كتاب الإجارة، باب ما يجوز من الإجارة...إلخ، ج٩، ص٤٦.
5. ......المرجع السابق، ص٤٧.
6. ......گھوڑے مویشی وغیرہ باندھنے کی بڑی میخ۔
7. ......کھنگالنا، نچوڑنا۔
8. ......"البحرالرائق"، كتاب الإجارة، باب مايجوز من الإجارة...إلخ، ج٧، ص٥١٧.
و"الدرالمختار"، كتاب الإجارة، باب ما يجوز من الإجارة...إلخ، ج٩، ص٤٦، ٤٧.

کے لیے مضر[1] ہو تو بلا شرط یا بغیر اجازتِ مالک جائز نہیں، پن چکی[2] یا مشین کی چکی یا جانوروں کی چکی کے لیے اجازت ضروری ہے کہ یہ عمارت کے لیے مضر ہیں۔[3] (بحر، درمختار، طحطاوی)

مسئلہ ۴: کرایہ دار کرایہ کے مکان یا دکان میں لوہار اور دھوبی اور چکی والے کو نہیں رکھ سکتا یعنی یہ لوگ اُسی مکان میں اپنا کام کریں مثلاً دھوبی اُسی مکان میں کپڑا دھوئے یہ بغیر اجازتِ مالک درست نہیں اور کرایہ دار خود بھی یہ کام بغیر اجازتِ مالک نہیں کرسکتا اور اگر اجارہ ہی میں ان چیزوں کا کرنا طے پا گیا ہے تو کرنا جائز ہے۔[4] (درمختار) اور اگر دھوبی مکان میں کپڑا نہیں دھوتا بلکہ تالاب سے کپڑا دھوکر لاتا ہے اور مکان میں کلپ دیتا ہے[5] استری کرتا ہے تو حرج نہیں کہ اس سے عمارت پر اثر نہیں پڑتا۔

مسئلہ ۵: مالک اور کرایہ دار میں اختلاف ہوا کہ ان چیزوں کا کرنا اجارہ میں مشروط تھا یا نہیں اس میں مالک کا قول معتبر ہے اور اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو مستاجر[6] کے گواہ مقبول اور اصل اجارہ ہی میں اختلاف ہو جب بھی یہی صورت ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۶: مستاجر نے ایک کام کو معین کیا تھا کہ یہ کروں گا اگر اس کا مثل یا اوس سے کم درجہ کا فعل کرے اس کی اجازت ہے مثلاً لوہاری کے کام[8] کے لیے مکان لیا تھا اور اس میں کپڑے دھونے کا کام کرتا ہے اگر دونوں سے عمارت کا یکساں نقصان ہے یا کپڑا دھونے میں کم نقصان ہے کرسکتا ہے۔ ایسا کام کیا جس کی اجازت نہ تھی کرایہ دینا ہوگا اور اگر مکان گر پڑا تو کرایہ نہیں بلکہ مکان کا تاوان دینا ہوگا۔[9] (درمختار) یعنی مکان کا کرایہ نہیں دینا ہوگا مگر زمین کا کرایہ دینا ہوگا۔[10] (ردالمحتار)

---

1 ......نقصان دہ۔ 2 ......پانی کی قوت سے چلنے والی چکی۔

3 ......"البحرالرائق"، کتاب الإجارة، باب مایجوز من الإجارة...إلخ، ج۷، ص۵۱۷.

و"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوز من الإجارة...إلخ، ج۹، ص۴۶.

و"حاشیة الطحطاوی" علی "الدرالمختار"، کتاب الإجارة...إلخ، باب مایجوز، ج۴، ص۱۵.

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوز من الإجارة...إلخ، ج۹، ص۴۶، ۴۷.

5 ......کلف لگاتا ہے۔ 6 ......کرایہ دار۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوز من الإجارة...إلخ، ج۹، ص۴۷.

8 ......یعنی لوہے کے اوزار وغیرہ بنانے کا کام۔

9 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوز من الإجارة...إلخ، ج۹، ص۴۷.

10 ......"ردالمحتار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوز من الإجارة...إلخ، ج۹، ص۴۷.

مسئلہ ۷: مستاجر نے مکان یا دکان کو کرایہ پر دیدیا اگر اُتنے ہی کرایہ پر دیا ہے جتنے میں خود لیا تھا یا کم پر جب تو خیر اور زائد پر دیا ہے تو جو کچھ زیادہ ہے اُسے صدقہ کردے ہاں اگر مکان میں اصلاح کی ہو اُسے ٹھیک ٹھاک کیا ہو تو زائد کا صدقہ کرنا ضرور نہیں یا کرایہ کی جنس بدل گئی مثلاً لیا تھا روپے پر دیا ہو اشرفی پر اب بھی زیادتی جائز ہے۔ جھاڑو دیکر مکان کو صاف کرلینا یہ اصلاح نہیں ہے کہ زیادہ والی رقم جائز ہو جائے اصلاح سے مراد یہ ہے کہ کوئی ایسا کام کرے جو عمارت کے ساتھ قائم ہو مثلاً پلاستر کرایا یا مونڈیر بنوائی۔ خود مالک مکان کو مستاجر نے مکان کرایہ پر دیدیا قبضہ کے بعد ایسا کیا یا قبضہ سے قبل یہ جائز نہیں بلکہ اجارہ ہی فسخ ہو جائے گا۔[1] (بحر) مگر صحیح یہ ہے کہ اجارہ فسخ نہیں ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۸: زمین کو زراعت[3] کے لیے اُجرت پر دینا جائز ہے جبکہ یہ بیان ہو جائے کہ اُس میں کیا چیز بوئی جائے گی یا مزارع سے یہ کہہ دے کہ جو تو چاہے بولیا کر، اگر ان چیزوں کا بیان نہیں ہوگا تو منازعت ہوگی[4] کیونکہ زمین کبھی زراعت کے لیے اجارہ پر دی جاتی ہے کبھی دوسرے کام کے لیے اور زراعت سب چیزوں کی ایک قسم نہیں کہ بیان کرنے کی حاجت نہ ہو بعض چیزوں کی زراعت زمین کے لیے مفید ہوتی ہے اور بعض کی مضر ہوتی ہے اگر ان چیزوں کو بیان نہیں کیا گیا تو اجارہ فاسد ہے مگر جبکہ اُس نے زراعت بودی تو اب صحیح ہو گیا کہ کام کرلینے سے وہ جہالت جو پیدا ہوگئی تھی جاتی رہی اور مستاجر پر اُجرت واجب ہوگئی۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: زراعت کے لیے کھیت لیا تو آمدورفت کا راستہ[6] اور پانی جہاں سے آتا ہے اور جس راستے سے آتا ہے یہ سب چیزیں مستاجر کو بغیر شرط بھی ملیں گی کیونکہ یہ نہ ہوں تو زراعت ہی ناممکن ہے اور کھیت بیع لیا[7] تو یہ چیزیں بغیر شرط داخل نہیں۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: کھیت ایک سال کے لیے لیا تو سال کی دونوں فصلیں ربیع[9] و خریف[10] اُس میں بوسکتا ہے اگر اس

---

1 ...... "البحرالرائق"، کتاب الإجارة، باب ما یجوز من الإجارة...إلخ، ج۷، ص۵۱۸.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوز من الإجارة...إلخ، ج۹، ص۱۵۳.

3 ...... کھیتی، باڑی۔　4 ...... یعنی جھگڑا ہوگا۔

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوز من الإجارة...إلخ، ج۹، ص۴۸.

6 ...... یعنی آنے جانے کا راستہ۔　7 ...... یعنی خریدا۔

8 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوز من الإجارة...إلخ، ج۹، ص۴۸.

9 ...... موسم بہار کی فصل۔　10 ...... موسم خزاں کی فصل۔

وقت زراعت نہیں ہوسکتی کیونکہ پانی نہیں ہے مگر مدت کے اندر زراعت ہوسکتی ہے لگان واجب ہے ورنہ نہیں۔[1] (درمختار) اوروہ زمین جو پانی سے دور ہونے کی وجہ سے زراعت کے قابل نہیں اس کو یا بنجر زمین کو کاشت کے لیے اجارہ پر لینا درست نہیں۔[2] (طحطاوی)

مسئلہ ۱۱: زمین زراعت کے لیے اجارہ پر دی اور زراعت کو کوئی آفت پہنچی مثلاً کھیت پانی سے ڈوب گیا تو جو حصہ لگان کا آفت پہنچنے سے پہلے کا ہے وہ دینا ہوگا اور آفت پہنچنے کے بعد کا جو حصہ ہے وہ ساقط جبکہ دوسری زراعت کا موقع نہ رہے اور اگر پھر کھیت بو سکتا ہے تو لگان ساقط نہیں اگرچہ کھیت نہ بویا کہ یہ اُس کا اپنا قصور ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: زمین میں دوسرے کی زراعت لگی ہوئی ہے اور جس نے کھیت بویا ہے جائز طور پر بویا ہے مثلاً اُس کے پاس کھیت عاریت ہے یا اُس نے اجارہ پر لیا ہے اگرچہ یہ اجارہ فاسد ہی ہو یہ زمین دوسرے کو اجارہ پر دینا جائز نہیں، اور اگر اجارہ پر دیدی اور فصل کٹ گئی اور مالک زمین نے نئے مزارع[4] کو زمین دیدی تو اجارہ صحیح ہوگیا ہاں ایک شخص نے جائز طور پر بویا تھا اور فصل کٹنے کے وقت دوسرے کو دیدی یہ اجارہ جائز ہے مزارع اول سے کہا جائے گا کھیت کاٹ لے پھر یہ کھیت مزارع دوم کو دیدیا جائے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اجارہ کو زمانۂ مستقبل کی طرف مضاف کیا مثلاً فلاں مہینہ سے یہ کھیت تم کو اتنے لگان پر دیا جبکہ معلوم ہو کہ اُس وقت تک کھیت خالی ہوجائے گا مثلاً بیساکھ[5] سے یا جیٹھ[6] سے یہ صورت مطلقاً جائز ہے مزارع اول نے جائز طور پر بویا ہو یا ناجائز طور پر۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ اُس کھیت کو بونے والے نے ناجائز طور پر بویا ہو مالک نے دوسرے کو اجارہ پر دیدیا یہ اجارہ جائز ہے کیونکہ مزارع کو یہ کھیت دیدینا ممکن کہ ہے جس نے بویا ہے اُسکو مجبور کیا جائے گا کہ اپنی زراعت فوراً کاٹ لے طیار ہو یا نہ ہو۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: مکان اجارہ پر دیا کچھ خالی ہے کچھ مشغول ہے اجارہ صحیح ہے مگر جو حصہ مشغول ہے اُس کی نسبت کہا جائے گا کہ خالی کر کے مستاجر کے حوالہ کردے اور اگر خالی کرنے میں ضرر ہو مثلاً کھیت اجارہ پر دیا ہے اس کے کچھ حصہ میں زراعت ہے

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوز من الإجارة...إلخ، ج۹، ص۴۸.

2 ...... "حاشیة الطحطاوی" علی "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب مایجوز، ج٤، ص۱۵.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوز من الإجارة...إلخ، ج۹، ص۱۲۸.

4 ...... کاشت کار۔ 5 ...... بکرمی سال کا مہینہ جو عموماً وسط اپریل سے وسط مئی تک ہوتا ہے۔

6 ...... بکرمی سال کا وہ مہینہ جو عموماً وسط مئی سے وسط جون تک ہوتا ہے۔

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوز من الإجارة...إلخ، ج۹، ص٤۹.

جو ابھی طیار نہیں ہے تو اس کے خالی کرنے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: مکان جس میں کوئی رہتا ہو وہ دوسرے کو کرایہ پر دینا جائز ہے جبکہ رہنے والا کرایہ پر نہ ہو اور مالک مکان کے ذمہ مکان خالی کرا کر کرایہ دار کو دینا ہے اور کرایہ کی مدت اُس وقت سے شمار ہوگی، جب سے اس کے قبضہ میں آیا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: زمین کو مکان بنانے یا پیڑ لگانے یا زراعت کرنے اور اُن تمام منافع کے لیے اجارہ پر دے سکتے ہیں جو حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ مثلاً مٹی کا برتن بنانے یا اینٹ اور ٹھیکرے بنانے جانوروں کو دوپہر میں یا رات میں وہاں ٹھہرانے کے لیے لینا یہ سب اجارے جائز ہیں۔[3] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۶: زمین مکان بنانے کے لیے یا درخت لگانے کے لیے اُجرت پر لی اور مدت پوری ہوگئی اپنی عمارت کا ملبہ اُٹھالے اور درخت کاٹ کر خالی زمین مالک کو سپرد کردے کیونکہ ان دونوں چیزوں کی کوئی انتہا نہیں کہ مدت میں کچھ اضافہ کیا جائے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اُس عمارت کو توڑنے کے بعد ملبہ کی جو قیمت ہو یا درخت کاٹنے کے بعد اس کی جو کچھ قیمت ہو مالک زمین اس شخص کو دیدے اور یہ اپنا مکان اور درخت مالکِ زمین کے لیے چھوڑ دے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عمارت اور درخت جس کے ہیں اُسی کی ملک پر باقی رہیں یعنی مالکِ زمین اُس کو اجازت دیدے کہ تم اپنی عمارت و درخت رکھو زمین کا میں مالک اور اِن چیزوں کے تم مالک اس کی دو صورتیں ہیں اگر ان چیزوں کے چھوڑنے کی کوئی اُجرت ہے تو اجارہ ہے ورنہ اعارہ[4] ہے مکان والا اور مالک زمین تیسرے کو اجارہ پر دے سکتے ہیں اور اس تیسرے سے جو کچھ کرایہ ملے گا وہ زمین و مکان پر تقسیم ہوگا یعنی زمین بغیر مکان کی قیمت کیا ہے اور صرف مکان کی بغیر زمین کیا قیمت ہے اِن دونوں میں جو نسبت ہو، اُسی نسبت سے دونوں اُجرت کو تقسیم کرلیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: زمینِ وقف کو اُجرت پر لیا اور اُس میں درخت لگائے یا مکان بنایا اور مدت اجارہ ختم ہوگئی مستاجر اُجرتِ مثل کے ساتھ زمین کو رکھ سکتا ہے جبکہ اس میں وقف کا ضرر نہ ہو۔ جن لوگوں پر وہ جائداد وقف ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ مکان کا ملبہ

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوز من الإجارة... إلخ، ج۹، ص۱۵٦.

2 ......المرجع السابق، ص۴۹.

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوز من الإجارة... إلخ، ج۹، ص۴۹.
و"البحر الرائق"، کتاب الإجارة، باب ما یجوز من الإجارة... إلخ، ج۷، ص۵۱۸.

4 ......عاریت۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوز من الإجارة... إلخ، ج۹، ص۴۹، ۵۰.

اُٹھالیا جائے اس کے سوادوسری بات پر راضی نہیں ہوتے ان کی ناراضی کالحاظ نہیں کیا جائے گا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: سبزی کے چھوٹے چھوٹے درخت جواسی لیے لگائے جاتے ہیں کہ ان کے پتے یا پھول سے انتفاع[2] حاصل کیا جائے گااور درخت باقی رہے گا جیسے گلاب، بیلا، چمیلی اور طرح طرح کے پھول کے درخت ان تمام سبزیوں کا وہی حکم ہے جو درخت کا ہےاور اگر درخت کی کچھ مدت ہے، جیسے موسمی پھول کہ بوئے جاتے ہیں اور کچھ زمانہ کے بعد پھول کر ختم ہوجاتے ہیں یاوہ سبزیاں جو جڑ ہی سے اُکھاڑلی جاتی ہیں جیسے گاجر، مولی، شلجم، گوبھی یا پھول پھل سے نفع اُٹھاتے ہیں مگراُس کا زمانہ محدود ہے جیسے بیگن، مرچیں یہ سب چیزیں زراعت کے حکم میں ہیں کہ اگر اجارہ کی مدت پوری ہوگئی اوران کی فصل نہیں ختم ہوئی توزمین اُس وقت تک کے لیے اُجرت مثل پر کرایہ پر لے لی جائے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: مواجر ومستاجر میں سے کوئی مرگیااور اجارہ فسخ ہوگیامگر ابھی تک زراعت طیار نہیں ہے کہ کاٹی جائے تو پکنے اور طیار ہونے تک کھیت میں رہے گی اور جواُجرت مقرر ہوئی تھی وہی دی جائے گی اور اگر مدت مقررہ ختم ہوگئی مگر زراعت طیار نہیں ہوئی تو اب جتنے دنوں کھیت میں رکھنے کی ضرورت ہواُسکی اُجرتِ مثل دی جائے گی۔ مستعیر نے کھیت عاریت لیکر بویا تھا اور معیر[4] ومستعیر[5] دونوں میں سے کوئی مرگیا تو طیاری تک زراعت کھیت میں رہے گی اور اُجرت مثل دی جائے گی اُجرت مثل پر زراعت کوکھیت میں رہنے دینے کا یہ مطلب ہے کہ قاضی نے ایسا حکم دیا ہو یا خود ان دونوں نے اس پر رضامندی کرلی ہواور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں یعنی دونوں میں لینے دینے کا کوئی تذکرہ ہی نہیں ہوایہاں تک کہ فصل طیار ہوگئی تو کچھ اُجرت نہیں ملے گی۔[6] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۲۰: زمین غصب کرکے اُس میں زراعت بوئی اس کے لیے کوئی مدت نہیں دی جاسکتی نہ اُجرت پر نہ بغیر اُجرت بلکہ یہ حکم دیا جائے گا کہ فوراً زراعت کاٹ کرکھیت خالی کردے۔[7] (درمختار)

---

1. ......"الدرالمختار"، كتاب الإجارة،باب ما يجوزمن الإجارة...إلخ، ج۹،ص ۵۲.
2. ......نفع۔
3. ......"الدرالمختار"، كتاب الإجارة،باب ما يجوزمن الإجارة...إلخ،ج۹،ص ۵٤.
4. ......بطور عاریت چیز دینے والا۔
5. ......عاریت پر(مانگ کر) چیز لینے والا۔
6. ......"البحر الرائق"، كتاب الإجارة،باب مايجوزمن الإجارة...إلخ،ج۷،ص ۵۲۲. و"الدرالمختار"، كتاب الإجارة،باب ما يجوزمن الإجارة...إلخ،ج۹،ص ۵٤.
7. ......"الدرالمختار"، كتاب الإجارة،باب مايجوز من الاجارة...إلخ،ج۹،ص ۵۵.

مسئلہ ۲۱: چوپایہ، اونٹ، گھوڑا، گدھا، خچر، بیل، بھینسا ان جانوروں کو کرایہ پر لے سکتے ہیں خواہ سواری کے لیے کرایہ پر لیں یا بوجھ لادنے کے لیے۔ اس لیے گھوڑے کو کرایہ پر نہیں لے سکتا کہ اُنھیں کوتل رکھے[1] یا اِن جانوروں کو اپنے دروازہ پر باندھ رکھے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ اس کے یہاں اتنے جانور ہیں۔ کپڑے کو پہننے کے لیے کرایہ پر لے سکتا ہے، اپنی دکان یا مکان سجانے کے لیے نہیں لے سکتا۔ مکان کو اس لیے کرایہ پر نہیں لے سکتا کہ اُس میں نماز پڑھے گا۔ خوشبو کو اس لیے کرایہ پر لیا کہ اُسے سونگھے گا۔ قرآن مجید یا کتاب کو پڑھنے کے لیے کرایہ پر لیا یہ ناجائز ہے۔ یوہیں شعرا کے دواوین[2] اور قصے کی کتابیں پڑھنے کے لیے اُجرت پر لینا ناجائز ہے۔[3] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۲۲: سواری کے لیے جانور کرایہ پر لیا اور مالک نے کہہ دیا کہ جس کو چاہو سوار کرو تو مستاجر کو اختیار ہے کہ خود سوار ہو یا دوسرے کو سوار کرائے جو سوار ہوا وہی متعین ہو گیا اب دوسرا نہیں سوار ہو سکتا اور اگر فقط اتنا ہی کہا ہے کہ سواری کے لیے جانور کرایہ پر لیا نہ سوار ہونے والے کی تعیین ہے نہ تعمیم تو اجارہ فاسد ہے یعنی سواری اور کپڑے میں یہ ضرور ہے کہ سوار اور پہننے والے کو معین کر دیا جائے یا تعمیم کر دی جائے کہ جس کو چاہو سوار کرو جس کو چاہو کپڑا پہنا دو اور یہ نہ ہو تو اجارہ فاسد مگر اگر کوئی سوار ہو گیا یعنی خود وہ سوار ہوا یا دوسرے کو سوار کر دیا یا خود کپڑے کو پہنا یا دوسرے کو پہنا دیا تو اب وہ اجارہ صحیح ہو گیا۔[4] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۲۳: سواری میں معین کر دیا تھا کہ فلاں شخص سوار ہوگا اور کپڑے میں معین کر دیا تھا کہ فلاں پہنے گا مگر ان کے سوا کوئی دوسرا شخص سوار ہوا یا دوسرے نے کپڑا پہنا اگر جانور ہلاک ہو گیا یا کپڑا پھٹ گیا تو مستاجر کو تاوان دینا ہوگا اور اس صورت میں اُجرت کچھ نہیں ہے اور اگر جانور اور کپڑا ضائع و ہلاک نہ ہوں تو نہ اُجرت ملے گی نہ تاوان۔ اور اگر دکان کو کرایہ پر دیا تھا کرایہ دار نے اُس میں لوہار کو بٹھا دیا اگر دکان گر جائے تاوان دینا ہوگا اور دکان سالم رہی تو کرایہ واجب ہوگا۔[5] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۲۴: تمام وہ چیزیں جو استعمال کرنے والوں کے اختلاف سے مختلف ہوں سب کا یہی حکم ہے کہ بیان کرنا ضرور

---

1. ......یعنی نمائش کے طور پر اپنے آگے چلائے۔
2. ......یعنی شاعروں کے کلام کے مجموعے۔
3. ......"البحر الرائق"، کتاب الإجارة، باب مایجوز من الإجارة...إلخ، ج۷، ص۵۲۲.
و"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوزمن الإجارة...إلخ، ج۹، ص۵۵.
4. ......"البحر الرائق"، کتاب الإجارة، باب مایجوز من الإجارة...إلخ، ج۷، ص۵۲۳.
و"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوزمن الإجارة...إلخ، ج۹، ص۵۷.
5. ......"البحر الرائق"، کتاب الإجارة، باب مایجوز من الإجارة...إلخ، ج۷، ص۵۲۳.
و"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوزمن الإجارة...إلخ، ج۹، ص۵۷.

ہے کہ کون استعمال کرے گا جیسے خیمہ کہ اسے کون نصب کرے گا اور کس جگہ نصب کیا جائے گا اور اس کی میخیں کون گاڑے گا ان باتوں میں حالات مختلف ہیں۔[1] (درمختار، طحطاوی)

مسئلہ ۲۵: خیمہ کی طنابیں[2] مالک کے ذمہ ہیں جس نے کرایہ پر دیا ہے اور اس کی میخیں مستاجر یعنی کرایہ دار کے ذمہ ہیں۔[3] (طحطاوی)

مسئلہ ۲۶: چھولداری[4] یا خیمہ دھوپ یا مینھ[5] میں بغیر اجازت مالک نصب کیا اور خراب ہوگیا تاوان دینا ہوگا اور اس صورت میں اُجرت نہیں اور اگر سلامت ہے تو اُجرت واجب ہوگی۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: خیمہ کے سایہ میں دوسرے لوگ بھی آرام لے سکتے ہیں مالک یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم نے دوسرے کو اس کے نیچے کیوں بیٹھنے دیا۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: خیمہ کی چوبیں[8] یا رسیاں ٹوٹ گئیں کہ نصب نہیں ہوسکا کرایہ واجب نہ ہوا۔[9] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: جن چیزوں کے استعمال میں اختلاف نہ ہو اُن میں یہ قید لگانا کہ فلاں شخص استعمال کرے بیکار ہے جس کو متعین کردیا ہے وہ بھی استعمال کرسکتا ہے اور دوسرا بھی استعمال کرسکتا ہے مثلاً مکان میں یہ شرط لگانا کہ اس میں تم خود رہنا دوسرے کو نہ رہنے دینا یا تم تنہا رہنا یہ شرطیں باطل ہیں۔[10] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: اگر اجارہ میں ایک نوع یا کسی خاص مقدار کی قید لگائی ہے اس کی مثل یا اس سے مفید استعمال جائز ہے اور اس سے مضر استعمال کی اجازت نہیں مثلاً ایک بوری گیہوں لادنے کے لیے جانور کو کرایہ پر لیا ایک بوری سے کم گیہوں یا

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوزمن الإجارة...إلخ، ج۹، ص۵۷.

و"حاشیةالطحطاوی"علی "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوزمن الإجارة...إلخ، ج٤، ص۱۸.

2 ......خیمہ کی رسیاں۔

3 ......"حاشیة الطحطاوی"علی"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوزمن الإجارة...إلخ، ج٤، ص۱۸.

4 ......چھوٹا خیمہ۔ 5 ......بارش۔

6 ......"ردالمحتار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوزمن الإجارة...إلخ، مطلب:فی الأرض المحتکرة...إلخ، ج۹، ص۵۸.

7 ......المرجع السابق.

8 ......بانس۔

9 ......"ردالمحتار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوزمن الإجارة...إلخ، مطلب فی الارض المحتکرة...إلخ، ج۹، ص۵۸.

10 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوزمن الإجارة...إلخ، ج۹، ص۵۸.

ایک بوری جَو لادنا جائز ہے کہ یہ اُس سے زیادہ آسان اور ہلکا ہے اور ایک بوری نمک لادنا جائز نہیں کہ نمک گیہوں سے زیادہ وزنی ہوتا ہے اس باب میں قاعدۂ کلیہ یہ ہے کہ عقد کے ذریعہ سے جب کسی خاص منفعت کا استحقاق ہو[1] تو وہ یا اُس کی مثل یا اُس سے کم درجہ کا حاصل کرنا جائز ہے اور زیادہ حاصل کرنا جائز نہیں مثلاً ایک من گیہوں لادنے کی اجازت ہے تو ایک من جَو لاد سکتا ہے اور ایک من روئی یا لوہا یا پتھر یا لکڑی نہیں لاد سکتا یا ایک من روئی لادنے کے لیے کرایہ پر لیا اور ایک من گیہوں لادا یہ بھی جائز نہیں۔[2] (بحر)

مسئلہ ۳۱: جانور سواری کے لیے کرایہ پر لیا اُس پر خود سوار ہوا اور ایک دوسرے شخص کو اپنے پیچھے بٹھالیا اگر دوسرا ایسا ہے کہ اپنے آپ سواری پر رُک سکتا ہے اور جانور ہلاک ہوگیا تو نصف قیمت تاوان دے اس میں یہ نہیں لحاظ کیا جائے گا کہ اس کے سوار ہونے سے کتنا بوجھ زیادہ ہوا اور یہ نہیں کہا جائے گا کہ قیمت کو دونوں کے وزن پر تقسیم کرکے دوسرے کے وزن کے مقابل میں قیمت کا جو حصہ آئے وہ تاوان میں واجب ہو بلکہ نصف قیمت تاوان میں مطلقاً واجب ہوگی اور اگر اُس شخص نے اپنے پیچھے کسی بچہ کو بٹھالیا ہے جو خود اُس پر رُک نہیں سکتا اور جانور ہلاک ہوگیا تو تاوان صرف اُتنا ہوگا جتنا اس کے سوار کرنے سے وزن میں اضافہ ہوا۔ یہ تفصیل اُس صورت میں ہے کہ جانور دونوں کو اُٹھا سکتا ہو اور اگر جانور میں اتنی طاقت نہ ہو کہ دونوں کو اُٹھا سکے تو ہر صورت میں پوری قیمت کا تاوان دینا ہوگا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۲: گھوڑے کی گردن پر دوسرا آدمی بیٹھ گیا اور جانور ہلاک ہوگیا تو پوری قیمت کا تاوان دے اور اگر جانور پر خود سوار ہوا اور کوئی چیز بھی لادلی اگرچہ یہ چیز مالک ہی کی ہو جبکہ اُس کی اجازت سے نہ لادی ہو اور جانور ہلاک ہوگیا تو وزن میں جتنا اضافہ ہوا اُس کا تاوان دے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: اِس صورت میں کہ اپنے پیچھے دوسرے کو سوار کیا اگر وہ جانور منزلِ مقصود تک پہنچ کر ہلاک ہوا پوری اُجرت بھی دینی ہوگی اور تاوان بھی دینا پڑے گا اور اگر جانور سلامت رہا ہلاک نہ ہوا تو صرف اُجرت ہی دینی ہوگی۔ پھر ضمان کی سب صورتوں میں مالک کو اختیار ہے کہ مستاجر سے ضمان لے یا اُس سے جو اُسکے ساتھ سوار ہوا ہے اگر مستاجر سے لیا تو وہ اپنے ساتھی سے رجوع نہیں کرسکتا اور دوسرے سے لیا تو دو صورتیں ہیں اگر مستاجر نے اُس کو کرایہ پر سوار کیا ہے تو یہ مستاجر سے رجوع

---

1 ......یعنی حق حاصل ہو۔

2 ......"البحرالرائق"، کتاب الإجارة، باب ما یجوز من الإجارة...إلخ، ج۷، ص۵۲۳، ۵۲۴.

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوز من الإجارة...إلخ، ج۹، ص۵۹.

4 ......المرجع السابق، ص۶۰.

کرسکتا ہے اور مفت بٹھایا ہے تو نہیں۔[1] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۳۴: جانور کو بوجھ لادنے کے لیے کرایہ پر لیا اور جتنا لادنا ٹھہرا تھا اُس سے زیادہ لاد دیا تو جتنا زیادہ لادا ہے اُس کا تاوان دے مثلاً دو من ٹھہرا تھا اس نے تین من لاد دیا جانور کی ایک تہائی قیمت تاوان دے یہ اُس صورت میں ہے کہ اس نے خود لادا ہو اور اگر جانور کے مالک نے زیادہ لادا تو تاوان نہیں اور اگر دونوں نے مل کر لادا تو نصف تاوان یہ دے اور نصف جو مالک کے فعل کے مقابل میں ہے ساقط۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۵: مکۂ معظمہ اور مدینۂ طیبہ کے لیے اونٹ کرایہ پر لیے جاتے ہیں اُن پر عموماً دو شخص سوار ہوتے ہیں اور اپنا سامان بھی لادتے ہیں اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ اُتنا ہی سامان لادیں جو متعارف ہے اُس سے زیادہ نہ لادیں اور اُس میں بھی بہتر یہ ہے کہ اپنا پورا سامان جمّال کو[3] دکھادیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: جانور کے مالک کو یہ حق نہیں ہے کہ جانور کو کرایہ پر دینے کے بعد مستاجر کے ساتھ کچھ اپنا سامان بھی لاد دے مگر اُس نے اپنا سامان رکھ دیا اور جانور منزلِ مقصود تک پہنچ گیا تو مستاجر کو پورا کرایہ دینا ہوگا یہ نہ ہوگا کہ چونکہ اُس نے اپنا سامان بھی رکھ دیا ہے لہٰذا کرایہ سے اُس کی مقدار کم کی جائے۔ اور مکان میں یہ صورت ہو کہ مالک مکان نے ایک حصۂ مکان میں اپنا سامان رکھا تو پورے کرایہ سے اُس حصہ کے کرایہ کی کمی کردی جائے گی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۷: ہل جوتنے کے لیے بیل کرایہ پر لیا ایک بیگھہ[6] جوتنا ٹھہرا تھا اُس نے ڈیڑھ بیگھہ جوت لیا اور بیل ہلاک ہوگیا پوری قیمت کا تاوان دینا ہوگا۔ یوہیں چکی چلانے کے لیے بیل کرایہ پر لیا جتنے من پیسنا قرار پایا اُس سے زیادہ پیسا اور بیل ہلاک ہوا پوری قیمت کا تاوان دینا ہوگا ان دونوں صورتوں میں صرف زیادتی کے مقابل میں تاوان نہیں بلکہ پورا تاوان ہے۔[7] (ردالمحتار)

---

1 ......"البحر الرائق"، کتاب الإجارة، باب ما یجوزمن الإجارة...إلخ، ج۷، ص ۵۲٤.
و"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوزمن الإجارة...إلخ، ج۹، ص ٦٠.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوزمن الإجارة...إلخ، ج۹، ص ٦١.

3 ......اونٹ والے کو۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، مسائل شتّٰی، ج۹، ص ١٥١.

5 ......"ردالمحتار"، کتاب الإجارة، باب ما یجوزمن الإجارة...إلخ، مطلب: فی الارض المحتکرة...إلخ، ج۹، ص ٦٤.

6 ......زمین کا ایک حصہ جس کی مقدار عموماً تین ہزار گز مربع ہوتی ہے۔

7 ......"ردالمحتار"، کتاب الإجارة، باب مایجوز من الإجارة...إلخ، مطلب: فی الارض المحتکرة...إلخ، ج۹، ص ٦٣.

مسئلہ ۳۸: سواری کے جانور کو مارنے اور زور زور سے لگام کھینچنے کی اجازت نہیں ہے ایسا کرے گا تو ضمان دینا پڑے گا خصوصاً جانور کے چہرہ پر مارنے سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے کہ چہرہ پر مارنے کی ممانعت ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار) جب جانور کا یہ حکم ہے کہ اُس کے چہرہ پر نہ مارا جائے تو انسان کے چہرہ پر مارنا بدرجۂ اولیٰ ممنوع ہوگا۔

مسئلہ ۳۹: گھوڑا کرایہ پر لیا کہ زین کس کر سوار ہوگا تو ننگی پیٹھ پر سوار نہیں ہوسکتا اور نہ اُس پر کوئی سامان لاد سکتا ہے اور اُس کی پیٹھ پر لیٹ نہیں سکتا بلکہ اُس طرح سوار ہونا ہوگا، جو عادۃً سوار ہونے کا قاعدہ ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: ایک شخص نے کسی جگہ غلہ پہنچانے کے لیے اجیر کیا[3] اور راستہ معین کردیا کہ اس راستہ سے لیجانا، اجیر دوسرے راستہ سے لے گیا اگر دونوں راستے یکساں ہیں یعنی دونوں کی مسافت میں بھی تفاوت نہیں ہے اور دونوں پر امن ہیں تو جس راستے سے چاہے لیجائے اور اگر دوسرا پر خطر ہے یا اس کی مسافت زیادہ ہے تو لے جانے والا ضامن ہے۔ یوہیں اگر جانور کرایہ پر لیا اور مالکِ جانور نے راستہ معین کردیا ہے اس میں بھی دونوں صورتیں ہیں۔ اور اگر مالکِ غلہ نے اجیر سے خشکی کے راستہ سے لیجانے کو کہہ دیا تھا وہ دریائی راستہ سے لے گیا تو ضامن ہے اور اگر خشکی کا راستہ معین نہیں کیا اور دریائی راستہ سے لے گیا تو ضامن نہیں اور منزلِ مقصود تک اجیر نے سامان پہنچادیا تو اُجرت کا مستحق ہے۔[4] (ہدایہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: گیہوں بونے کے لیے زمین اجارہ پر لی[5] اُس میں ترکاریاں بودیں جس سے زمین خراب ہوگئی اس کے متعلق متقدمین نے یہ حکم دیا ہے کہ یہ شخص غاصب ہے اس کے فعل سے زمین میں جو کچھ نقصان پیدا ہوا اُس کا تاوان دے اور زمین کی جو کچھ اُجرت قرار پائی تھی نہیں لی جائے گی مگر متاخرین یہ فرماتے ہیں کہ زمین وقف اور زمین یتیم میں اور وہ زمین جو منافع حاصل کرنے کے لیے ہے جیسے زمینداروں کے یہاں کی عموماً زمین اسی لیے ہوتی ہے کہ کاشتکاروں کو لگان پر دی[6] جائے ان میں اُجرتِ مثل لی جائے۔ اور اگر کاشتکار نے وہ بویا جس میں ضرر[7] کم ہے مثلاً ترکاری بونے کے لیے زمین لی تھی اور گیہوں بوئے تو اس صورت میں جو لگان قرار پایا ہے وہ دے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الإجارۃ، باب مایجوز من الإجارۃ... إلخ، مطلب: فی الارض المحتکرۃ... إلخ، ج۹، ص۶۴.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الإجارۃ، باب مایجوز من الإجارۃ... إلخ، مطلب: فی الارض المحتکرۃ... إلخ، ج۹، ص۶۶.

3 ...... یعنی مزدور رکھا۔

4 ...... "الھدایۃ"، کتاب الإجارات، باب مایجوز من الإجارۃ... إلخ، ج۲، ۲۳۶.

و "ردالمحتار"، کتاب الإجارۃ، باب مایجوز من الإجارۃ... إلخ، مطلب: فی الارض المحتکرۃ... إلخ، ج۹، ص۶۷.

5 ...... یعنی کرایہ پر لی۔ 6 ...... ٹھیکے پر دی۔ 7 ...... نقصان۔

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الإجارۃ، باب مایجوز من الإجارۃ... إلخ، مطلب: فی الارض المحتکرۃ... إلخ، ج۹، ص۶۸.

مسئلہ ۴۲: درزی کو اچکن[1] سینے کے لیے کپڑا دیا اُس نے کرتہ سی دیا درزی سے اپنے کپڑے کی قیمت لے لے اور وہ سلا ہوا کپڑا اُسی کے پاس چھوڑ دے اور کپڑے والے کو یہ بھی اختیار ہے کہ کرتہ لے لے اور اُس کی واجبی سلائی دیدے مگر یہ اُجرت مثل اگر اُس سے زیادہ ہے جو مقرر ہوئی تو وہی دے گا جو مقرر ہوئی یہی حکم اُس صورت میں ہے کہ کرتہ سینے کو کہا تھا اُس نے پاجامہ سی دیا۔[2] (بحر)

مسئلہ ۴۳: درزی سے کہہ دیا کہ اتنا لمبا اور اتنا چوڑا ہوگا اور اتنی آستین ہوگی مگر سی کر لایا تو اُس سے کم ہے جتنا بتایا اگر ایک آدھ اونگل کم ہے معاف ہے اور زیادہ کم ہے تو اُسے تاوان دینا پڑے گا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۴: درزی سے کہا اس کپڑے میں میری قمیص ہو جائے تو اسے قطع کر کے اتنے میں سی دو اُس نے کپڑا کاٹ دیا اب کہتا ہے کہ اس میں تمھاری قمیص نہیں ہوگی درزی کو تاوان دینا ہوگا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴۵: درزی سے پوچھا اس کپڑے میں میری قمیص ہو جائے گی اُس نے کہا ہاں اس نے کہا اسے قطع کردو قطع کرنے کے بعد درزی کہتا ہے قمیص نہیں ہوگی اِس صورت میں درزی پر تاوان نہیں کہ مالک کی اجازت سے اس نے کاٹا اور اُس کی اجازت میں شرط بھی نہیں ہے کہ قمیص ہو سکے تب قطع کرو۔ اور اگر صورت مذکورہ میں درزی کے ہاں کہنے کے بعد مالک نے یوں کہا ہوتا کہ تو کاٹ دو یا تو اب قطع کردو تو بیشک درزی کے ذمہ تاوان ہے کہ اس لفظ (تو) کے زیادہ کرنے سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ قطع کرنے کی اجازت اِس شرط سے ہے کہ قمیص ہو جائے۔[5] (بحر، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: رنگریز[6] کو سُرخ رنگنے کے لیے کپڑا دیا اُس نے زرد رنگ دیا مالک کو اختیار ہے اُس سے سفید کپڑے کی قیمت لے یا وہی کپڑا لے لے اور رنگ کی وجہ سے جو کچھ زیادتی ہوئی ہے وہ دیدے اور اس صورت میں رنگنے کی اُجرت نہیں ملے گی اور اگر وہی رنگ رنگا جس کو اس نے کہا تھا مگر خراب کر دیا اگر زیادہ خرابی نہیں ہے تو ضمان واجب نہیں اور بہت زیادہ خراب

---

1 ......شیروانی، ایک قسم کا مردانہ لباس۔

2 ......"البحر الرائق"، کتاب الإجارة، باب مایجوز من الإجارة...إلخ، ج۷، ص۵۲۹.

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب مایجوز من الإجارة...إلخ، ج۹، ص۶۹.

4 ......المرجع السابق، ص۷۰.

5 ......"البحر الرائق"، کتاب الإجارة، باب مایجوز من الإجارة...إلخ، ج۷، ص۵۲۹.

و"ردالمحتار"، کتاب الاجارة، باب مایجوز من الاجارة...إلخ، مطلب: فی الارض المحتکرة...إلخ، ج۹، ص۷۰.

6 ......کپڑے رنگنے والا۔

کردیا ہے تو سفید کپڑے کی قیمت تاوان دے۔[1] (بحرالرائق)

مسئلہ ۴۷: مہرکن[2] کو انگوٹھی دی کہ اس پر میرا نام کھود دو[3] اُس نے دوسرا نام کھود دیا مالک کو اختیار ہے انگوٹھی کا تاوان لے یا وہ اپنی انگوٹھی لے لے اور کھودائی کی اُجرت[4] مثل دیدے جو طے شدہ اُجرت سے زیادہ نہ ہو۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۸: بڑھئی[6] کو دروازہ نقش کرنے کے لیے دیا جیسا نقش بتایا تھا ویسا نہیں کیا اگر تھوڑا فرق ہے تو کچھ نہیں اور زیادہ فرق ہے تو مالک کو اختیار ہے اپنے دروازہ کی قیمت اُس سے لے یا وہ دروازہ لے کر اُجرت مثل دیدے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۹: سواری کے لیے کرایہ پر جانور لیا اُسے کھڑا کر کے نماز پڑھنے لگا وہ جانور بھاگ گیا یا کوئی لے گیا اس نے جاتے یا لے جاتے دیکھا اور نماز نہیں توڑی ضمان دینا ہوگا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۰: کرایہ کی سواری پر جارہا تھا راستہ میں خبر ملی کہ اِس راستہ پر چور ڈاکو ہیں باوجود اس کے یہ اُسی راستہ سے گیا چوروں نے وہ جانور چھین لیا اگر باوجود اس خبر کے لوگ اُس راستہ سے جارہے تھے تو ضامن نہیں ورنہ ضامن ہے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱: جس جگہ کے لیے جانور کو کرایہ پر لیا تھا وہاں سے آگے لے گیا اور جانور ہلاک ہوگیا تاوان دینا ہوگا۔[10] (درمختار)

مسئلہ ۵۲: کسی شخص کو اپنی دکان پر کام کرنے کے لیے رکھا یا کسی بازاری آدمی کو کوئی چیز بیچنے کے لیے دی یہ اُجرت مانگتے ہیں تو وہاں کا جو عرف[11] ہو اُس کے موافق کیا جائے۔[12] (درمختار)

مسئلہ ۵۳: اپنے لڑکے کو کاریگر کے پاس کام سکھانے کے لیے بٹھا دیا اور شرط کرلی کہ ماہوار اتنا دیا کرے گا یہ جائز ہے اور اگر کچھ نہیں طے ہوا جب لڑکا کام سیکھ گیا تو اُستاد اپنی اُجرت مانگتا ہے اور لڑکے کا باپ یہ کہتا ہے تمھارے یہاں لڑکے نے اتنے دنوں کام کیا اس کی اُجرت دو اس کے متعلق وہاں کا عرف دیکھا جائے گا اگر عرف یہ ہے کہ اُستاد کو اُجرت دی جائے تو اُس کو

---

1 ......"البحر الرائق"، كتاب الإجارة، باب مايجوز من الإجارة...إلخ، ج۷، ص۵۲۹.

2 ......انگوٹھی وغیرہ پر نام لکھنے والا۔ 3 ......یعنی لکھو۔ 4 ......لکھائی کی اُجرت۔

5 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الإجارة، الباب السابع والعشرون في مسائل الضمان بالخلاف...إلخ، ج٤، ص٤٩٥.

6 ......لکڑی کا کام کرنے والا۔

7 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الإجارة، الباب السابع والعشرون في مسائل الضمان بالخلاف...إلخ، ج٤، ص٤٩٥.

8 ......المرجع السابق، ص٤٩٧. 9 ......المرجع السابق.

10 ......"الدرالمختار"، كتاب الإجارة، باب مايجوز من الإجارة...إلخ، ج۹، ص۷۰.

11 ......رواج۔

12 ......"الدرالمختار"، كتاب الإجارة، باب مايجوز من الإجارة...إلخ، ج۹، ص۷۰.

اُجرتِ مثل دی جائے اور اگر عرف یہ ہے کہ اُستاد اُن بچوں کو دیا کرتے ہیں جو انکے یہاں کام سیکھتے ہیں تو اُستاد دے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۴: کرایہ والا سامان لاد کر پہنچانے لے جارہا تھا راستہ میں اسے لوگوں نے ڈرا دیا کہ اِدھر جانے میں خطرہ ہے وہاں سے واپس لایا اُسے مزدوری نہیں ملے گی بلکہ اس کو پہنچانے پر مجبور کیا جائے گا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۵: بار برداری کے لیے[3] جانور کرایہ پر لیا تھا وہ جانور بیمار ہوگیا اس وجہ سے اُتنا بوجھ نہیں لادا جتنا لادنا قرار پایا تھا بلکہ اُس سے کم لادا اس کی وجہ سے اُجرت میں کمی نہیں ہوگی بلکہ جتنی ٹھہری تھی دینی ہوگی۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۵۶: مکان کرایہ پر لیا تھا اُس میں سے کچھ حصہ گر گیا اگر اب بھی قابلِ سکونت[5] ہے اجارہ کو فسخ نہیں کرسکتا اور اگر قابلِ سکونت نہ رہا فسخ کرسکتا ہے مگر فسخ نہیں کیا تو کرایہ دینا ہوگا اور اجارہ فسخ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مالک مکان کے سامنے فسخ کرے اور اگر مکان بالکل گر گیا تو اُس کی عدم موجودگی میں بھی فسخ کرسکتا ہے مگر بغیر فسخ کیے اپنے آپ فسخ نہیں ہوگا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۷: مکان گر گیا تھا اور فسخ کرنے سے پہلے مالک مکان نے ویسا ہی بنا دیا تو مستاجر[7] کو فسخ کرنے کا اختیار باقی نہیں رہا اور اگر ویسا نہیں بنایا بلکہ کم درجہ کا بنایا تو اب بھی فسخ کرنے کا اختیار باقی ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۸: جو چیز اُجرت پر لی اور معلوم ہے کہ کچھ دن سال میں ایسے بھی ہیں کہ چیز بیکار رہے گی مثلاً حمام کو کرایہ پر لیا جو گرمیوں میں چالو نہیں رہے گا اس میں یہ شرط کردی کہ سال میں دو ماہ کا کرایہ نہیں ہوگا اس شرط سے اجارہ فاسد ہو جائے گا اور اگر یہ شرط کی کہ جتنے دنوں بیکار رہے گا اُس کا کرایہ نہیں دیا جائے گا تو اجارہ صحیح ہے اور شرط بھی صحیح۔[9] (درمختار)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب مایجوز من الإجارة...إلخ، ج۹، ص ۷۰.

2 ......المرجع السابق، ص ۷۱.

3 ......بوجھ لادنے کے لئے۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب مایجوز من الإجارة...إلخ، ج۹، ص ۷۱.

5 ......رہائش کے قابل۔

6 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الإجارة، باب مایجوز...إلخ، مطلب: خوّفوه من اللصوص...إلخ، ج۹، ص ۷۲.

7 ......کرایہ دار۔

8 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الإجارة، باب مایجوز من الإجارة...إلخ، مطلب: خوّفوه من اللصوص...إلخ، ج۹، ص ۷۲، ۷۳.

9 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب مایجوز من الإجارة...إلخ، ج۹، ص ۷٤.

دایہ کے اجارہ کا بیان

مسئلہ ۱: دایہ یعنی دودھ پلانے والی کو اُجرت پر رکھنا جائز ہے اور اس کے لیے وقت مقرر کرنا بھی ضروری ہوگا یعنی اتنے دنوں کے لیے یہ اجارہ ہے اور دایہ سے کھانے کپڑے پر اجارہ کیا جاسکتا ہے یعنی اُس سے کہا کہ کھانا کپڑا لیا کر اور بچہ کو دودھ پلا اور اس صورت میں متوسط درجہ کا کھانا دینا ہوگا اور کپڑے کی مقدار و جنس وصفت بیان کرنی ہوگی اور اُس کی مدت بھی بیان کرنی ہوگی کہ کب دیا جائے گا اس صورت میں اگرچہ جہالت ہے [1] مگر یہ جہالت باعثِ نزاع [2] نہیں ہے کیونکہ بچہ پر شفقت والدین کو مجبور کرتی ہے کہ دایہ کے کھانے کپڑے میں کمی نہ کی جائے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: کسی جانور کو دودھ پینے کے لیے اُجرت پر لیا یہ ناجائز ہے۔ یوہیں درخت کو پھل کھانے کے لیے اُجرت پر لیا یہ بھی ناجائز ہے اس صورت میں جتنا دودھ دوہا ہے یا جتنے پھل کھائے ہیں اُن کی قیمت دینی ہوگی۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: اگر دایہ سے یہ شرط طے پائی ہے کہ بچہ کے والدین کے گھر میں وہ دودھ پلائے تو یہیں اُس کو پلانا ہوگا اپنے گھر نہیں لے جاسکتی مگر جبکہ کوئی عذر ہو مثلاً وہ بیمار ہوگئی کہ یہاں نہیں آسکتی اور اگر یہاں پلانے کی شرط نہیں ہے تو وہ بچہ کو اپنے گھر لے جاسکتی ہے ان کو یہ حق نہیں کہ یہاں رہنے پر اُسے مجبور کریں ہاں اگر وہاں کا یہی عرف [5] ہے کہ دایہ بچہ کے باپ کے گھر آکر دودھ پلاتی ہے یا یہیں رہتی ہے تو بغیر شرط بھی دایہ کو اس رواج کی پابندی کرنی ہوگی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: دایہ کا کھانا بچہ کے باپ کے ذمہ نہیں ہے جبکہ اجارہ میں مشروط نہ ہو اور مشروط ہو تو دینا ہوگا کپڑے کا بھی یہی حکم ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: دایہ کا شوہر اُس سے وطی [8] کرسکتا ہے مستاجر [9] اُسے اِس اندیشہ سے منع نہیں کرسکتا کہ وطی سے حمل رہ

---

1 ......یعنی اُجرت متعین نہیں ہے۔ 2 ......جھگڑے کا سبب۔

3 ......"الهداية"، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ج ٢، ص ٢٣٩.

4 ......"ردالمحتار"، كتاب الإجارة، باب مايجوز... إلخ، مطلب: فى حديث دخوله عليه الصلوة والسلام الحمام، ج ٩، ص ٨٩.

5 ......رواج۔

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الإجارة، الباب العاشر فى إجارة الظئر، ج ٤، ص ٤٣١.

7 ......المرجع السابق، ص ٤٣٢.

8 ......ہمبستری۔ 9 ......اُجرت پر رکھنے والا۔

جائے گا تو دودھ کیوں کر پلائے گی مگر مستاجر کے گھر میں نہیں کرسکتا بلکہ اُس کے مکان میں بغیر اجازت داخل بھی نہیں ہوسکتا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۶: دایہ کے شوہر کو مطلقاً یہ حق حاصل ہے کہ اس اجارہ کو فسخ کردے خواہ اس اجارہ سے اُسکے شوہر کی بدنامی ہو مثلاً وہ شخص ذی عزت ہے اور اُس کی عورت کا اجارہ پر دودھ پلانا باعثِ ذلت ہے یا اس اجارہ میں اُس کی بدنامی نہ ہو کیونکہ اس صورت میں بھی شوہر کے بعض حقوق تلف[2] ہوتے ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ اُس شخص کا اس عورت کا شوہر ہونا معلوم ومشہور ہوا اور اگر محض دونوں کے اقرار سے ہی یہ معلوم ہوا کہ یہ میاں بی بی ہیں اُن کا نکاح ظاہر نہ ہوتو اس شوہر کو فسخِ اجارہ کا[3] اختیار نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۷: دایہ بیمار ہوگئی کہ اُس کا دودھ بچہ کو مضر ہوگا یا وہ حاملہ ہوگئی کہ اس کا بھی دودھ مضر ہے تو مستاجر اجارہ کو فسخ کرسکتا ہے بلکہ یہ خود بھی اجارہ کو فسخ کرسکتی ہے کہ دودھ پلانا اسے بھی مضر ہے۔ یوہیں اگر بچہ کے گھر والے اسے ایذا دیتے ہوں یا اس کی عادت دوسرے کے بچہ کو دودھ پلانے کی نہیں ہے یا لوگ اسے عار دلاتے ہوں تو اجارہ کو فسخ کرسکتی ہے مگر جبکہ وہ بچہ نہ دوسری عورت کا دودھ پیتا ہو نہ غذا کھاسکتا ہو تو اسے اجارہ فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: دایہ اگر بدکار عورت ہے یا بدزبان ہے یا چوری کرتی ہے یا بچہ اس کا دودھ ڈال دیتا ہے یا اس کی چھاتی مونھ میں نہیں لیتا یا وہ لوگ سفر میں جانا چاہتے ہیں اور یہ اُن کے ساتھ جانے سے انکار کرتی ہے یا بہت دیر دیر تک غائب رہتی ہے ان سب وجوہ سے اجارہ کو فسخ کرسکتے ہیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: بچہ مرگیا یا دایہ مرگئی اجارہ فسخ ہوگیا بچہ کے باپ کے مرنے سے اجارہ فسخ نہیں ہوگا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: دایہ کے ذمہ یہ کام بھی ہیں۔ بچہ کا ہاتھ مونھ دھلانا، اُس کو نہلانا، کپڑے پر پیشاب پاخانہ لگا ہو تو اسے دھونا، بچہ کو تیل لگانا اور اُس کو یہ بھی کرنا ہوگا کہ ایسی چیز نہ کھائے جس سے بچہ کو ضرر پہنچے۔[8] (درمختار)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ج۹، ص۹۰.

2 ......ضائع۔

3 ......یعنی اجارے کو ختم کرنے کا۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ج۹، ص۹۰.

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: في حديث دخوله عليه الصلاة والسلام الحمام، ج۹، ص۹۰.

6 ......المرجع السابق.

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ج۹، ص۹۱.

8 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۱۱: دایہ نے بکری کا دودھ بچہ کو پلا دیا یا اُسے غذا کھلائی یعنی اپنا دودھ پلانے کی جگہ یہ کیا تو اُجرت کی مستحق نہیں ہوگی کہ اُس کا اصلی کام دودھ پلانا ہے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۲: دایہ نے اپنی خادمہ سے دودھ پلوایا یا کسی دوسری عورت کو اِس بچہ کے دودھ پلانے کے لیے نوکر رکھا اس نے دودھ پلایا اِس صورت میں اُجرت کی مستحق ہوگی کہ دوسری عورت کا اس کے حکم سے دودھ پلانا گویا اسی کا پلانا ہے مگر جبکہ اس کو نوکر رکھتے وقت یہ شرط ہو کہ خود تجھی کو دودھ پلانا ہوگا تو دوسری عورت کا نہیں پلوا سکتی اور ایسا کرے گی تو اُجرت کی مستحق نہیں ہوگی۔[2] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۳: ایک جگہ بچہ کو دودھ پلانے کی نوکری کی اور ان لوگوں کی لاعلمی میں اُس نے دوسری جگہ بھی بچہ کو دودھ پلانے کی نوکری کر لی اور دونوں بچوں کو تا اختتامِ مدت دودھ پلاتی رہی اُس کو ایسا کرنا ناجائز و گناہ ہے مگر دونوں جگہ سے اپنی پوری اُجرت جو مقرر ہوئی ہے لینے کی مستحق ہے یہ نہیں ہوگا کہ دونوں نصف نصف اُجرت دیں۔ ہاں اگر ناغے کیے ہیں تو ان دنوں کی اُجرت کم کی جاسکتی ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: ایک شخص کے دو بچے ہیں دونوں کو دودھ پلانے کے لیے ایک دایہ کو نوکر رکھا ان میں سے ایک بچہ مر گیا تو دایہ اب سے نصف اُجرت کی مستحق ہوگی کہ جو بچہ مر گیا اُسکے حق میں اجارہ بھی نہ رہا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: دایہ کے ذمہ یہ نہیں ہے کہ بچہ کے والدین کا کام کرے بطور تبرع واحسان کر دے تو اُس کی خوشی اس عقد کی وجہ سے اُس پر لازم نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: دایہ کے عزیز و اقارب اُس سے ملنے کو آئیں تو صاحبِ خانہ اُن کو یہاں ٹھہرنے سے منع کر سکتا ہے۔ یوہیں بغیر اجازتِ صاحبِ خانہ اُن لوگوں کو یہاں کا کھانا بھی نہیں کھلا سکتی اور یہ اپنے عزیزوں کے یہاں جانا چاہتی ہو تو جانے سے منع کر سکتے ہیں جبکہ اس کا جانا بچہ کے لیے مضر ہو۔[6] (عالمگیری)

---

1 ......"الهداية"، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ج٢، ص٢٤٠.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ج٩، ص٩٢.

و"البحرالرائق"، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ج٨، ص٤١.

3 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: في حديث دخوله عليه الصلاة والسلام الحمامَ، ج٩، ص٩٢.

4 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الإجارة، الباب العاشر في إجارة الظئر، ج٤، ص٤٣٣.

5 ......المرجع السابق، ص٤٣٢. 6 ......المرجع السابق، ص٤٣٣.

مسئلہ ۱۷: حاجت کے وقت دایہ یہاں سے وقتاً فوقتاً جاسکتی ہے مگر دیر دیر تک باہر نہیں رہ سکتی اس سے اُس کو روک دیا جائے گا کہ یہ بچہ کے لیے مضر ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: بچہ کی ماں کو دودھ پلانے کے لیے اُجرت پر مقرر کیا اس کی دو صورتیں ہیں اگر وہ نکاح میں ہے تو یہ اجارہ ناجائز ہے اور طلاق دینے کے بعد یہ اجارہ ہوا اور طلاق بھی رجعی ہے تو یہ اجارہ بھی ناجائز ہے اور طلاق بائن کے بعد اجارہ ہوا تو جائز ہے اور اگر وہ بچہ اس شخص کا دوسری عورت سے ہے تو اپنی اُس عورت سے جو اس بچہ کی ماں نہیں ہے اُجرت پر دودھ پلواسکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: بچہ کی ماں کو دودھ پلانے کے لیے اُجرت پر رکھا اُس نے کسی سے نکاح کرلیا تو اس کی وجہ سے اجارہ فسخ نہیں ہوگا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: اپنے محارم میں سے کسی عورت کو دودھ پلانے کے لیے اجیر رکھنا جائز ہے مثلاً اپنی ماں یا بہن یا لڑکی کو اپنے بچہ کے دودھ پلانے کے لیے مقرر کیا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: کہیں سے پڑا ہوا بچہ اُٹھالایا اور اس کے لیے دایہ مقرر کی تو دایہ کی اُجرت خود اسی پر واجب ہوگی اور یہ شخص مُتَبَرِّع[5] ہے کہ اس کو رجوع نہیں کرسکتا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: یتیم بچہ کے لیے مال ہو تو رضاع کے مصارف[7] اُس کے اپنے مال سے دیے جائیں اور مال نہ ہو تو جس کے ذمہ اُس کا نفقہ[8] ہو اُسی کے ذمہ یہ بھی ہیں اور اگر کوئی ایسا شخص بھی نہ ہو جس پر اس کا نفقہ واجب ہو تو بیت المال سے دیے جائیں۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: دایہ کو سو روپے پر ایک سال دودھ پلانے کے لیے مقرر کیا اور یہ شرط کرلی کہ بچہ اثناء سال میں[10] مرجائے گا جب بھی اُس کو سو ہی دیے جائیں گے اس شرط کی وجہ سے اجارہ فاسد ہوگیا لہٰذا اگر بچہ مرگیا تو جتنے دنوں اُس نے

---

1. ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الإجارة، الباب العاشر فی إجارة الظئر، ج٤، ص٤٣٣.
2. ...... المرجع السابق، ص٤٣٤.
3. ...... المرجع السابق.
4. ...... المرجع السابق.
5. ...... یعنی احسان کرنے والا۔
6. ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الإجارة، الباب العاشر فی إجارة الظئر، ج٤، ص٤٣٤.
7. ...... دودھ پلانے کے اخراجات۔
8. ...... کھانے پینے، کپڑے، رہائش وغیرہ کے اخراجات۔
9. ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الإجارة، الباب العاشر فی إجارة الظئر، ج٤، ص٤٣٤.
10. ...... دورانِ سال۔

دودھ پلایا ہے اُس کی اُجرتِ مثل ملے گی اور اگر سال بھر کے لیے اس شرط کے ساتھ مقرر کیا کہ صرف پہلے مہینہ کے مقابل میں یہ سو روپے ہیں اور اس کے بعد سے سال کی بقیہ مدت میں مفت پلائے گی یہ اجارہ بھی فاسد ہے اگر دو ڈھائی مہینہ دودھ پلانے کے بعد بچہ مرگیا تو اُجرتِ مثل دی جائے گی جو اس مقرر شدہ سے زائد نہ ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: مسلمان نے بچہ کے دودھ پلانے کے لیے کسی کافرہ کو مقرر کیا یا ایسی عورت کو مقرر کیا جو صحیح النسب نہ ہو یہ جائز ہے یعنی اجارہ صحیح ہے۔[2] (عالمگیری) مگر تجربہ سے یہ امر ثابت کہ دودھ کا اثر بچہ میں ضرور پیدا ہوتا ہے اور شرع مطہر نے بھی اس سے انکار نہیں کیا ہے بلکہ دودھ کی وجہ سے رشتہ قائم ہو جانا قرآن سے ثابت اور حدیث نے بھی بتایا کہ رضاعت سے ویسا ہی رشتہ پیدا ہو جاتا ہے جس طرح نسب سے ہوتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دودھ کے بھی اثرات ہوتے ہیں لہٰذا دودھ پلانے کے لیے جو عورت اختیار کی جائے اُس کے صلاح و تقویٰ کا لحاظ کیا جائے تاکہ بچہ میں بدعورت کے بُرے اثرات نہ پیدا ہوں۔ دوسرا امر یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ دایہ کی صحبت میں بچہ رہتا ہے اور بچہ کی تربیت دایہ کے ذمہ ہوتی ہے اور تربیت وصحبت کے بداثرات کا انکار بدیہی[3] بات کا انکار ہے اور بچپن میں جو خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں اُن کا زائل ہونا نہایت دشوار ہوتا ہے لہٰذا ان کو نظرانداز کرنا مصالح کے خلاف[4] ہے اگرچہ اجارہ صحیح ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۵: بچہ کو دودھ پلانے کے لیے بکری کو اجارہ پر لیا یا بکری کا بچہ ہے اس کو دودھ پلانے کے لیے بکری کو اجارہ پر لیا یہ ناجائز ہے۔[5] (عالمگیری)

اجارۂ فاسدہ کا بیان

مسئلہ ۱: عقد فاسد وہ ہے جو اپنی اصل کے لحاظ سے موافق شرع[6] ہے مگر اُس میں کوئی وصف ایسا ہے جس کی وجہ سے نامشروع[7] ہے اور اگر اصل ہی کے اعتبار سے خلاف شرع ہے تو وہ باطل ہے مثلاً مُردار یا خون کو اُجرت قرار دیا یا خوشبو کو سونگھنے کے لیے اُجرت پر لیا یا بُت بنانے کے لیے کسی کو اجیر رکھا کہ ان سب صورتوں میں اجارہ باطل ہے۔ اجارۂ فاسدہ کی مثال یہ ہے کہ اجارہ میں کوئی ایسی شرط ذکر کی جس کو عقد اجارہ مقتضی نہ ہو اسی کی صورتیں یہاں ذکر کی جائیں گی۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة، الباب العاشر في إجارة الظئر، ج ٤، ص ٤٣٤.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... روشن وواضح۔ 4 ...... مصلحتوں کے خلاف۔

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة، الباب العاشر في إجارة الظئر، ج ٤، ص ٤٣٤.

6 ...... شریعت کے مطابق۔ 7 ...... ناجائز۔

8 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ج ٩، ص ٧٥.

مسئلہ ۲: اجارۂ باطل میں اگر چیز کو استعمال کیا اور وہ کام کر دیا جس کے لیے اجارہ ہوا جب بھی اُجرت واجب نہ ہوگی اگرچہ وہ چیز اسی لیے ہے کہ کرایہ پر دی جائے مگر مالِ وقف اور مالِ یتیم کو اگر اجارۂ باطلہ کے طور پر دیا اور مستاجر نے منفعت حاصل کر لی تو اُجرتِ مثل واجب ہوگی۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: اجارۂ فاسدہ کا حکم یہ ہے کہ اس استعمال کرنے پر اُجرت مثل لازم ہوگی اور اس میں تین صورتیں ہیں اگر اُجرت مقرر ہی نہیں ہوئی یا جو مقرر ہوئی معلوم نہیں ان دونوں صورتوں میں جو کچھ اُجرت مثل ہو دینی ہوگی اور اگر اُجرت مقرر ہوئی اور وہ معلوم بھی ہے تو اُجرت مثل اُسی وقت دی جائے گی جب وہ مقرر سے زیادہ نہ ہو اور اگر مقرر سے اُجرت مثل زائد ہے تو جو مقرر ہے وہی دی جائے گی اُس سے زیادہ نہیں دی جائے گی۔[2] (بحر وغیرہ)

مسئلہ ۴: اجارۂ فاسدہ میں محض قبضہ کرنے سے منافع کا مالک نہیں ہوگا اور بیع فاسد میں قبضہ کرنے سے مبیع[3] کا مالک ہو جاتا ہے مشتری[4] کے تصرفات قبضہ کے بعد نافذ ہو جاتے ہیں مستاجر[5] قبضہ کر کے اُسے اجارہ پر دیدے یہ نہیں کر سکتا اور اگر اس نے اجارہ پر دے ہی دیا تو اُجرت مثل لازم ہوگی یعنی مستاجر اول مالک کو اُجرت مثل دے گا یہ نہیں کہا جائے گا کہ یہ غاصب ہے اور انتفاع کے مقابل میں اس سے اُجرت نہ لی جائے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵: جو شرطیں مقتضائے عقد کے خلاف ہیں اُن سے عقدِ اجارہ فاسد ہو جاتا ہے لہٰذا جو شرطیں بیع کو فاسد کرتی ہیں اجارہ کو بھی فاسد کرتی ہیں کیونکہ اجارہ بھی ایک قسم کی بیع ہے فرق یہ ہے کہ بیع میں چیز بیچی جاتی ہے اور اجارہ میں چیز کی منفعت بیچی جاتی ہے۔[7] (بحر)

مسئلہ ۶: جہالت سے اجارہ فاسد ہو جاتا ہے اس کی چند صورتیں ہیں جو چیز اُجرت پر دی جائے وہ مجہول ہو یا منفعت کی مقدار مجہول ہو یعنی مدت بیان میں نہیں آئی مثلاً مکان کتنے دنوں کے لیے کرایہ پر دیا یا اُجرت مجہول ہو یعنی یہ نہیں بیان کیا کہ کرایہ کیا ہوگا یا کام مجہول ہو یہ نہیں بیان کیا کہ کیا کام لیا جائے گا مثلاً جانور میں یہ نہیں بیان کیا کہ بار برداری کے لیے ہے یا سواری کے لیے۔[8] (عالمگیری)

---

1 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ج۹، ص۷۶.

2 ......"البحرالرائق"، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ج۷، ص۵۲۹۔۵۳۱، وغیرہ.

3 ......بیچی گئی چیز۔ 4 ......خریدار۔ 5 ......کرایہ پر لینے والا۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ج۹، ص۷۶.

7 ......"البحرالرائق"، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ج۷، ص۵۳۰.

8 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإجارة، الباب الخامس عشر فی بیان مایجوز، ج٤، ص٤۳۹.

مسئلہ ۷: جانور کرایہ پر لیا اور یہ شرط ہے کہ اس کو دانہ گھاس مستاجر دے گا یہ اجارہ فاسد ہے کہ جانور کا چارہ مالک کے ذمہ ہے اور مستاجر کے ذمہ کرنا مقتضائے عقد کے خلاف ہے۔ یوہیں مکان کرایہ پر دیا اور شرط یہ ہے کہ اس کی مرمت مستاجر کے ذمہ ہے یا مکان کا ٹیکس مستاجر کے ذمہ ہے یہ اجارہ بھی فاسد ہے کہ ان چیزوں کا تعلق مالک سے ہے مستاجر کے ذمہ شرط کرنا مقتضائے عقد کے خلاف ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸: جو چیز اجارہ پر دی ہے وہ شائع ہے اس سے بھی اجارہ فاسد ہو جاتا ہے مثلاً اس مکان کا نصف حصہ کرایہ پر دیا کہ نصف مکان جزو شائع ہے یا ایک مکان مشترک ہے اس نے اپنا حصہ غیر شریک کو کرایہ پر دیا یا مکان میں تین شخص شریک ہیں اس نے اپنا حصہ ایک شریک کو کرایہ پر دیا سب صورتیں ناجائز ہیں اور اجارہ فاسد ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۹: اگر اجارہ کے وقت شیوع نہ تھا بعد میں آگیا تو اس سے اجارہ فاسد نہیں ہوگا مثلاً پورا مکان اجارہ پر دیا تھا پھر اُس کے ایک جزو شائع میں فسخ کر دیا اِس شیوع سے اجارہ فاسد نہیں ہوا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: جو چیز اُجرت میں ذکر کی گئی وہ مجہول ہے مثلاً اس کام کی اُجرت ایک کپڑا ہے یا اس میں بعض مجہول ہے مثلاً اتنا کرایہ اور مکان کی مرمت تمھارے ذمہ کہ اس صورت میں مرمت بھی کرایہ میں داخل ہے اور چونکہ معلوم نہیں مرمت میں کیا صرف ہوگا لہٰذا پورا کرایہ مجہول ہوگیا۔[4] (درمختار)

(اجارہ کے اوقات)

مسئلہ ۱۱: اجارہ کی میعاد اگر کیم تاریخ سے شروع ہوتی ہو تو مہینہ میں چاند کا اعتبار ہوگا یعنی دوسرا چاند ہوگیا مہینہ پورا ہوگیا اور اگر درمیان ماہ سے مدت شروع ہوتی ہے تو تیس دن کا مہینہ لیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کئی ماہ کے لیے مکان یا کوئی چیز کرایہ پر لی تو پہلی صورت میں چاند سے چاند تک اور دوسری صورت میں ہر مہینہ تیس تیس دن کا لیا جائے گا بلکہ ایک سال کے لیے یا کئی سال کے لیے کرایہ پر لیا تو پہلی صورت میں ہلال (چاند) کے بارہ ماہ اور دوسری صورت میں تین سو ساٹھ دن کا سال شمار ہوگا۔[5] (عالمگیری)

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ج٩، ص٧٨.

2 ...... المرجع السابق، ص٧٩.

3 ......المرجع السابق، ص٧٩.

4 ......المرجع السابق، ص٨٠.

5 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الإجارة، الباب الثالث في الأوقات...إلخ، ج٤، ص٤١٥، ٤١٦.

مسئلہ ۱۲: یوں اجارہ پر لیا کہ ہر ماہ ایک روپیہ کرایہ اور یہ نہیں ٹھہرا کہ کتنے مہینوں کے لیے کرایہ پر لینا دینا ہوا تو صرف پہلے مہینہ کا اجارہ صحیح ہے اور باقی مہینوں کا فاسد پہلا مہینہ ختم ہوتے ہی پہلی ہی تاریخ میں ہر ایک اجارہ کو فسخ کرسکتا ہے اور پہلی تاریخ میں فسخ نہیں کیا تو اب اس مہینہ میں خالی نہیں کراسکتا اور اگر مہینوں کی تعداد ذکر کردی ہے مثلاً چھ ماہ کے لیے اجارہ ہوا تو اجارہ صحیح ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: ایک سال کے لیے مکان کرایہ پر لیا اور یہ ٹھہرا کہ ہر ماہ کا ایک روپیہ کرایہ ہے یہ جائز ہے اور اگر مہینہ کا کرایہ نہیں بیان کیا صرف یہ ٹھہرا کہ ایک سال کا کرایہ دس روپے یہ بھی جائز ہے دونوں صورتوں میں اندرون سال بلا عذر کوئی بھی اجارہ کو فسخ نہیں کرسکتا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: ایک دن کے لیے مزدور رکھا تو کس وقت سے کس وقت تک کام کرے گا اس کے متعلق وہاں کا عرف[3] دیکھا جائے گا اگر عرف یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے غروب تک کام کرے تو اس کو بھی کرنا ہوگا اور اگر عرف یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے عصر تک کام کرے تو یہ لیا جائے گا اور اگر دونوں قسم کا رواج ہے تو غروب تک کام کرنا ہوگا کیونکہ اجارہ میں دن کہا ہے اور دن غروب پر ختم ہوتا ہے۔[4] (عالمگیری) ہندوستان میں اس کے متعلق مختلف قسم کے عرف ہیں معماروں[5] کے متعلق یہ عرف ہے کہ اُنھیں بارہ بجے سے دو بجے تک دو گھنٹے کی کھانے کے لیے اور کچھ تھوڑی دیر آرام کرنے کے لیے چھٹی دی جاتی ہے اور اسی وقت میں جواُن میں نمازی ہوتے ہیں نماز بھی پڑھ لیتے ہیں اور شام کو غروب آفتاب پر یا اس سے کچھ قبل کام ختم کیا جاتا ہے اور صبح کو گھنٹا پون گھنٹا دن نکلنے کے بعد کام شروع ہوتا ہے بالجملہ مزدوروں کے کام کے اوقات وہی ہوں گے جو وہاں کا عرف ہے۔

مسئلہ ۱۵: دو دن چار دن دس دن کے لیے کسی کو کام پر رکھا تو وہی ایام مراد لیے جائیں گے جو عقد اجارہ سے متصل ہیں اور اگر دنوں کو معین نہیں کیا ہے کہہ دیا کہ مثلاً دو دن کا میرے یہاں کام ہے تم کسی دو دن میں کردینا تو اجارہ صحیح نہیں کہ اس اجارہ میں وقت کا مقرر کرنا ضروری ہے۔[6] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة،الباب الثالث فی الأوقات...إلخ، ج٤،ص٤١٦ .

2 ......المرجع السابق.

3 ......رواج۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة،الباب الثالث فی الأوقات...إلخ، ج٤،ص٤١٦ .

5 ......تعمیراتی کام کرنے والوں۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة،الباب الثالث فی الأوقات...إلخ، ج٤،ص٤١٦ .

(جائز وناجائز اجارے)

مسئلہ ۱۶: حمام کی اُجرت جائز ہے اگرچہ یہاں یہ متعین نہیں ہوتا کہ کتنا پانی صرف کرے گا اور کتنی دیر تک حمام میں ٹھہرے گا۔ ہاں اگر حمام میں دوسروں کے سامنے اپنے ستر کو کھولے جیسا کہ عموماً حمام میں ایسا ہوتا ہے یا خود اپنا ستر نہیں کھولا تو دوسروں کے ستر پر نظر پڑتی ہے اس وجہ سے حمام میں جانا منع ہے خصوصاً عورتوں کو اس میں جانے سے بہت زیادہ احتیاط چاہیے اور اگر نہ اپنا ستر کھولے نہ دوسرے کے ستر کی طرف نظر کرے تو حمام میں جانے کی ممانعت نہیں۔[1] (ہدایہ، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: حجامت یعنی پچھنے لگوانا جائز ہے اور پچھنے کی اُجرت دینا لینا بھی جائز ہے پچھنے لگانے والے کے لیے وہ اُجرت حلال ہے اگرچہ اُس کو خون نکالنا پڑتا ہے اور کبھی خون سے آلودہ بھی ہو جاتا ہے مگر چونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے خود پچھنے لگوائے اور لگانے والے کو اُجرت بھی دی معلوم ہوا کہ اس اُجرت میں خباثت[2] نہیں۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۸: نر جانور کو جفتی کرنے کے لیے اُجرت پر دینا ناجائز ہے اور اُجرت بھی لینا ناجائز۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۹: گناہ کے کام پر اجارہ ناجائز ہے مثلاً نوحہ کرنے والی[5] کو اُجرت پر رکھا کہ وہ نوحہ کرے گی جس کی یہ مزدوری دی جائے گی۔ گانے بجانے کے لیے اجیر کیا[6] کہ وہ اتنی دیر تک گائے گا اور اُس کو یہ اُجرت دی جائے گی۔ ملاہی یعنی لہو ولعب پر اجارہ بھی ناجائز ہے۔ گانا یا باجا سکھانے کے لیے نوکر رکھتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے۔[7] (درمختار، عالمگیری) ان صورتوں میں اُجرت لینا بھی حرام ہے اور لے لی ہو تو واپس کرے اور معلوم نہ رہا کہ کس سے اُجرت لی تھی تو اُسے صدقہ کر دے کہ خبیث مال کا یہی حکم ہے۔[8] (بحر)

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الإجارات، باب الإجارة الفاسدة، ج۲، ص۲۳۸.

و"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: في حديث دخوله... إلخ، ج۹، ص۸۷.

2 ...... خرابی۔

3 ...... "الهداية"، كتاب الإجارات، باب الإجارة الفاسدة، ج۲، ص۲۳۸.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کرکے آواز کے ساتھ رونے والی عورت۔

6 ...... یعنی کرائے پر لایا۔

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ج۹، ص۹۲.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب الإجارة، الباب السادس في مسائل الشيوع... إلخ، ج٤، ص٤٤٩.

8 ...... "البحرالرائق"، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ج۸، ص۳۵.

مسئلہ ۲۰: طبلِ غازی[1] کہ اس سے لہو مقصود نہیں ہوتا جائز ہے اور اس کا اجارہ بھی جائز اسی طرح شادیوں میں دف بجانے کی اجازت ہے جس میں جھانج نہ ہوں اس کا اجارہ بھی ناجائز نہیں۔[2] (ردالمحتار) اس زمانہ میں ملاہی کے اجارات بکثرت پائے جاتے ہیں جیسے سنیما، بائیسکوپ تھیٹر میں ملازمین گانے اور تماشے کرنے کے لیے نوکر رکھے جاتے ہیں یہ اجارے ناجائز ہیں بلکہ تماشا دیکھنے والے اپنے تماشا دیکھنے کی اُجرت دیتے ہیں یعنی اُجرت دے کر تماشا کراتے ہیں یہ بھی ناجائز یعنی تماشا دیکھنا یا تماشا کرنا تو گناہ کا کام ہے ہی پیسے دے کر تماشے کرانا یہ ایک دوسرا گناہ ہے اور حرام کام میں پیسہ صرف کرنا ہے۔

مسئلہ ۲۱: مسلمان نے کسی کافر کو رہنے کے لیے مکان کرایہ پر دیا یہ اجارہ جائز ہے کوئی حرج نہیں۔ اب اُس گھر میں کافر نے شراب پی یا صلیب کی پرستش کی یہ اُس کافر کا ذاتی فعل ہے اس سے اُس مسلمان پر گناہ نہیں ہاں اگر اُس مکان میں کافر نے گھنٹہ[3] اور ناقوس[4] بجایا یا سنکھ[5] پھونکا یا علانیہ شراب بیچنا شروع کیا تو ضرور ان امور سے روکا جائے گا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: کسبی عورتوں کو[7] بازاروں میں بالا خانے کرایہ پر دینا کہ وہ اُن میں ناچ مجرا کریں یا زنا کرائیں، یہ ناجائز ہے۔

مسئلہ ۲۳: طاعت وعبادت کے کاموں پر اجارہ کرنا جائز نہیں مثلاً اذان کہنے کے لیے امامت کے لیے قرآن وفقہ کی تعلیم کے لیے حج کے لیے یعنی اس لیے اجیر کیا کہ کسی کی طرف سے حج کرے۔ متقدمین فقہا کا یہی مسلک تھا مگر متاخرین نے دیکھا کہ دِین کے کاموں میں سستی پیدا ہوگئی ہے اگر اِس اجارہ کی سب صورتوں کو ناجائز کہا جائے تو دِین کے بہت سے کاموں

---

1 ......یعنی جنگ کے موقعے پر جو نقارہ بجایا جاتا ہے۔

2 ......"ردالمحتار"، کتاب الاجارۃ، باب الإجارۃ الفاسدۃ، مطلب فی الإستئجار علی المعاصی، ج۹، ص۹۲.

3 ......کسی دھات کا توا وغیرہ جسے موگری سے بجاتے ہیں۔

4 ......وہ سنکھ جو ہندو یا دوسرے غیر مسلم پوجا کے وقت بجاتے ہیں۔

5 ......ایک قسم کا بڑا ناقوس جو مندروں میں بجایا جاتا ہے۔

6 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الإجارۃ، الباب السادس عشر فی مسائل الشیوع...إلخ، ج٤، ص٤٥٠.

7 ......یعنی طوائفوں کو۔

میں خلل واقع ہوگا[1] اُنھوں نے اس کلیہ سے بعض امور کا استثنا فرمادیا اور یہ فتویٰ دیا کہ تعلیم قرآن وفقہ اوراذان وامامت پر اجارہ جائز ہے کیونکہ ایسا نہ کیا جائے تو قرآن وفقہ کے پڑھانے والے طلبِ معیشت میں[2] مشغول ہوکراس کام کو چھوڑ دیں گے اورلوگ دِین کی باتوں سے ناواقف ہوتے جائیں گے۔اسی طرح اگر مؤذن وامام کونوکر نہ رکھا جائے تو بہت سی مساجد میں اذان وجماعت کا سلسلہ بند ہوجائے گا اور اس شعار اسلامی میں زبردست کمی واقع ہو جائے گی۔ اسی طرح بعض علمانے وعظ پراجارہ کوبھی جائز کہا ہے اس زمانہ میں اکثر مقامات ایسے ہیں جہاں اہلِ علم نہیں ہیں ادھر اُدھر سے کبھی کوئی عالم پہنچ جاتا ہے جووعظ وتقریر کے ذریعہ اُنھیں دِین کی تعلیم دے دیتا ہے اگراس اجارہ کوناجائز کردیا جائے توعوام کوجواس ذریعہ سے کچھ علم کی باتیں معلوم ہوجاتی ہیں اس کا انسداد ہوجائے گا[3]۔ یہاں یہ بتادینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جب اصل مذہب یہی ہے کہ یہ اجارہ ناجائز ہے ایک دینی ضرورت کی بناپراس کے جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے توجس بندۂ خدا سے ہوسکے کہ ان امور کو محض خالصاً لوجہ اللہ[4] انجام دے اوراجر اُخروی[5] کا مستحق بنے تواس سے بہتر کیا بات ہے پھر اگرلوگ اس کی خدمت کریں بلکہ یہ تصور کرتے ہوئے کہ دِین کی خدمت یہ کرتے ہیں ہم ان کی خدمت کر کے ثواب حاصل کریں تو دینے والا مستحق ثواب ہوگا اور اُس کو لینا جائز ہوگا کہ یہ اُجرت نہیں ہے بلکہ اعانت وامداد ہے۔

مسئلہ۲۴: فقہائے کرام نے اُس کلیہ سے جن چیزوں کا استثنا فرمایا وہ مذکور ہوئیں اس سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن پراجارہ جس طرح قدما کے نزدیک ناجائز ہے متاخرین کے نزدیک بھی ناجائز ہے لہٰذا سوم[6] وغیرہ کے موقع پر اُجرت پر قرآن پڑھوانا ناجائز ہے دینے والا لینے والا دونوں گنہگار، اسی طرح اکثر لوگ چالیس روز تک قبر کے پاس یامکان پر قرآن پڑھوا کرایصال ثواب کراتے ہیں اگر اُجرت پر ہو یہ بھی ناجائز ہے بلکہ اس صورت میں ایصال ثواب بے معنی بات ہے کہ جب پڑھنے والے نے پیسوں کی خاطر پڑھا تو ثواب ہی کہاں جس کا ایصال کیا جائے اس کا ثواب یعنی بدلہ پیسہ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اعمال جتنے ہیں نیت کے ساتھ ہیں جب اللہ (عزوجل) کے لیے عمل نہ ہو تو ثواب کی اُمید بیکار ہے۔[7] (ردالمحتار) مقصد یہ ہے کہ ایصال ثواب جائز بلکہ مستحسن ہے مگر اُجرت پر تلاوت قرآن مجید یا کلمۂ طیبہ پڑھوا کر ایصال ثواب نہیں ہوسکتا بلکہ پڑھنے والے اللہ تعالیٰ کے لیے پڑھیں اور ایصال ثواب کریں یہ جائز ہے۔

---

1 ......حرج واقع ہوگا۔
2 ......روزی کی تلاش میں۔
3 ......یعنی یہ سلسلہ بھی ختم ہوجائے گا۔
4 ......خالص اللہ عزوجل کی رضا کے لئے۔
5 ......آخرت کے اجر۔
6 ......میت کی روح کو ایصال ثواب کے لیے تیسرے روز قرآن خوانی کی محفل۔
7 ......"ردالمحتار"، کتاب الإجارۃ، باب الإجارۃ الفاسدۃ، مطلب: تحریر مہم فی عدم جواز الإستئجار...إلخ، ج۹، ص۹۶.

مسئلہ ۲۵: ختم پڑھنے کے لیے اجارہ کرنا ناجائز مثلاً کوئی آیۂ کریمہ کا ختم کراتا کوئی ختم خواجگان پڑھواتا ہے کوئی کلمۂ طیبہ کا ختم کراتا ہے یہ سب کام اُجرت پر ناجائز ہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: کسی کو سانپ یا بچھونے کاٹا ہو اُس کے جھاڑنے کی اُجرت لینا جائز ہے اگرچہ قرآن مجید ہی کی آیت یا سورت پڑھ کر جھاڑنا ہو کہ یہ تلاوت نہیں بلکہ علاج کے قبیل سے ہے حدیث میں ایک صحابی کا سورۂ فاتحہ پڑھ کردم کرنا اور اُس کا اچھا ہو جانا اور اُن کا پہلے ہی سے اُجرت مقرر کر لینا اور اُس کے اچھے ہونے کے بعد لینا پھر حضور اقدس صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے پاس معاملہ کو پیش کرنا اور حضور (صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم) کا انکار نہ فرمانا بلکہ جائز رکھنا، اس کے جواز کی صریح دلیل ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: بہت سے لوگ تعویذ کا معاوضہ لیتے ہیں یہ جائز ہے اس کو اجارہ کی حد میں داخل نہیں کیا جاسکتا بلکہ بیع میں شمار کرنا چاہیے یعنی اُتنے پیسوں یا روپے میں اپنے تعویذ کو بیع کرتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ تعویذ ایسا ہو کہ اُس میں شرعی قباحت نہ ہو جیسے ادعیہ[3] اور آیات یا ان کے اعداد یا کسی اسم کا نقش مظہر[4] یا مضمر[5] لکھا جائے اور اگر اُس تعویذ میں ناجائز الفاظ لکھے ہوں یا شرک وکفر کے الفاظ پر مشتمل ہو تو ایسا تعویذ لکھنا بھی ناجائز ہے اور اس کا لینا اور باندھنا سب ناجائز۔ صاحب درمختار نے ردِّ سحر[6] کے تعویذ لکھنے پر اجارہ کو جائز فرمایا جبکہ مقدارِ کاغذ ومقدارِ تحریر معلوم ہو کہ اتنا کاغذ ہوگا اور اُس میں اتنی سطریں لکھی جائیں گی مگر ظاہر یہ ہے کہ یہ اُس صورت میں ہوگا کہ جب اُس لکھوانے والے نے یہ کہا کہ فلاں چیز مجھے لکھ کر دے دو اور یہ طریقہ تعویذ دینے والوں کا نہیں ہے بلکہ ناقلین[7] کا ہوسکتا ہے کیوں کہ کاغذ کی مقدار اور تحریر کے لحاظ سے اگر اُجرت ہوتی تو تعویذ کے چھوٹے بڑے ہونے کے اعتبار سے اُجرت میں اختلاف ہوتا حالانکہ یہ نہیں بلکہ امراض اور تعویذ کے زودِ اثر[8] ہونے کے اعتبار سے اس کی قیمتوں میں اختلاف ہوتا ہے اسی وجہ سے پانچ پیسے اور پانچ روپے کے تعویذ میں تحریر وکاغذ کی مقدار میں فرق نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اجارہ نہیں ہے البتہ بیع کی صورت میں ایک خرابی یہ نظر آتی ہے کہ عموماً اُس وقت تعویذ موجود نہیں ہوتا بعد میں لکھا جاتا ہے اور معدوم[9] کی بیع درست نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جب اُس نے تعویذ کی فرمائش کی اُس وقت بیع نہیں بلکہ لکھ لینے کے بعد بطور تعاطی[10] بیع ہوگی اور یہ جائز ہے۔

---

1 ……"ردالمحتار"، کتاب الإجارۃ، باب الإجارۃ الفاسدۃ، مطلب: تحریر مھم فی عدم جواز الإستئجار... إلخ، ج۹، ص۹۵.

2 ……المرجع السابق، ص۹۶.

و"صحیح البخاري"، کتاب الإجارۃ، باب ما یُعطی في الرُّقیۃ ...إلخ، الحدیث: ۲۲۷۶، ج۲، ص۶۹.

و کتاب فضائل القرآن، باب فاتحۃ الکتاب، الحدیث: ۵۰۰۷، ج۳، ص۴۰۴،۴۰۵.

3 ……دُعائیں۔ 4 ……یعنی لفظوں میں۔ 5 ……یعنی اعداد میں۔ 6 ……جادو کا توڑ۔

7 ……نقل کرنے والے۔ 8 ……فوراً اثر کرنے والا۔ 9 ……یعنی جو موجود نہ ہو۔ 10 ……بغیر بولے صرف لینے دینے سے۔

مسئلہ ۲۸: تعلیم پر جب اُجرت لینا جائز ہے تو جو اُجرت مقرر ہوئی مستاجر کو دینی ہوگی اور اُس سے جبراً[1] وصول کی جائیگی اور اگر اجارہ فاسد ہو مثلاً مدت نہیں مقرر کی تو اُجرتِ مثل واجب ہوگی اسی طرح بعض سورتوں کے ختم یا شروع پر جو مٹھائی دی جاتی ہے جس کا وہاں عرف[2] ہے وہ بھی دینی ہوگی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: لغت ونحو وصرف وادب وغیرہا علوم جن کا تعلق زبان سے ہے ان کی تعلیم پر اُجرت لینا بالاجماع جائز ہے اسی طرح قواعد بغدادی پڑھانے یا ہجا کرانے کی اُجرت بھی جائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: علم طب اور ریاضی وحساب اور کتابت یا خوشنویسی سکھانے پر نوکر رکھنا جائز ہے منطق کی تعلیم بھی جائز ہے کہ فی نفسہ منطق میں دِین کے خلاف کوئی چیز نہیں اسی وجہ سے متاخرین متکلمین نے منطق کو علمِ کلام کا ایک جز قرار دے دیا اور اُصول فقہ میں بھی منطق کے مسائل کو بطور مبادی[5] ذکر کرتے ہیں۔ البتہ فلسفہ دِین اسلام کے بالکل مخالف ہے مگر اُس کو اس لیے پڑھنا تاکہ فلاسفہ[6] کے خیالات معلوم ہوں اور اُن کے استدلالات[7] کا رد کیا جائے جائز ہے اسی طرح دیگر کفار کے اصول وفروع[8] کو جاننا تاکہ اُن کے مذاہب باطلہ کا ابطال کیا جائے[9] جائز ہے بلکہ بعض صورتوں میں ضروری ہے مثلاً جب یہ لوگ اسلام پر حملہ کریں تو بہت سے مواقع پر الزامی جواب[10] کی ضرورت پڑتی ہے اور جب تک اُن کا مذہب معلوم نہ ہو یہ کیونکر ہوسکتا ہے تحقیقی جواب اگرچہ کتنا ہی قوی ہوتا ہے باطل پرست اس کو سُن کر خاموش نہیں ہوتے الزامی جواب کے بعد زبان بند ہوجاتی ہے جس طرح حقائق اشیاء کے منکرین کے متعلق علمانے فرمایا انھیں آگ میں ڈال دیا جائے کہ اپنے جلنے اور آگ کے وجود کا اقرار کریں گے یا جل کر ختم ہوجائیں گے۔

مسئلہ ۳۱: بچوں کے پڑھانے کے لیے معلم کو نوکر رکھا اور یہ نہیں بیان کیا کہ کتنے بچے پڑھیں گے یہ جائز ہے۔[11] (عالمگیری)

---

1. ......زبردستی۔
2. ......رواج۔
3. ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة،باب الإجارة الفاسدة،ج۹،ص۹۴۔۹۶.
4. ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الإجارة،الباب السادس عشر فی مسائل الشیوع...إلخ،ج۴،ص۴۴۸.
5. ......ابتدائیات طور پر۔
6. ......یعنی فلسفیوں۔
7. ......دلائل۔
8. ......عقائدومسائل۔
9. ......یعنی ان کے باطل مذہب کا رد کیا جائے۔
10. ......مُعترِض (اعتراض کرنے والے) کا اعتراض رفع کرنے کی بجائے ویساہی اعتراض اس پروارد کرنا جیسا اُس نے کیا ہے۔
11. ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الإجارة،الباب السادس عشر فی مسائل الشیوع...إلخ،ج۴،ص۴۴۹.

مسئلہ ۳۲: مُصحف شریف[1] کو تلاوت یا پڑھنے کے لیے اُجرت پر لیا یہ اجارہ نا جائز ہے اُس میں پڑھنے سے اُجرت واجب نہیں ہوگی اسی طرح تفسیر وحدیث وفقہ کی کتابوں کا اُجرت پر لینا بھی نا جائز ہے ان میں بھی اُجرت واجب نہیں ہوگی۔[2] (بحر)

مسئلہ ۳۳: قلم اُجرت پر لیا کہ اُس سے لکھے گا اگر مدت مقرر کردی ہے کہ اتنے دنوں کے لیے ہے تو یہ اجارہ جائز۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: جنازہ اُٹھانے یا میت کو نہلانے کی اُجرت دینا وہاں جائز ہے جب ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس کام کے کرنے والے ہوں اور اگر اس کے سوا کوئی نہ ہو تو اُجرت پر یہ کام نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ شخص اس صورت میں اس کام کے لیے متعین ہے۔[4] (بحر)

مسئلہ ۳۵: اجارہ پر کام کرایا گیا اور یہ قرار پایا کہ اُسی میں سے اتنا تم اُجرت میں لے لینا یہ اجارہ فاسد ہے مثلاً کپڑا بُننے کے لیے سوت دیا اور یہ کہہ دیا کہ آدھا کپڑا اُجرت میں لے لینا یا غلہ اُٹھا کر لاؤ اُس میں سے دو سیر مزدوری لے لینا یا چکی چلانے کے لیے بیل لیے اور جو آٹا پیسا جائے گا اُس میں سے اتنا اُجرت میں دیا جائے گا یوہیں بھاڑ[5] میں چنے وغیرہ بھنواتے ہیں اور یہ ٹھہرا کہ اُن میں سے اتنے بھنائی میں دیے جائیں گے یہ سب صورتیں نا جائز ہیں۔ ان سب میں جائز ہونے کی صورت یہ ہے کہ جو کچھ اُجرت میں دینا ہے اُس کو پہلے سے علٰحدہ کردے کہ یہ تمھاری اُجرت ہے مثلاً سوت کو دو حصہ کرکے ایک حصہ کی نسبت کہا کہ اس کا کپڑا بُن دو اور دوسرا دیا کہ یہ تمھاری مزدوری ہے یا غلہ اُٹھانے والے کو اُسی غلہ میں سے نکال کر دیدیا کہ یہ مزدوری ہے اور یہ غلہ فلاں جگہ پہنچادے۔ بھاڑ والے پہلے ہی اپنی بھنائی نکال کر باقی کو بھونتے ہیں اسی طرح سب صورتوں میں کیا جاسکتا ہے دوسری صورت جواز کی یہ ہے کہ مثلاً کہہ دے کہ دو سیر غلہ مزدوری دیں گے یہ نہ کہے کہ اس میں سے دیں گے پھر اگر اُسی میں سے دیدے جب بھی حرج نہیں۔[6] (درمختار)

---

1 ......قرآن پاک۔

2 ......"البحرالرائق"، کتاب الإجارۃ ،باب الإجارۃ الفاسدۃ، ج۸،ص۳۴۔۳۵.

3 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الإجارۃ،الباب السادس عشر فی مسائل الشیوع...إلخ، ج۴،ص۴۴۹.

4 ......"البحرالرائق"، کتاب الإجارۃ ،باب الإجارۃ الفاسدۃ، ج۸،ص۳۴.

5 ......اناج کے دانے بھوننے والوں کی بھٹی یا چولہا۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارۃ،باب الإجارۃ الفاسدۃ، ج۹،ص۹۷.

مسئلہ ۳۶: کھیت کٹتا ہے تو بالیں ٹوٹ کر گرتی ہیں کاشتکاروں کا قاعدہ ہے کہ اُن بالیوں کو چنواتے ہیں اور اُنھیں میں سے نصف مزدوری دیتے ہیں یا کپاس چنواتے ہیں اس کی مزدوری بھی اسی میں سے دی جاتی ہے بلکہ کھیت کاٹنے والے کو بھی اُسی میں سے مزدوری دیتے ہیں یہ سب اجارے ناجائز ہیں۔

مسئلہ ۳۷: تل یا سرسوں تیلی کو[1] تیل پیلنے کے لیے دی اور یہ ٹھہرا کہ اُجرت میں اس میں سے آدھا یا تہائی چوتھائی تیل لے لے گا یا بکری ذبح کرائی اور اُس میں کا کچھ گوشت اُجرت قرار پایا یہ ناجائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: زمین دی کہ اس میں درخت نصب کرے درخت اُن دونوں کے مابین نصف نصف ہونگے یہ اجارہ فاسد ہے درخت مالک زمین کے قرار پائیں گے اور پیڑ لگانے والے کو درختوں کی قیمت اور اُس کے کام کی اُجرت مثل مالک زمین دے گا۔[3] (عالمگیری) اکثر جگہ دیہات میں یوں ہوتا ہے کہ کاشتکار اور رعایا کسی موقع سے درخت لگا لیتے ہیں اور اُس درخت میں نصف یا چہارم زمیندار لیتا ہے باقی وہ لیتا ہے جس نے لگایا اس کا حکم بھی وہی ہونا چاہیے۔

مسئلہ ۳۹: کسی کو اپنا جانور دیدیا کہ اس سے کام لو اور اُجرت پر چلاؤ جو کچھ خدا دے گا وہ ہم دونوں نصف نصف لیں گے اگر اُس نے لوگوں کو اجارہ پر دیا تو جو اُجرت حاصل ہوگی مالک کی ہوگی اور اُس کو اپنے کام کی اُجرتِ مثل ملے گی اور اگر جانور کو اجارہ پر نہیں دیا بلکہ لوگوں سے اُجرت کا کام لے کر اس جانور کے ذریعہ کرتا ہے مثلاً بار برداری کا کام[4] لیا اور اس جانور پر لاد کر پہنچا دیا تو جو اُجرت حاصل ہوگی اس کی ہوگی اور مالک کو اُس کے جانور کی اُجرتِ مثل دے گا۔[5] (عالمگیری) بعض لوگ تانگہ یکہ خرید کر تانگہ والوں کو اسی طرح دیتے ہیں کہ وہ خود چلاتے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ جو کچھ اُجرت حاصل ہوئی اس کی ہے مالک کو یہ تانگہ کی اُجرتِ مثل دے گا۔

مسئلہ ۴۰: گائے بھینس خرید کر دوسرے کو دے دیتے ہیں کہ اسے کھلائے پلائے جو کچھ دودھ ہوگا وہ دونوں میں نصف نصف تقسیم ہوگا یہ اجارہ بھی فاسد ہے کل دودھ مالک کا ہے اور دوسرے کو اس کے کام کی اُجرت مثل ملے گی اور جو کچھ اپنے پاس سے کھلایا ہے اُس کی قیمت ملے گی اور گائے نے جو کچھ چرا ہے اُس کا کوئی معاوضہ نہیں اور دوسرے نے جو کچھ دودھ

---

1 ......تیل نکالنے والے کو۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة، الباب الخامس عشر في بيان ما يجوز...إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص٤٤٥.

3 ......المرجع السابق.

4 ......یعنی بوجھ اٹھا کرلے جانے کا کام۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة، الباب الخامس عشر في بيان ما يجوز...إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص٤٤٥.

صرف کرلیا ہے اُتنا ہی دودھ مالک کو دے کہ دودھ مثلی چیز ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: کسی کو مرغی دی کہ جو کچھ انڈے دے گی دونوں نصف نصف تقسیم کرلیں گے یہ اجارہ بھی فاسد ہے انڈے اُس کے ہیں جس کی مرغی ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: بعض لوگ بکری بٹائی پر دیتے ہیں کہ جو کچھ بچے پیدا ہوں گے دونوں نصف نصف لیں گے یہ اجارہ بھی فاسد ہے بچے اُسی کے ہیں جس کی بکری ہے دوسرے کو اُس کے کام کی اُجرت مثل ملے گی۔

مسئلہ ۴۳: اجارہ میں کام اور وقت دونوں چیزیں مذکور ہوں تو اجارہ فاسد ہے یعنی دونوں کو معقود علیہ نہیں بنایا جاسکتا بلکہ صرف ایک پر عقد کیا جائے یعنی اجارہ یا کام پر ہونا چاہیے وہ جتنے وقت میں ہو یا وقت پر ہونا چاہیے کہ اتنے وقت میں کام کرنا ہے جتنا کام اُس وقت میں انجام پائے مثلاً نانبائی[3] سے کہا من بھر آٹا ایک روپیہ میں آج پکادے یہ ناجائز ہے ہاں اگر وقت پر اجارہ نہ ہو یعنی وقت معقود علیہ نہ ہو بلکہ وقت کو محض اس لیے ذکر کردیا گیا ہوتا کہ جلدی سے وہ پکادے یا اس لیے وقت کو ذکر کیا تاکہ معلوم ہو کہ کام فلاں وقت میں کیا جائے گا تو اجارہ صحیح ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴۴: زمین زراعت کے لیے دی اور یہ شرط کی کہ کاشتکار اس میں کھات ڈالے یہ اجارہ فاسد ہے جبکہ یہ اجارہ ایک سال کے لیے ہو کہ کھات کا اثر ایک سال سے زائد رہتا ہے اور اس شرط میں مالک زمین کا نفع ہے اور اگر کئی سال کے لیے اجارہ ہو تو فاسد نہیں کہ اب یہ شرط مقتضائے عقد کے منافی نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۵: کاشتکار سے یہ شرط کردی کہ زمین کو جوت کر[6] واپس کرے اس سے بھی اجارہ فاسد ہوجاتا ہے۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۶: زمین زراعت کے لیے دی اور اس کے بدلے میں اس کی زمین زراعت کے لیے لی یہ اجارہ فاسد ہے کہ دونوں منفعتیں ایک ہی قسم کی ہیں۔[8] (ہدایہ)

---

1 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الإجارۃ، الباب الخامس عشر فی بیان ما یجوز...إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص٤٤٥.

2 ...... المرجع السابق، ص٤٤٦.

3 ...... روٹی پکانے والا۔

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإجارۃ، باب الإجارۃ الفاسدۃ، ج٩، ص٩٩.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الإجارۃ، باب الإجارۃ الفاسدۃ، مطلب: یخص القیاس...إلخ، ج٩، ص١٠١.

6 ...... یعنی ہل دے کر۔

7 ...... "الھدایۃ"، کتاب الإجارات، باب الإجارۃ الفاسدۃ، ج٢، ص٢٤١.

8 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۴۷: دو شخصوں میں غلہ مشترک ہے اس مشترک غلہ کے اُٹھانے کے لیے ایک نے دوسرے کو اجیر کیا[1] دوسرے نے اُٹھایا اس کو کچھ مزدوری نہیں ملے گی کہ جو کچھ یہ اُٹھا رہا ہے اُس میں خود اس کا بھی ہے لہٰذا اس کا کام خود اپنے لیے ہوا مزدوری کا مستحق نہیں ہوا۔ اسی طرح ایک شریک نے دوسرے کے جانور یا گاڑی کو غلہ لادنے کے لیے کرایہ پر لیا اور وہ مشترک غلہ اُس پر لادا کسی اُجرت کا مستحق نہیں اور اگر اُس کی کشتی کرایہ پر لی کہ آدھی میں تمھارے حصہ کا غلہ لادا جائے گا اور آدھی میں میرا، یہ جائز ہے۔[2] (ہدایہ، عالمگیری) اور اگر غلہ یا مال مشترک کو تقسیم کرنے کے بعد ایک نے دوسرے سے کہا میرا حصہ میرے مکان پر پہنچا دو تم کو اتنی مزدوری دی جائے گی اب یہ اجارہ جائز ہے کہ دونوں کی چیزیں جدا جدا ہیں۔

مسئلہ ۴۸: راہن[3] نے مرتہن[4] سے اپنی چیز کرایہ پر لی جس کو مرتہن کے پاس رہن رکھا ہے مرتہن کو اس کی کچھ اُجرت نہیں ملے گی کہ راہن نے خود اپنی چیز سے نفع اُٹھایا اُجرت کس چیز کی دے صرف یہ بات ہوئی کہ راہن کو نفع حاصل کرنا ممنوع تھا اس وجہ سے کہ حق مرتہن اُس چیز کے ساتھ متعلق تھا اور مرتہن نے جب اجارہ پر دیدی تو خود اُسنے اپنا حق باطل کر دیا راہن کا انتفاع[5] جائز ہو گیا۔[6] (درمختار، ردالمحتار) اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آجکل بعض لوگ اپنا مکان یا کھیت رہن رکھ دیتے ہیں پھر مرتہن سے کرایہ پر لیتے ہیں اور کرایہ ادا کرتے ہیں اول تو یہ سود ہے کہ یہ کرایہ زرِ رہن[7] میں محسوب[8] نہیں ہوتا بلکہ قرض کے طور پر جو روپیہ دیا اُس کا یہ سود ہے جو یقیناً حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ اپنی ہی چیز کا کرایہ دینے کے کوئی معنے نہیں۔

مسئلہ ۴۹: حمام کرایہ پر دیا مالک حمام اپنے احباب کے ساتھ اُس میں نہانے گیا اس کے ذمہ کوئی اُجرت واجب نہیں اور کرایہ میں سے بھی اس کے نہانے کی وجہ سے کوئی جز کم نہیں کیا جائے گا۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۵۰: زمین کو اجارہ پر دیا اور یہ نہیں بیان کیا کہ اس میں زراعت کرے گا یا یہ کہ کس چیز کی کاشت کرے گا تو اجارہ فاسد ہے کیونکہ زمین سے مختلف منافع حاصل کیے جاسکتے ہیں لہٰذا تعیین ضروری ہے یا یہ کہ تعمیم کر دے کہ تیرا جو جی چاہے کر

---

1 ...... یعنی غلہ لے جانے کے لیے مزدور رکھا۔

2 ...... "الهداية"، كتاب الإجارات، باب الإجارة الفاسدة، ج ٢، ص ٢٤١.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الإجارة، الباب الثامن عشر في الإجارة التي... إلخ، الفصل الثالث، ج ٤، ص ٤٥٧.

3 ...... گروی رکھوانے والا۔ 4 ...... جس کے پاس چیز گروی رکھی جائے۔ 5 ...... نفع اٹھانا۔

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: يخص القياس... إلخ، ج ٩، ص ١٠٢.

7 ...... چیز گروی رکھ کر جو مال لیا جائے اسے زرِ رہن کہتے ہیں۔ 8 ...... شمار۔

9 ...... "الدرالمختار"، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ج ٩، ص ١٠٢.

اور جب یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو فاسد ہے پھر مزارع[1] نے کاشت کی اور مدت پوری ہوگئی تو یہ اجارہ صحیح ہوگیا اور جو اُجرت مقرر ہوئی تھی دینی ہوگی اور اگر مدت پوری نہ ہوئی تو اجر مثل واجب ہوگا اور کاشت کرنے سے پہلے دونوں میں نزاع[2] پیدا ہوجائے تو اجارہ فسخ کردیا جائے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۱: شکار کرنے کے لیے یا جنگل سے لکڑیاں کاٹنے کے لیے اجیر کیا اگر وقت مقرر کردیا ہے جائز ہے اور وقت مقرر نہیں کیا ہے ناجائز ہے اور شکار اور لکڑیاں اس صورت میں اسی اجیر کی ہیں۔ اور اگر وقت مقرر نہیں کیا ہے مگر لکڑیاں معین کردی ہیں یعنی بتادیا ہے کہ ان لکڑیوں کو کاٹو تو اجارہ فاسد ہے لکڑیاں مستاجر کی[4] ہوں گی اور اُس کے ذمہ اُجرت مثل واجب ہوگی۔[5] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: جن لکڑیوں کے کاٹنے کے لیے اجیر کیا ہے وہ خود اسی مستاجر کی ملک ہیں تو اجارہ جائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: بی بی کو گھر کی روٹی پکانے کے لیے نوکر رکھا کہ روٹی پکائے ماہوار یا یومیہ اتنی اُجرت دوں گا یہ اجارہ ناجائز ہے وہ کسی اُجرت کی مستحق نہیں۔ یوہیں خانہ داری کے دوسرے کام جو عورتیں کیا کرتی ہیں ان کی اُجرت نہیں لے سکتی کہ یہ کام اُس پر دیانۃً خود ہی واجب ہیں۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۴: عورت نے اپنا مملوکہ مکان شوہر کو کرایہ پر دیا عورت بھی اُس مکان میں شوہر کے ساتھ رہتی ہے شوہر کے ذمہ کرایہ واجب ہوگا کہ عورت کی سکونت[8] اُس میں تبعاً ہے۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۵۵: جو اجارہ استہلاکِ عین پر ہو کہ مستاجر عین شے لے لے وہ اجارہ ناجائز ہے مثلاً گائے بھینس کو اجارہ

---

1 ......کاشتکار۔ 2 ......جھگڑا۔

3 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الإجارۃ، باب الإجارۃ الفاسدۃ، مطلب: یخص القیاس...إلخ، ج۹، ص۱۰۲.

4 ......یعنی اجیر رکھنے والے کی۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارۃ، باب الإجارۃ الفاسدۃ، ج۹، ص۱۰۵.

و"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الإجارۃ، الباب السادس عشر فی مسائل الشیوع...إلخ، ج٤، ص٤٥١.

6 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الإجارۃ، الباب السادس عشر فی مسائل الشیوع...إلخ، ج٤، ص٤٥١.

7 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الإجارۃ، باب الإجارۃ الفاسدۃ، مطلب: یجب الأجر...إلخ، ج۹، ص۱۰۵.

8 ......رہائش۔

9 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارۃ، باب الإجارۃ الفاسدۃ، ج۹، ص۱۰۶.

پر دیا کہ مستاجر اس کا دودھ حاصل کرے۔ نہر یا تالاب کو مچھلی پکڑنے کے لیے ٹھیکہ پر دیا یہ ناجائز ہے۔ یوہیں چراگاہ کا ٹھیکہ بھی ناجائز ہے۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار) گاؤں اور بازار اور جنگل کا ٹھیکہ بھی ناجائز ہے کہ ان سب میں استہلاک عین ہے۔

مسئلہ ۵۶: مکان اجارہ پر دیا اور یہ شرط کرلی کہ رمضان کا کرایہ ہبہ کردوں گا یا تمھارے ذمہ نہیں ہوگا یہ اجارہ فاسد ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۷: دکان جل گئی ہے اُس کو کرایہ پر لیا اس شرط پر کہ اسے بنوائے گا اور جو کچھ خرچ ہوگا وہ کرایہ میں محسوب ہوگا یہ اجارہ فاسد ہے اور اگر مستاجر اُس میں رہا تو اُس پر اُجرت مثل واجب ہے اور جو کچھ خرچ کیا ہے وہ اور بنوانے کی اُجرت مثل اسے ملے گی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۸: مستاجر کے ذمہ یہ شرط کرنا کہ اس چیز کی واپسی تمھارے ذمہ ہے یعنی کام کرنے کے بعد تم اپنے صرفہ سے چیز کو واپس کر جانا اگر وہ چیز ایسی ہے جس میں بار برداری صرف ہوتی ہے جیسے دیگ شامیانہ تو اس شرط کی وجہ سے اجارہ فاسد ہے اور ایسی نہیں ہے تو فاسد نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۹: کوئی چیز اُجرت پر لی تھی مثلاً دیگ اور اُس کی مدت دو دن تھی اور مدت پوری ہونے کے بعد بھی چیز اسی کے یہاں پڑی رہی مالک نہیں لے گیا تو صرف اُتنے ہی دنوں کا کرایہ واجب ہوگا جن کا ذکر اجارہ میں ہوا اگرچہ واپس کرنا مستاجر کے ذمہ قرار پایا ہو کہ یہ شرط فاسد ہے اور اگر اس طرح اجارہ ہوا کہ فی یوم اتنا کرایہ جیسا کہ شامیانوں اور دیگوں وغیرہا میں اسی طرح عموماً ہوتا ہے تو جب وہ چیز اس کے کام سے فارغ ہوگئی اجارہ ختم ہوگیا اس کے بعد کا کرایہ واجب نہیں ہوگا یہ چیز مالک کے یہاں پہنچادے یا اپنے ہی یہاں رہنے دے اور اگر دوپہر میں چیز خالی ہوگئی جب بھی پورے دن کا کرایہ دینا ہوگا۔ یوہیں ایک ماہ کے لیے کرایہ پر لی تھی اور پندرہ دن میں خالی ہوگئی پورے مہینہ بھر کا کرایہ دینا ہوگا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: اجارہ کو دوسرے اجارہ کے فسخ پر معلق کرنا یعنی ایک شخص سے اجارہ کرنے کے بعد دوسرے سے یوں اجارہ کیا کہ اگر وہ پہلا اجارہ فسخ ہوجائے تو تم سے اجارہ ہے، یہ باطل ہے۔[6] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإجارة، الباب الخامس عشر ما یجوز من الإجارة وما لایجوز، الفصل الاول، ج٤، ص٤٤٢.
و"ردالمحتار"، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: الإجارة اذا وقعت علی العین... إلخ، ج٩، ص١٠٦.

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإجارة، الباب الخامس فی الخیار فی الإجارة والشرط فیها، ج٤، ص٤٢٠.

3 ......المرجع السابق.

4 ......المرجع السابق، ص٤٢١.

5 ......المرجع السابق.

6 ......المرجع السابق، ص٤٢٢.

ضمان اجیر کا بیان

اجیر دو قسم کے ہیں: اجیر مشترک و اجیر خاص۔ اجیر مشترک وہ ہے جس کے لیے کسی وقت خاص میں ایک ہی شخص کا کام کرنا ضروری نہ ہو اُس وقت میں دوسرے کا بھی کام کرسکتا ہو، جیسے دھوبی، خیاط [1]، حجام، حمال [2] وغیرہم جو ایک شخص کے کام کے پابند نہیں ہیں اور اجیر خاص ایک ہی شخص کا پابند ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱: کام میں جب وقت کی قید نہ ہو اگرچہ وہ ایک ہی شخص کا کام کرے یہ بھی اجیر مشترک ہے مثلاً درزی کو اپنے گھر میں کپڑے سینے کے لیے رکھا اور یہ پابندی نہ ہو کہ فلاں وقت سے فلاں وقت تک سیے گا اور روزانہ یا ماہوار یہ اُجرت دی جائے گی بلکہ جتنا کام کرے گا اُسی حساب سے اُجرت دی جائے گی تو یہ اجیر مشترک ہے۔ یوہیں اگر وقت کی پابندی ہے مگر دوسرے کا بھی اس وقت میں کام کرنے کی اجازت ہے مثلاً چرواہے کو بکریاں چرانے کو ایک روپیہ ماہوار پر رکھا مگر یہ نہیں کہا ہے کہ دوسرے کی بکریاں نہ چرانا تو یہ بھی اجیر مشترک ہے اور اگر یہ طے ہو جائے کہ دوسرے کی بکریاں نہیں چرائے گا تو اجیر خاص ہے۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۲: اجیر مشترک میں اجارہ کا تعلق کام سے ہے لہٰذا وہ متعدد اشخاص کے کام لے سکتا ہے اور اجیر خاص میں اُس مدت کے منافع کا ایک شخص کو مالک کرچکا لہٰذا دوسرے سے عقد نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۳: اجیر مشترک اُجرت کا اُس وقت مستحق ہے جب کام کرچکے مثلاً درزی نے کپڑے کے سینے میں سارا وقت صرف کردیا مگر کپڑا اسی کر طیار نہیں کیا یا اپنے مکان پر سینے کے لیے تم نے اُسے مقرر کیا تھا دن بھر تمھارے یہاں رہا مگر کپڑا نہیں سیا اُجرت کا مستحق نہیں ہے۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۴: جو کام ایسا ہے کہ محل کے مختلف ہونے سے اُس میں اختلاف ہوتا ہے یعنی بعض میں محنت کم ہے بعض میں زائد ایسے کاموں میں اجیر مشترک کو خیار رویت حاصل ہوتا ہے دیکھنے کے بعد کام کرنے سے انکار کرسکتا ہے مثلاً دھوبی سے ٹھہرایا کہ گزی [5] کا ایک تھان ایک آنہ [6] میں دھوئے گا اُس نے تھان دیکھ کر دھونے سے انکار کردیا یہ ہوسکتا ہے۔ یا رنگریز سے رنگنا

---

1 ...... درزی۔

2 ...... بوجھ اٹھانے والا، مزدور۔

3 ...... "الدرالمختار" كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ج۹، ص۱۰۸.

4 ...... المرجع السابق، ص۱۰۹.

5 ...... ایک دیسی کپڑا جو موٹا اور گھٹیا قسم کا ہوتا ہے۔

6 ...... روپے کا سولھواں حصہ۔

طے ہوگیا تھا کپڑا دیکھ کرانکار کرسکتا ہے کہ بعض کپڑے کے رنگنے میں زیادہ محنت ہوتی ہے اور زیادہ رنگ خرچ ہوتا ہے۔ یوہیں درزی بھی کپڑا دیکھ کر سینے سے انکار کرسکتا ہے کیونکہ بعض کپڑوں کے سینے میں زیادہ محنت ہوتی ہے مگر دیکھنے کے بعد راضی ہوگیا تو اب انکار کی گنجائش نہ رہی۔ اگر کام ایسا ہے کہ محل کے اختلاف سے اُس میں اختلاف نہ ہو تو انکار کی گنجائش نہیں مثلاً من بھر گیہوں تولنے کے لیے اجیر کیا یا حجامت بنانے کے لیے طے کیا دیکھنے کے بعد وہ انکار نہیں کرسکتا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: اجیر مشترک کے پاس چیز امانت ہوتی ہے اگر ضائع ہوجائے ضمان واجب نہیں اگرچہ چیز دیتے وقت یہ شرط کردی ہو کہ ضائع ہوگی تو ضمان لوں گا کہ یہ شرط باطل ہے۔[2] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۶: اجیر مشترک کے فعل سے اگر چیز ضائع ہوئی تو تاوان واجب ہے مثلاً دھوبی نے کپڑا اپھاڑ دیا اگرچہ قصداً نہ پھاڑا ہو چاہے اُسی نے خود پھاڑا یا اُس نے دوسرے سے دھلوایا اُس نے پھاڑا بہر حال تاوان واجب ہے اور اس صورت میں دھلائی کا بھی مستحق نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: حمال سامان لاد کر لا رہا ہے پاؤں پھسلا اور سامان ٹوٹ پھوٹ گیا اس پر بھی ضمان واجب ہے یا جانور پر سامان لاد کر لا رہا تھا جانور پھسلا اور سامان برباد ہوا اس میں بھی ضمان واجب ہے اور اگر رسی کے ٹوٹ جانے سے سامان گر کر ضائع ہوا اس میں بھی ضمان واجب مگر جبکہ رسی خود سامان والے کی ہو تو تاوان نہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: کشتی پر سامان لدا ہوا ہے ملاح[5] کشتی کھینچ کر لا رہا تھا کشتی اس کے کھینچنے سے ڈوب گئی ضمان واجب ہے اور اگر مخالف ہوا یا موج دریا سے یا پہاڑی سے ٹکرا کر ڈوبی تو ضمان واجب نہیں۔[6] (ہدایہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: چرواہا جانوروں کو تیزی سے ہانک کر لے جا رہا تھا پل پر جب جانور پہنچے آپس کے دھکے سے کوئی جانور گر گیا یا دریا کے کنارے ایک نے دوسرے کو دھکا دیا وہ پانی میں گر کر مر گیا چرواہے کو تاوان دینا ہوگا کہ اُس نے تیز نہ بھگایا ہوتا

---

1 ......"ردالمحتار"، كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، مبحث الأجير المشترك، ج٩، ص١٠٩.

2 ......"الهداية"، كتاب الإجارات، باب ضمان الأجير، ج٢، ص٢٤٢.

و"الدرالمختار"، كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ج٩، ص١٠٩.

3 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، مطلب: يفتى بالقياس على قوله، ج٩، ص١١٢.

4 ......المرجع السابق.

5 ......کشتی چلانے والا۔

6 ......"الهداية"، كتاب الإجارات، باب ضمان الأجير، ج٢، ص٢٤٢.

و"ردالمحتار"، كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، مطلب: يفتى بالقياس على قوله، ج٩، ص١١٢.

تو ایسا نہ ہوتا۔ یوہیں اگر چرواہے کے مارنے یا ہانکنے سے جانور ہلاک ہوا یا اُس کے مارنے سے آنکھ پھوٹ گئی یا کوئی عضو ٹوٹ گیا تو اس کا بھی تاوان واجب ہے۔[1] (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: کشتی میں آدمی سوار تھے اور ملاح کشتی کو کھینچ کر لیجارہا تھا کشتی ڈوب گئی اور آدمی ہلاک ہوگئے یا جانور پر آدمی سوار ہے اور جانور کا مالک اُسے ہانک کر یا کھینچ کر لے جارہا تھا آدمی گر کر ہلاک ہوگیا ان صورتوں میں ضمان واجب نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: حمال برتن میں کوئی چیز لیے جارہا تھا اور راستہ میں برتن ٹوٹا اور چیز ضائع ہوئی تو مالک کو اختیار ہے کہ جہاں سے لارہا تھا وہاں اُس چیز کی جو قیمت تھی وہ تاوان لے اور اس صورت میں مزدوری کچھ نہیں یا جہاں ٹوٹا وہاں کی قیمت تاوان لے اور اس صورت میں یہاں تک کی مزدوری حساب کر کے دیدے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: راستہ میں آدمیوں کا ہجوم تھا مزدور کو دھکا لگا اور چیز ضائع ہوئی تو مزدور پر ضمان نہیں اور اگر مزدور ہی نے مزاحمت کی اس وجہ سے نقصان ہوا تو ضمان ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: مکان تک مزدور نے سامان پہنچادیا مالک اُس کے سر سے اُتروارہا تھا چیز دونوں کے ہاتھ سے چھوٹ کر گری اور ضائع ہوئی نصف قیمت مزدور سے تاوان میں لی جائے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: کشتی پر سامان لاد کر وہاں تک پہنچادیا جہاں لیجانا تھا مگر مخالف ہوا سے کشتی وہیں چلی آئی جہاں سے گئی تھی یا کہیں اور چلی گئی اگر سامان کا مالک یا اس کا وکیل کشتی میں موجود تھا تو کرایہ واجب ہے۔ اور ملاح کو اس پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ پھر وہاں پہنچائے کیونکہ اُسکا کام پورا ہوچکا ہاں اگر کشتی ایسی جگہ ہے جہاں چیز پر قبضہ نہیں کیا جاسکتا تو ملاح کو لوٹا کر لانا ہوگا اور اس کی بھی مزدوری دی جائے گی اور اگر مالک یا اس کا وکیل کشتی میں نہ تھا تو ملاح کو اُسی پہلی اُجرت میں چیز پہنچانی ہوگی کہ ابھی اس کا کام ختم نہیں ہوا۔[6] (عالمگیری)

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، مطلب: یفتی بالقیاس علی قوله، ج۹، ص۱۱۲.

و"الفتاوى الهندية"، کتاب الإجارة، الباب الثامن والعشرون فی بیان حکم الأجیر... إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص٥٠١.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ضمان الأجیر، ج۹، ص۱۱۵.

3 ......المرجع السابق.

4 ......المرجع السابق.

5 ......"الفتاوى الهندية"، کتاب الإجارة، الباب الثامن والعشرون فی بیان حکم الأجیر... إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص٥٠١.

6 ......المرجع السابق، ص٥٠٣.

مسئلہ ۱۵: ملاح نے کشتی میں اپنی حاجت کے لیے آگ رکھی تھی اس سے سامان جل گیا ملاح پر تاوان واجب نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: کشتی اپنا سامان لادنے کے لیے کرایہ کی ملاح نے بغیر رضامندی مستاجر[2] اُس میں کچھ دوسرا سامان بھی لاد دیا اور کشتی اتنا بوجھ اُٹھا سکتی ہے کشتی ڈوب گئی اگر مستاجر ساتھ تھا تاوان واجب نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: دھوبی کو کپڑا دیا تھا اور ایک شخص سے کہہ دیا تھا کہ تم دھوبی سے کپڑا لے لینا دھوبی نے اُسے دوسرا کپڑا دے دیا یہ کپڑا اُس کے ہاتھ میں امانت ہے ضائع ہوجائے تو دھوبی اس سے تاوان نہیں لے سکتا اور کپڑے والا دھوبی سے اپنا کپڑا وصول کرے گا۔ یہ اُس وقت ہے کہ وہ کپڑا خاص دھوبی ہی کا ہو اور اگر کسی دوسرے کا ہے تو جس کا ہے وہ تاوان لے گا اگر دھوبی سے اس نے تاوان لیا جب تو کچھ نہیں اور اُس شخص سے لیا تو وہ دھوبی سے تاوان کی قدر وصول کرے گا درزی کا بھی یہی حکم ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: دھوبی نے دوسرا کپڑا دے دیا اور اس نے اپنا سمجھ کر لے لیا یہ ضامن ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے علم نہ تھا کہ دوسرے کا ہے اور فرض کرو اس نے کپڑے کو قطع کرلیا اور سی لیا تو جس کا کپڑا ہے وہ دونوں میں سے جس سے چاہے ضمان لے سکتا ہے کاٹنے والے سے لیا تو کچھ نہیں اور دھوبی سے ضمان لیا تو وہ کاٹنے والے سے وصول کرسکتا ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: دھوبی نے ایک کا کپڑا دوسرے کو دیدیا مالک نے جب مانگا تو اُس نے کہا میں نے فلاں کو دیدیا یہ سمجھ کر کہ اُسی کا ہے دھوبی کو تاوان دینا ہوگا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: دھوبی نے کپڑا دینا چاہا مالک نے کہا اپنے ہی پاس رکھ لے اس صورت میں مطلقاً ضامن نہیں۔ اُجرت لے لی ہو یا نہ لی ہو اور اگر اُجرت لینے کے لیے اُس نے کپڑے کو روک رکھا ہے تو ضامن ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: دھوبی کو دوسرے کے کپڑے پہننا جائز نہیں کہ امانت میں تصرف کرنا خیانت ہے مگر پہننے کے بعد اُس نے اوتار کر رکھ دیا تو اب ضامن نہیں رہا جس طرح ودیعت کا حکم ہے جس کو پہلے بیان کیا گیا۔[8] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة،الباب الثامن والعشرون في بيان حكم الأجير...إلخ،الفصل الأول،ج٤،ص٥٠٣.

2 ......یعنی کرایہ پر لینے والے کی مرضی کے بغیر۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة،الباب الثامن والعشرون في بيان حكم الأجير...إلخ،الفصل الأول،ج٤،ص٥٠٣.

4 ......المرجع السابق،ص٥٠٦.

5 ......المرجع السابق.

6 ......المرجع السابق،ص٥٠٧.

7 ......المرجع السابق.

8 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۲۲: چرواہا خود بھی بکریاں وغیرہ چرا سکتا ہے اور اُس کے بال بچے اور اجیر[1] بھی چرا سکتے ہیں، اگر کسی اجنبی شخص کو سپرد کر کے چلا گیا اور جانور ضائع ہوگیا تو ضمان واجب ہے مگر جبکہ تھوڑی دیر کے لیے ایسا کیا ہو مثلاً پیشاب کرنے گیا یا کھانے کے لیے گیا تو معاف ہے، اِس صورت میں تاوان واجب نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: چرواہے نے ایک کی بکریاں دوسرے کی بکریوں میں ملا دیں اگر امتیاز ممکن ہے تو کچھ حرج نہیں اور کس کی کون ہے کس کی کون ہے اس میں چرواہے کا قول معتبر ہے اور اگر امتیاز نہ رہا چرواہا کہتا ہے مجھے شناخت نہیں ہے تو تاوان واجب ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: چرواہوں کا قاعدہ ہے کہ جانور اُس گلی میں چھوڑ جاتے ہیں جس میں مالک کا مکان ہے اُسکے مکان پر نہیں پہنچاتے نہ مالک کو سپرد کرتے ہیں۔ مکان پر پہنچنے سے پہلے اگر گائے یا بکری ضائع ہوگئی تو چرواہے پر ضمان واجب نہیں۔[4] (عالمگیری) مگر جبکہ مالک نے کہہ دیا ہو کہ میرے مکان پر پہنچا جایا کرنا تو ضمان واجب ہے کہ اُس نے شرط کے خلاف کیا۔

مسئلہ ۲۵: گاؤں کے چرواہے گاؤں کے کنارے پر جانوروں کو لاکر چھوڑ دیتے ہیں اگر چرواہے نے یہ شرط کرلی ہے یا یہ متعارف ہے تو وہاں چھوڑ دینا جائز ہے، ضائع ہونے پر ضمان واجب نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: جنگل میں جھاڑیاں ہیں جہاں جانور چرتے ہیں کہ سب جانور چرواہے کی پیش نظر نہیں ہوتے جیسا کہ اکثر جگہ ڈھاک[6] کے جنگل میں ہوتا ہے کوئی جانور اس صورت میں ضائع ہوگیا تو ضمان واجب نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: چرواہا کہیں چلا گیا اور گائے نے کسی کا کھیت چرلیا کھیت والا چرواہے سے تاوان نہیں لے سکتا ہاں اگر اس نے خود کھیت میں چھوڑا یا یہ ہانک کر لیے جارہا تھا اور گائے نے اس حالت میں چرلیا تو تاوان واجب ہے۔[8] (عالمگیری)

---

1 ......نوکر، ملازم۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة، الباب الثامن والعشرون في بيان حكم الأجير...إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص٥٠٨.

3 ......المرجع السابق. 4 ......المرجع السابق، ص٥١٠، ٥١١.

5 ......المرجع السابق، ص٥١١.

6 ......ایک درخت کا نام جس کی ٹہنی کے سرے پر بڑے بڑے تین پتے ہوتے ہیں اس کے پھول سرخ ہوتے ہیں۔

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة، الباب الثامن والعشرون في بيان حكم الأجير...إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص٥١٠.

8 ......المرجع السابق، ص٥١١.

مسئلہ ۲۸: فصاد[1] نے فصد کھولی یا پچھنا لگانے والے نے پچھنا لگایا جراح نے پھوڑا چیرا اور ان سب میں موضع معتاد سے تجاوز نہیں کیا[2] تو ضمان واجب نہیں اور اگر جتنی جگہ پر ہونا چاہیے اُس سے تجاوز کیا اور ہلاک نہیں ہوا تو جتنی زیادتی کی ہے اُس کا تاوان دے اور ہلاک ہوگیا تو نصف دیت نفس واجب ہے۔[3] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۲۹: اجیر خاص جس کی تعریف پہلے ذکر ہو چکی اس کے ذمہ تسلیم نفس واجب ہے یعنی جو وقت اس کے لیے مقرر کردیا گیا ہے اُس وقت میں اس کا حاضر رہنا ضروری ہے اس نے اگر کام نہیں کیا ہے جب بھی اُجرت کا مستحق ہے جیسے کسی کو خدمت کے لیے نوکر رکھا یا جانوروں کے چرانے کے لیے نوکر رکھا اور تنخواہ بھی متعین کردی۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۰: اجیر خاص کے پاس جو چیز ہے وہ امانت ہے اگر تلف ہوجائے[5] تو ضمان واجب نہیں اگرچہ اُس کے فعل کی وجہ سے تلف ہوئی مثلاً اجیر خاص نے کپڑا دھویا اور اُس کے پٹکنے[6] یا نچوڑنے سے پھٹ گیا اُس پر ضمان واجب نہیں اور اجیر مشترک سے ایسا ہو تو واجب ہے جس کا ذکر مفصل گزرا ہاں اگر اجیر خاص نے قصداً اُس چیز کو فاسد و خراب کردیا تو اُس پر تاوان واجب ہوگا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: اُس کے فعل سے کچھ نقصان ہو تو ضامن نہیں اس سے مُراد وہ فعل ہے جس کی اُسے اجازت دی ہو اور اگر اُس نے کوئی ایسا کام کیا جس کی اُس کو اجازت نہیں دی تھی اور اُس کے فعل سے نقصان ہوا تو تاوان اُسکے ذمہ واجب ہے مثلاً ایک کام پر وہ ملازم ہے اور دوسرا کام کیا جس کی مالک سے اجازت نہیں لی تھی اور اس کام میں چیز کا نقصان ہوا۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: جو چرواہا خاص ایک شخص کا ملازم ہے اُس نے جانوروں کو ہانکا اور اس کی وجہ سے ایک جانور نے دوسرے کو دھکا دیا اور یہ گر پڑا اور مر گیا چرواہے پر تاوان نہیں اور اگر وہ دو یا تین شخصوں کا ملازم ہے تو اگرچہ یہ بھی اجیر خاص ہے مگر

---

1 ......رگ سے فاسد خون نکالنے والا۔ 2 ......یعنی حد سے زیادہ چیرا پھاڑا نہیں۔

3 ......"الهداية"، كتاب الإجارات، باب ضمان الأجير، ج٢، ص٢٤٣.

و"الدرالمختار"، كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ج٩، ص١١٦.

4 ......"الهداية"، كتاب الإجارات، باب ضمان الأجير، ج٢، ص٢٤٣.

5 ......ضائع ہوجائے۔ 6 ......بار بار پتھر یا تختے وغیرہ پر مارنے سے۔

7 ......"الدرالمختار"، كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ج٩، ص١١٩.

8 ......"ردالمحتار"، كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، مطلب: ليس للأجير الخاص... إلخ، ج٩، ص١١٩.

اِس صورت میں اس پر تاوان ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: بچہ دایہ کے پاس تھا اُس کے زیور کوئی اوتار لے گیا دایہ پر اس کا تاوان واجب نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۴: بازار کا چوکیدار اور مسافر خانہ وسرا[3] کے محافظ بھی اجیر خاص ہیں اگر بازار میں چوری ہوگئی یا سرا اور مسافر خانہ سے مال جاتا رہا تو ان لوگوں سے تاوان نہیں لیا جاسکتا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۵: اجیر خاص نے اگر دوسرے کا کام کیا تو جتنا کام کیا ہے اُسی حساب سے اُس کی اُجرت کم کردی جائے گی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: اگر کسی عذر کی وجہ سے اجیر خاص کام نہ کرسکا تو اُجرت کا مستحق نہیں ہے مثلاً بارش ہورہی تھی جس کی وجہ سے کام نہیں کیا اگرچہ حاضر ہوا اُجرت نہیں پائے گا۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: اجیر خاص اُس مدت مقرر میں اپنا ذاتی کام بھی نہیں کرسکتا اور اوقات نماز میں فرض اور سنت مؤکدہ پڑھ سکتا ہے نفل نماز پڑھنا اس کے لیے اوقات اجارہ میں جائز نہیں اور جمعہ کے دن نماز جمعہ پڑھنے کے لیے جائے گا مگر جامع مسجد اگر دور ہے کہ وقت زیادہ صرف ہوگا تو اُتنے وقت کی اُجرت کم کردی جائے گی اور اگر نزدیک ہے تو کچھ کمی نہیں کی جائے گی اپنی اُجرت پوری پائے گا۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: چرواہا اگر اجیر خاص ہے اور جتنی بکریاں چرانے کے لیے اُسے سپرد کیں اُن میں سے کچھ کم ہوگئیں جب بھی وہ پوری اُجرت کا مستحق ہے بلکہ اگر ایک بکری بھی باقی نہ رہے جب بھی پوری اُجرت کا مستحق ہے اور اگر بکریوں میں اضافہ ہوگیا اور اتنی زیادہ ہوئیں جن کے چرانے کی اُسے طاقت ہے تو چرانی ہوں گی اس سے انکار نہیں کرسکتا اور اُجرت وہی ملے گی جو مقرر ہوئی ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار) اسی طرح معلّم کو بچے پڑھانے کے لیے سپرد کیے گئے کچھ لڑکوں کا اضافہ ہوا جن کو وہ

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الإجارة، باب ضمان الأجیر، مطلب: لیس للأجیر الخاص... إلخ، ج۹، ص۱۱۹.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ضمان الأجیر، ج۹، ص۱۲۰.

3 ...... مسافروں کے ٹھہرنے کی جگہ، ریسٹورنٹ، آرام گاہ۔

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ضمان الأجیر، ج۹، ص۱۲۰.

5 ...... المرجع السابق، ص۱۱۹.

6 ...... "ردالمحتار"، کتاب الإجارة، باب ضمان الأجیر، مبحث: الاجیر الخاص، ج۹، ص۱۱۷.

7 ...... المرجع السابق، مطلب: لیس للأجیر الخاص... إلخ، ج۹، ص۱۱۸.

8 ...... المرجع السابق، مطلب: لیس للأجیر الخاص... إلخ، ج۹، ص۱۱۹ .

پڑھا سکتا ہے تو انکار نہیں کرسکتا اور لڑکے کم ہوگئے جب بھی پوری تنخواہ کا مستحق ہے۔

مسئلہ ۳۹: گھوڑا کرایہ پر لیا راستہ میں وہ بھاگ گیا اگر غالب گمان یہ ہے کہ ڈھونڈے سے بھی نہ ملے گا اور نہ ڈھونڈا تو ضمان واجب نہیں۔ یوہیں ریوڑ سے بکری بھاگ گئی چرواہے کو غالب گمان ہے کہ اگر اُسے ڈھونڈنے جائے گا تو باقی بکریاں جاتی رہیں گی اس وجہ سے نہیں گیا تو ضمان واجب نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۰: کرایہ دار نے مکان میں چولھا بنایا یا تنور گاڑا اس سے آگ اوڑی اور یہ مکان یا پڑوسی کا مکان جل گیا تاوان واجب نہیں مالک مکان کی اجازت سے چولھا یا تنور بنایا ہو یا بغیر اجازت۔ ہاں اگر اس طرح آگ جلائی کہ چولھے اور تنور اُس طرح نہیں جلاتے تو تاوان دینا ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۱: شاگرد اپنے اُستاد کے پاس کام سیکھتا ہے یا بڑے دوکاندار اور کاریگر اپنے یہاں کام کرنے کے لیے کچھ لوگوں کو نوکر رکھ لیتے ہیں اور ان سے کام لیتے ہیں ان شاگردوں اور نوکروں کا کام اُسی اُستاد اور دوکاندار کا کام سمجھا جاتا ہے اگر شاگردوں یا نوکروں سے کسی کی چیز میں نقصان پہنچا جو اُس دکان پر بننے کے لیے آئی تھی تو اس کا ذمہ دار وہ اُستاد اور دوکاندار ہے اُسی سے تاوان لیا جائے گا وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے نقصان نہیں ہوا مثلاً درزی کے پاس کپڑا سینے کو دیا اُسکے نوکر نے کوئی ایسی خرابی کردی جس سے تاوان لازم آتا ہے تو اُسی درزی سے تاوان لیا جائے گا اور وہ اپنے نوکر سے تاوان نہیں لے سکتا کہ نوکر اجیر خاص ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: ایک شخص سرا میں چند روز رہا یا ایسے مکان میں رہا جو کرایہ پر اُٹھانے کے لیے مالک نے کر رکھا ہے اس شخص سے کرایہ مانگا گیا تو کہنے لگا کہ میں بطور غصب اس مکان میں یا سرا میں رہا مجھ پر کرایہ واجب نہیں اوسکی بات نہیں مانی جائے گی اُس سے کرایہ وصول کیا جائے گا اگرچہ وہ شخص اسی طرح کے ظلم کرتا ہو کہ لوگوں کے مکانوں میں بغیر کرایہ زبردستی رہتا ہو اور یہ بات مشہور ہو کیونکہ ایسی جائداد جو کرایہ ہی کے لیے ہے اُس کا بہرحال کرایۂ مثل دینا ہوگا اسی طرح جائدادِ موقوفہ[4] اور مال یتیم کا کرایۂ مثل دینا ہی ہوگا اگرچہ استعمال کرنے والے نے غصب کے طور پر استعمال کیا ہو۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب ضمان الأجیر، ج۹، ص۱۲۳.

2 ...... المرجع السابق، ص۱۲۲.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الإجارة، باب ضمان الأجیر، مبحث: اختلاف المؤجر... إلخ، ج۹، ص۱۲۷.

4 ...... وقف شدہ جائداد۔

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الإجارة، باب ضمان الأجیر، مبحث: اختلاف المؤجر... إلخ، ج۹، ص۱۲۸.

دو شرطوں میں سے ایک پر اجارہ

مسئلہ ۱: درزی سے کہا اگر اس کپڑے کی اچکن[1] سیوگے تو ایک روپیہ سلائی اور شیروانی سی تو دو روپے یہ صورت جائز ہے جو سی کر لائے گا اُس کی سلائی پائے گا۔ یوہیں رنگریز[2] سے کہا کہ اِس کپڑے کو کسم[3] سے رنگو گے تو ایک روپیہ اور زعفران سے رنگو تو دو روپے۔ اسی طرح اگر یہ کہا کہ اس مکان میں رہو گے تو پانچ روپے کرایہ کے ہیں اور اُس میں رہو گے تو دس۱۰ روپے یہ بھی جائز ہے۔ اگر تانگہ والے سے کہا کہ فلاں جگہ تک لے جاؤ گے تو ایک روپیہ کرایہ اور فلاں جگہ تو دو روپے یہ بھی جائز ہے ان سب میں جو صورت پائی گئی اُسی کی اُجرت دی جائے گی۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: درزی سے کہا اگر آج سی کر دیا تو ایک روپیہ اور کل دیا تو آٹھ آنے۔ اُس نے آج ہی سی کر دے دیا تو ایک روپیہ دینا ہوگا دوسرے دن دے گا تو اُجرت مثل واجب ہوگی جو آٹھ آنے سے زیادہ نہ ہوگی۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۳: اگر درزی سے یہ کہا ہے کہ آج سی دے گا تو ایک روپیہ اور کل سیا تو کچھ اُجرت نہیں اگر آج سیا تو ایک روپیہ ملے گا اور دوسرے دن سیا تو اُجرت مثل ملے گی جو ایک روپیہ سے زائد نہ ہوگی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: درزی سے کہا اگر تم نے خود سیا تو ایک روپیہ اور شاگرد سے سلوایا تو آٹھ آنے یہ بھی جائز ہے جس نے سیا اُس کے لیے جو مزدوری مقرر ہے وہ ملے گی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: جس طرح دو چیزوں میں اختیار دیا جا سکتا ہے تین چیزوں میں بھی ہو سکتا ہے چار چیزوں میں اختیار دیا یہ ناجائز ہے۔[8] (ہدایہ)

مسئلہ ۶: اس دکان یا مکان میں اگر تم نے عطار کو رکھا تو ایک روپیہ کرایہ اور لوہار کو رکھا تو دو روپے یہ بھی جائز ہے۔[9] (ہدایہ)

---

1 ...... ایک قسم کا مردانہ لباس۔ 2 ...... کپڑے رنگنے والا۔

3 ...... ایک قسم کا پھول جس سے گہرا سرخ رنگ نکلتا ہے اور اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔

4 ...... "الهداية"، كتاب الإجارات، باب الإجارة على أحد الشرطين، ج۲، ص۲۴۴.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الإجارة، الباب السادس فى الإجارة... إلخ، ج۴، ص۴۲۳.

7 ...... المرجع السابق، ص۴۲۲.

8 ...... "الهداية"، كتاب الإجارات، باب الإجارة على احد الشرطين... إلخ، ج۲، ص۲۴۴.

9 ...... المرجع السابق.

خدمت کے لیے اجارہ اور نابالغ کو نوکر رکھنا

مسئلہ ۱: مرد اپنی خدمت کے لیے عورت کو نوکر رکھے یہ ممنوع ہے وہ عورت آزاد ہو یا کنیز دونوں کا ایک حکم ہے کہ کبھی دونوں تنہائی میں بھی ہوں گے اور اجنبیہ کے ساتھ خلوت (تنہائی) کی ممانعت ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: عورت نے ایسے شخص کی ملازمت کی جو بال بچوں والا ہے اس میں حرج نہیں جیسا کہ عموماً ہندوستان میں کھانا پکانے اور گھر کے کاموں کے لیے ماما ئیں نوکر رکھی جاتی ہیں مگر یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ مرد کو اس کے ساتھ تنہائی نہ ہو۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: اپنی عورت کو اپنی خدمت کے لیے نوکر رکھے یہ نہیں ہوسکتا کہ عورت پر، خود ہی اپنے شوہر کی خدمت واجب ہے پھر نوکری کے کیا معنی اسی وجہ سے گھر کے جتنے کام عورتیں عموماً کیا کرتی ہیں مثلاً پینا، پکانا، جھاڑو دینا، برتن دھونا، وغیرہا ان پر اپنی عورت سے اجارہ نہیں ہوسکتا۔[3] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۴: (کوئی بدنصیب) اگر اپنے والدین یا دادا، دادی کو خدمت کے لیے نوکر رکھے یہ اجارہ ناجائز ہے مگر انہوں نے اگر کام کرلیا تو اُجرت کے مستحق ہوں گے اور وہی اُجرت پائیں گے جو طے ہوچکی ہے اگرچہ اُجرت مثل اس سے کم ہو۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: ان کے علاوہ دیگر رشتہ داروں کو مثلاً بھائی یا چچا وغیرہ کو خدمت کے لیے نوکر رکھنا جائز ہے، مگر بعض نے فرمایا کہ بڑے بھائی یا چچا کو جو عمر میں بڑا ہے، ملازم رکھنا جائز نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: مسلمان نے کافر کی خدمت گاری کی نوکری کی یہ منع ہے بلکہ کسی ایسے کام پر کافر سے اجارہ نہ کرے جس میں مسلم کی ذلت ہو۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: باپ اپنے نابالغ لڑکے کو ایسے کام کے لیے اُجرت پر دے سکتا ہے جس کے کرنے کی اُسے طاقت ہو اور باپ نہ ہوتو اوس کا وصی، یہ بھی نہ ہوتو دادا، اور دادا بھی نہ ہوتو اُس کا وصی نابالغ کو اجارہ پر دے سکتا ہے اور اگر ان میں کوئی

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الإجارة ، الباب الحادی عشر فی الاستئجار للخدمة، ج٤، ص٤٣٤.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الإجارة ، الباب الحادی عشر فی الاستئجار للخدمة، ج٤، ص٤٣٤، ٤٣٥، وغیرہ.

4 ......المرجع السابق، ص٤٣٥. 5 ......المرجع السابق. 6 ......المرجع السابق.

نہ ہو تو ذو رحم محرم [1] جس کی پرورش میں وہ بچہ ہے دے سکتا ہے۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۸: ذو رحم محرم نے بچہ کو اجارہ پر دیا اور وہ بچہ اُسی کی پرورش میں ہے تو جو کچھ مزدوری ملی ہے اُس بچہ پر خرچ نہیں کرسکتا جس طرح بچہ کو کسی نے ہبہ کیا تو وہ رشتہ دار ہبہ کو قبول کرسکتا ہے مگر بچہ پر اُسے خرچ نہیں کرسکتا۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۹: قاضی نے اگر حکم دیدیا ہے کہ جو کچھ یہ بچہ کما کر لائے حسب ضرورت اس پر خرچ کیا جائے اُس وقت خرچ کرنا جائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: باپ دادا یا ان کے وصی یا قاضی نے نابالغ کو اجارہ پر دیا اور مدت اجارہ ختم ہونے سے پہلے وہ بالغ ہوگیا تو اس کو اختیار ہے کہ اجارہ کو باقی رکھے یا فسخ کردے اور اگر نابالغ کی کسی چیز کو اُنھوں نے اجارہ پر دیدیا ہے اور مدت پوری ہونے سے پہلے یہ بالغ ہوگیا تو اجارہ فسخ نہیں کرسکتا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: نابالغ کو اُس کے باپ نے کھانے کپڑے پر ایک سال کے لیے نوکر رکھوادیا جب مدت پوری ہوئی تو اُجرت مثل کا مطالبہ کرسکتا ہے کیونکہ جو اجارہ منعقد کیا تھا وہ بوجہ اُجرتِ مجہول [6] ہونے کے فاسد ہے اور سال بھر تک جو مستاجر نے [7] لڑکے کو کھلایا ہے یہ تبرّع ہے اس کو منہا نہیں کیا جاسکتا [8] البتہ جو کپڑے اُسکے پاس اس کے دیے ہوئے ہوں اُن کو واپس لے سکتا ہے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: نابالغ لڑکا جس کو ولی نے منع کردیا ہے اُس نے اُجرت پر کام کرنے کے لیے عقد کیا یہ اجارہ ناجائز ہے مگر کام کرنے کے بعد پوری اُجرت کا مستحق ہوگا اور اگر اُس کام میں ہلاک ہوگیا تو دیت واجب ہوگی۔[10] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: مستاجر نے بچہ کو جس نے بغیر اِذنِ ولی عقد اجارہ کیا ہے پیشگی اُجرت دیدی یہ اُجرت واپس نہیں لے سکتا

---

1 ......قریبی رشتہ دار۔

2 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الإجارات ،فصل فی اجارة الوقف و مال الیتیم، ج۲،ص۱۱ .

3 ......المرجع السابق،ص۱۲ .

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإجارة، الباب الحادی عشر فی الاستئجار للخدمة، ج٤،ص٤٣٧ .

5 ......المرجع السابق.

6 ......نامعلوم اُجرت۔ 7 ......یعنی اپنا نوکر رکھنے والے نے۔

8 ......یعنی یہ ایک احسان ہے اِسے اُجرت سے کاٹا نہیں جاسکتا۔

9 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإجارة ، الباب الحادی عشر فی الاستئجار للخدمة، ج٤،ص٤٣٧ .

10 ......"ردالمحتار"، کتاب الإجارة،باب ضمان الأجیر، مطلب: فی الحارس و الخاناتی، ج۹،ص۱۲٤ .

کیونکہ اگرچہ یہ اجارہ اس وقت ناجائز ہے مگر کام کرنے کے بعد صحیح ہو جائے گا اسی وجہ سے اِس صورت میں جو اُجرت مقرر ہوئی ہے وہ پوری دلائی جاتی ہے۔[1] (درمختار)

موجِر اور مستاجر کے اختلافات

مسئلہ ۱: پن چکی کرایہ پر دی ہے مستاجر کہتا ہے نہر میں پانی تھا ہی نہیں اس وجہ سے پن چکی چل نہ سکی لہٰذا کرایہ دینا مجھ پر لازم نہیں اور چکی کا مالک کہتا ہے پانی تھا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر گواہ نہ ہوں تو اِس وقت جو حالت ہو اُسی کے موافق زمانہ گزشتہ کے متعلق حکم دیا جائے گا اگر پانی اس وقت ہے تو مالک کی بات مانی جائے گی اور نہیں ہے تو مستاجر کی بات معتبر ہے اور جس کی بات بھی معتبر ہوگی قسم کے ساتھ معتبر ہوگی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲: پن چکی کا پانی کچھ دنوں بند رہا مگر کتنے دنوں بند رہا اس میں موجر[3] اور مستاجر[4] دونوں کا اختلاف ہے مستاجر کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہوگی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳: پن چکی کرایہ پر دی اور یہ شرط کردی کہ پانی رہے یا نہ رہے ہر صورت میں کرایہ دینا ہوگا اس شرط کی وجہ سے اجارہ فاسد ہوگا اور جن دنوں میں پانی نہ تھا اُن کا کرایہ واجب نہ ہوگا پانی جاری رہنے کے زمانے کی اُجرت مثل واجب ہوگی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: کپڑا سینے کو دیا تھا یہ کہتا ہے میں نے قمیص سینے کو کہا تھا درزی کہتا ہے اچکن سینے کو کہا تھا یا رنگنے کو دیا یہ کہتا ہے میں نے سُرخ رنگنے کو کہا تھا رنگریز کہتا ہے زرد رنگنے کے لیے کہا تھا تو کپڑے والے کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے اور جب اُس نے قسم کھائی تو اختیار ہے کہ اپنے کپڑے کا تاوان لے یا اسی کو لے لے اور اُجرت مثل دیدے۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۵: اگر مالک کہتا ہے میں نے مفت سینے یا رنگنے کے لیے دیا تھا اور سینے والا یا رنگنے والا کہتا ہے اُجرت پر دیا تھا

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ج۹، ص۱۲٤.

2 ......المرجع السابق، ص۱۲٦.

3 ......پن چکی کے مالک۔ 4 ......پن چکی کو کرایہ پر لینے والے۔

5 ......"الدرالمختار"، كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ج۹، ص۱۲٦.

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الإجارة، الباب الخامس في الخيار...إلخ، ج٤، ص٤٢١.

7 ......"الهداية"، كتاب الإجارات، باب الإختلاف في الإجارة، ج۲، ص۲٤٦.

تو اس میں بھی کپڑے والے کا قول معتبر ہے مگر جبکہ اُس شخص کا یہ پیشہ ہے اور اُجرت پر کام کرنا معروف و مشہور ہے اور اُس کا حال یہی بتاتا ہے کہ اُجرت پر کام کرتا ہے کہ دکان اُس نے اسی کام کے لیے کھول رکھی ہے تو ظاہر حال یہی ہے کہ اُجرت پر اس نے کام کیا ہے لہٰذا قسم کے ساتھ اسی کا قول معتبر ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۷: ابھی کام کیا ہی نہیں ہے اور یہی اختلافات ہوئے تو دونوں پر حلف ہے[2] اور پہلے مستاجر پر قسم دی جائے گی۔ قسم کھانے سے جو انکار کرے گا اُس کے خلاف فیصلہ ہوگا اور دونوں نے قسمیں کھالیں تو عقد فسخ کر دیا جائے گا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: ایک چیز اُجرت پر لی ہے اور ابھی اُس میں تصرف بھی نہیں کیا ہے کہ مالک اور مستاجر میں اختلاف ہوگیا مستاجر کہتا ہے اُجرت پانچ روپے ہے اور مالک دس روپے بتاتا ہے جو گواہ پیش کرے اُس کے موافق حکم ہوگا اور دونوں نے گواہ پیش کیے تو مالک کے گواہ پر فیصلہ ہوگا اور اگر کسی کے پاس گواہ نہیں تو دونوں پر حلف ہے اور مستاجر سے پہلے قسم کھلائی جائے اگر دونوں قسم کھا جائیں اجارہ کو فسخ کر دیا جائے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۹: مدت اجارہ یا مسافت کے متعلق اختلاف ہے اس کا بھی وہی حکم ہے مگر اس صورت میں مالک کو پہلے قسم دی جائے اور دونوں گواہ پیش کریں تو مستاجر کے گواہ معتبر ہوں گے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۰: مدت اور اُجرت دونوں باتوں میں اختلاف ہے مستاجر کہتا ہے دو مہینے کے لیے میں نے دس روپے کرایہ پر مکان لیا ہے اور مالک کہتا ہے ایک ماہ کے لیے بیس روپے پر اگر دونوں گواہ پیش کریں تو جس کے گواہ زیادہ بتاتے ہیں اُس کی بات معتبر ہے یعنی دو ماہ کے لیے بیس روپے پر اجارہ قرار دیا جائے اور اگر کچھ مدت تک اِنتفاع کے بعد[6] اختلاف ہوا یا کچھ مسافت طے کر لینے کے بعد اختلاف ہوا تو دونوں پر حلف دیکر آئندہ کے متعلق اجارہ فسخ کر دیا جائے اور گزشتہ کے متعلق مستاجر کا قول مانا جائے۔[7] (خانیہ)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ج۹، ص۱۲۷.

2 ...... قسم اُٹھانا ہے۔

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ج۹، ص۱۲۷.

4 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الإجارات، فصل في الاختلاف، ج۳، ص۴۲.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... نفع اُٹھانے کے بعد۔

7 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الإجارات، فصل في الاختلاف، ج۳، ص۴۲، ۴۳.

مسئلہ ۱۱: مالک مکان نے گواہوں سے ثابت کیا کہ یہ مکان تین ماہ کے لیے تین روپے مہینہ کرایہ پر دیا ہے اور مستاجر کہتا ہے چھ ماہ کے لیے ایک روپیہ مہینہ کرایہ پر لیا ہے اور یہ بھی گواہ پیش کرتا ہے تو تین مہینے کا کرایہ نو روپے دینا ہوگا اور تین مہینے کا کرایہ تین روپے ایک روپیہ ماہوار کرایہ دینا ہوگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: کتنا حصہ مکان کا کرایہ پر دیا ہے اس میں اختلاف ہے اور مکان میں رہنے سے قبل یہ اختلاف ہوا تو دونوں پر حلف ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: اُجرت کیا چیز تھی اس میں اختلاف ہے یا اُجرت از قبیل نقد[3] ہے اُس کی صفت میں اختلاف ہے دونوں پر حلف ہے اور اگر اُجرت غیر نقود[4] سے ہو تو اُس کی مقدار یا جنس میں اختلاف کی صورت میں دونوں پر قسم ہے اور اگر اُس کی صفت میں اختلاف ہے تو مستاجر کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہے۔[5] (عالمگیری)

اجارہ فسخ کرنے کا بیان

مسئلہ ۱: اجارہ میں خیار شرط ہو سکتا ہے لہٰذا مستاجر نے اجارہ میں تین دن کا خیار اپنے لیے رکھا تو اندرون مدت اجارہ کو فسخ کر سکتا ہے۔ مکان کرایہ پر لیا تھا اور مدت کے اندر اُس میں سکونت کی خیار جاتا رہا اب فسخ نہیں کر سکتا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: مالک مکان نے اپنے لیے خیار شرط رکھا تھا اور اندرون مدت مستاجر اُس مکان میں رہا اس کا کرایہ اُس کے ذمہ لازم نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: مستاجر کو تین دن کا خیار تھا اُس نے تیسرے دن اجارہ کو فسخ کر دیا تو دو دن کا کرایہ اُس کے ذمہ لازم نہیں ہوا۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: اجارہ میں خیار رویت بھی ہو سکتا ہے جس مکان کو کرایہ پر لیا اُس کو کرایہ دار نے دیکھا نہیں ہے تو دیکھنے کے

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة،الباب الخامس والعشرون فی الإختلاف الواقع...إلخ،الفصل الأول،ج٤،ص٤٧٧.

2 ......المرجع السابق، ص٤٧٨.

3 ......یعنی سونے، چاندی وغیرہ کی قسم سے۔

4 ......یعنی سونے، چاندی اور کرنسی کے علاوہ دوسری چیزیں۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة،الباب الخامس والعشرون فی الإختلاف الواقع...إلخ، الفصل الأول،ج٤،ص٧٨.

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة ، الباب الخامس فی الخيار...إلخ، ج٤،ص٤١٩.

7 ......المرجع السابق.

8 ......"ردالمحتار"، كتاب الإجارة، باب فسخ الإجارة، ج٩،ص١٢٩.

بعد اجارہ فسخ[1] کرنے کا اُسے خیار حاصل ہے اور اگر پہلے کسی وقت میں اُس مکان کو دیکھ چکا ہے تو خیار رویت نہیں مگر جبکہ اُس میں کوئی حصہ منہدم ہوگیا[2] ہے جو سکونت کے لیے مضر ہے[3] تو اب دیکھنے کے بعد اجارہ کو فسخ کرسکتا ہے۔[4] (عالمگیری) یہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ جن کاموں میں محل کے اختلاف سے اختلاف ہوتا ہے اُن میں چیز کو دیکھنے کے بعد اجیر کو اختیار ہوتا ہے جیسے کپڑے کا دھونا یا سینا۔

مسئلہ ۵: روئی دھنکنے[5] کے لیے نداف[6] سے طے کیا کہ اتنی روئی کی یہ مزدوری ہوگی اس کو دیکھنے کے بعد نداف کو اختیار نہیں ہوگا ہاں اگر طے کرنے کے وقت اس کے پاس روئی ہی نہیں ہے تو اجارہ صحیح ہی نہ ہوا۔ یوہیں دھوبی سے تھان دھونے کے لیے طے کیا اور تھان اس کے پاس نہیں ہے تو اجارہ جائز نہیں ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: اجارہ میں مستاجر کو خیار عیب بھی ہوتا ہے جس طرح بیع میں مشتری[8] کو خیار عیب ہوتا ہے مگر بیع میں اگر قبضہ کے بعد عیب ظاہر ہوا تو جب تک بائع[9] راضی نہ ہو یا قاضی حکم نہ دیدے مشتری واپس نہیں کرسکتا اور قبضہ سے قبل تنہا مشتری واپس کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور اجارہ میں قبل قبضہ اور بعد قبضہ دونوں صورتوں میں مستاجر واپس کرنے کا اختیار رکھتا ہے نہ مالک کی رضامندی کی ضرورت ہے نہ قاضی کے حکم کی ضرورت۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: مکان کرایہ پر لیا اور اُس میں کوئی عیب ہے جو سکونت کے لیے ضرررساں ہے مثلاً اُس کی کوئی کڑی[11] ٹوٹی ہوئی ہے یا عمارت کمزور ہے تو واپس کرسکتا ہے۔ یوہیں اگر قبضہ کرنے کے بعد اس قسم کا عیب پیدا ہوگیا تو اجارہ فسخ کرسکتا ہے۔[12] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: مستاجر نے باوجود عیب کے اُس چیز سے نفع اُٹھایا تو پوری اُجرت دینی ہوگی یہ نہیں ہوسکتا کہ نقصان کے مقابل میں کچھ اُجرت کم کرے اور اگر مالک نے چیز میں جو کچھ نقصان تھا اُسے زائل کردیا مثلاً مکان ٹوٹا پھوٹا تھا ٹھیک کرادیا

---

1 ......ختم۔ 2 ......گرگیا۔ 3 ......رہنے کے لیے نقصان دہ ہے۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة، الباب الخامس فی الخيار...إلخ، ج٤، ص٤١٩.

5 ......دھنے۔ 6 ......روئی دھنے والا۔

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة، الباب الخامس فی الخيار...إلخ، ج٤، ص٤٢٠.

8 ......خریدار۔ 9 ......بیچنے والا۔

10 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة، الباب الخامس فی الخيار...إلخ، ج٤، ص٤٢٠.

11 ......شہتیر۔

12 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة، الباب الخامس فی الخيار...إلخ، ج٤، ص٤٢٠.

تو اب مستاجر کو فسخ کرنے کا اختیار نہ رہا۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۹: بیل کرایہ پر لیا تھا کہ اس سے روزانہ اتنا کھیت جوتا جائے گا یا چکی میں اتنا آٹا پیسا جائے گا اب دیکھا تو اُس بیل سے اتنا کام نہیں ہوسکتا مستاجر کو اختیار ہے کہ اُسے رکھے یا واپس کردے اگر رکھے گا تو پوری اُجرت دینی ہوگی واپس کرے گا جب بھی اُس دن کا کرایہ پورا دینا ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: چند قطعات زمین[3] ایک عقد سے اجارہ پر لیے اور بعض کو دیکھا ناپسند آیا سب کا اجارہ فسخ کرسکتا ہے کیونکہ یہاں ایک ہی عقد ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: جس اجارہ میں مستاجر کو اپنی کوئی چیز بغیر عوض ہلاک کرنا ہوتا ہے بغیر عذر بھی مستاجر کو ایسا اجارہ فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً کتابت یعنی لکھنے پر اجارہ کیا تو لکھوانے والے کو کاغذ اور کاتب کو روشنائی خرچ کرنی ہوگی یا زراعت کے لیے زمین کو اجارہ پر لیا ہے کھیت بونے میں غلہ زمین میں ڈالنا ہوگا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: جس غرض کے لیے اجارہ ہوا اگر وہ غرض ہی باقی نہ رہی یا شرعاً ایسا عذر پیدا ہوگیا کہ عقد اجارہ پر عمل نہ ہوسکے تو ان صورتوں میں اجارہ بغیر فسخ کیے خود ہی فسخ ہوجائے گا مثلاً کسی عضو میں زخم ہے جو سرایت کررہا ہے اندیشہ ہے کہ اگر اس عضو کو نہ کاٹا گیا تو زیادہ خرابی پیدا ہوجائے گی یا دانت میں درد تھا اور جراح[6] یا ڈاکٹر سے عضو کاٹنے یا دانت اوکھاڑنے کے لیے اجارہ کیا مگر اس کے عمل سے قبل زخم اچھا ہوگیا اور دانت کا درد جاتا رہا اجارہ فسخ ہوگیا کہ یہاں شرعاً عمل ناجائز ہے کیونکہ بلاوجہ عضو کاٹنا یا دانت اوکھاڑنا درست نہیں۔ یا کسی نے اپنے مدیون کی تلاش کرنے کے لیے جانور کرایہ پر لیا اُس کو خبر ملی تھی کہ وہ فلاں جگہ ہے یا کوئی لڑکا یا جانور بھاگ گیا ہے اُس کو تلاش کرنے کے لیے سواری کرایہ کی اور جانے سے پہلے مدیون یا وہ بھاگا ہوا خود ہی آگیا اجارہ فسخ ہوگیا کہ اب وہاں جانے کا سبب ہی باقی نہ رہا۔ یا اس کو گمان ہوا کہ مکان کی عمارت کمزور ہوگئی ہے کہیں گر نہ پڑے کسی شخص کو گرانے کے لیے اجیر کیا پھر معلوم ہوا کہ عمارت میں کوئی خرابی نہیں ہے اجارہ فسخ ہوگیا۔

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الإجارات، باب فسخ الإجارة، ج۲، ص۲٤٦، ۲٤۷.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الإجارة، الباب الخامس فى الخيار...إلخ، ج٤، ص٤۲۱.

3 ...... زمین کے چند ٹکڑے۔

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الإجارة، باب فسخ الإجارة، ج۹، ص۱۳۰.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الإجارة، الباب التاسع عشر فى فسخ الإجارة...إلخ، ج٤، ص٤٥۸.

6 ...... زخموں کا علاج کرنے والا۔

یا دعوت ولیمہ کے لیے باورچی کو کھانا پکانے کے لیے مقرر کیا اور دولہن کا انتقال ہوگیا اجارہ فسخ ہوگیا کہ ان صورتوں میں وہ غرض ہی باقی نہ رہی جس کے لیے اجارہ کیا تھا۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۱۳: جس عقد اجارہ پر عمل کرنا شرع کے خلاف نہ ہو مگر اجارہ باقی رکھنے میں کچھ نقصان پہنچے گا تو وہ خود بخود فسخ نہیں ہوگا بلکہ فسخ کرنے سے فسخ ہوگا پھر اس میں دو صورتیں ہیں کہیں تو عذر ظاہر ہوگا اور کہیں مشتبہ حالت ہوگی اگر عذر بالکل ظاہر ہے جب تو وہ صاحب عذر خود ہی فسخ کرسکتا ہے اور مشتبہ حالت ہو تو رضامندی یا حکم قاضی سے فسخ ہوگا۔[2] (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: عیب کی وجہ سے اُسی وقت اجارہ کو فسخ کیا جاسکتا ہے جب منفعت فوت ہوتی ہو مثلاً مکان منہدم ہوگیا پن چکی کا پانی ختم ہوگیا کھیت کے لیے پانی نہ رہا کہ زراعت ہوسکے اور اگر ایسا عیب ہے کہ بلامضرت[3] منفعت حاصل کی جاسکتی ہو تو فسخ کرنے کے لیے یہ عذر نہیں مثلاً خدمت گار کی ایک آنکھ جاتی رہی یا اُس کے بال گر گئے یا مکان کی ایک دیوار گر گئی مگر سکونت کے لیے یہ مضر نہیں۔[4] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: تھوڑا سا پانی ہے کہ تمام کھیتوں کی آب پاشی نہیں کرسکتا مزارع[5] کو اختیار ہے اگر چاہے کل کا اجارہ فسخ کردے اور نہیں فسخ کیا تو اُس پانی سے جتنے کھیت کی آبپاشی کرسکتا ہے اُن کا لگان[6] واجب ہے باقی کا نہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: پن چکی کا پانی بند ہوگیا اور وہ پن چکی والا مکان سکونت کے قابل بھی ہے جس میں کرایہ دار کی سکونت رہی اور عقد اجارہ میں سکونت بھی داخل تھی تو اگرچہ چکی کا کرایہ نہیں دینا ہوگا مگر سکونت کا کرایہ دینا ہوگا یعنی کرایہ کا جتنا حصہ سکونت کے مقابل ہے وہ دینا ہوگا۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الإجارات ، فصل فیما ینقص به الإجارة...إلخ، ج۲، ص۳۸.

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإجارة، الباب التاسع عشر فی فسخ الإجارة...إلخ، ج٤، ص٤٥٨.

و"رد المحتار"، کتاب الإجارة، باب فسخ الإجارة، ج۹، ص۱۳٦.

3 ......یعنی نقصان وتکلیف کے بغیر۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب فسخ الإجارة، ج۹، ص۱۳۰.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإجارة، الباب التاسع عشر فی فسخ الإجارة...إلخ، ج٤، ص٤٥٨.

5 ......کاشتکار۔ 6 ......خراج، ٹھیکہ۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب فسخ الإجارة، ج۹، ص۱۳۱.

8 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الإجارة، باب فسخ الإجارة، ج۹، ص۱۳۳.

مسئلہ ۱۷: مکان کی مرمت، اُس کی چھت پر مٹی ڈلوانا، کھپریل چھوانا[1]، پرنالہ درست کرانا، زینہ درست کرانا، روشن دان میں شیشہ لگانا اور مکان کے متعلق ہر وہ چیز جو سکونت کے لیے مُخِل[2] ہو ٹھیک کرنا مالک مکان کے ذمہ ہے اگر مالک مکان ٹھیک نہ کرائے تو کرایہ دار مکان چھوڑ سکتا ہے ہاں اگر بوقت اجارہ مکان اسی حالت میں تھا اور دیکھ بھال کر کرایہ پر لیا تو فسخ نہیں کرسکتا کہ کرایہ داران عیوب پر راضی ہوگیا۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: کرایہ کے مکان میں کوآں ہے اُس میں سے مٹی نکلوانے کی ضرورت ہے مٹی پٹ جانے کی وجہ سے[4] پانی نہیں دیتا یا مرمت کرانے کی ضرورت ہے یہ بھی مالک کے ذمہ ہے مگر مالک کو ان کاموں پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اور اگر کرایہ دار نے ان کاموں کو خود کرلیا تو مُتَبَرِّع ہے مالک سے معاوضہ نہیں لے سکتا نہ کرایہ سے یہ مصارف وضع کرسکتا ہے یہ البتہ ہے کہ اگر مکان والا ان کاموں کو نہ کرے تو یہ مکان چھوڑ سکتا ہے۔ چہ بچہ[5] یا نالیوں کو صاف کرانا کرایہ دار کے ذمہ ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: کرایہ دار نے مکان خالی کردیا دیکھا گیا تو مکان میں مٹی، خاک، دھول، راکھ، پڑی ہوئی ہے ان کو اُٹھوانا اور صاف کرانا کرایہ دار کے ذمہ ہے اور چہ بچہ پٹا پڑا[7] ہے تو اس کو خالی کرانا کرایہ دار کے ذمہ نہیں۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: دو مکان ایک عقد میں کرایہ پر لیے تھے ان میں سے ایک گر گیا کرایہ دار دوسرے کو بھی چھوڑ سکتا ہے۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: مالک مکان کے ذمہ دَین[10] ہے جس کا ثبوت گواہوں سے ہو یا خود اُس کے اقرار سے اور اُسکے پاس اس مکان کے سوا کوئی دوسرا مال نہیں جس سے دَین ادا کیا جائے تو اجارہ فسخ کرکے اس مکان کو بیچ کر دَین ادا کیا جائے گا۔ یوہیں اگر مالکِ مکان مفلس ہوگیا اُس کے لیے اور بال بچوں کے لیے کچھ کھانے کو نہیں ہے اس مکان کو بیچ سکتا ہے قاضی اس بیع کے

---

1 ...... کھپریلوں سے چھت بنوانا۔

2 ...... رہائش کے لیے پریشانی کا باعث۔

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإجارۃ، باب فسخ الإجارۃ، ج۹، ص۱۳٤.

و "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الإجارۃ، الباب السابع عشر فیما یجب علی المستأجر... إلخ، ج٤، ص٤٥٨.

4 ...... یعنی مٹی، گردوغبار وغیرہ سے بھر جانے کی وجہ سے۔

5 ...... گڑھا یا چھوٹا حوض جس میں پانی جمع کیا جائے۔

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الإجارۃ، باب فسخ الإجارۃ، ج۹، ص۱۳٤.

7 ...... یعنی مٹی، گردوغبار وغیرہ سے بھرا ہوا۔

8 ...... "ردالمحتار"، کتاب الإجارۃ، باب فسخ الإجارۃ، ج۹، ص۱۳٤.

9 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإجارۃ، باب فسخ الإجارۃ، ج۹، ص۱۳٥.

10 ...... قرض۔

نفاذ کا حکم دے گا اُسی کے ضمن میں اجارہ بھی فسخ ہوجائے گا اس کے لیے دوسرے حکم کی ضرورت نہیں ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: مالک مکان پیشگی کرایہ لے چکا ہے اور وہ اتنا ہے کہ مکان کی قیمت کو مستغرق[2] ہے تو اگرچہ اُس کے ذمہ دیون ہوں ان کے ادا کرنے کے لیے مکان نہیں بیچا جائے گا اور اجارہ فسخ نہیں کیا جائے گا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: دکاندار مفلس ہوگیا کہ تجارت نہیں کرسکتا دکان کا اجارہ فسخ کرنے کے لیے یہ عذر ہے کہ دکان کو کرایہ پر رکھ کر اب کیا کرے گا۔ اسی طرح جو درزی اپنا کپڑا سی کر بیچتا ہے جیسا کہ شہروں میں اس قسم کے درزی بھی ہیں جو صدری[4] وغیرہ سی کر بیچا کرتے ہیں اس کا مفلس ہوجانا بھی دکان کا اجارہ فسخ کرنے کے لیے عذر ہے اور جو درزی دکان پر دوسروں کے کپڑے سیتے ہیں اُن کے لیے سوئی اور قینچی کے سوا کسی چیز کی ضرورت نہیں ان کا مفلس ہوجانا فسخ اجارہ کے لیے عذر نہیں ہے ہاں اگر لوگوں میں اس کی خیانت مشہور ہوگئی ہو اور کپڑے دینے سے لوگ گریز کرتے ہوں کہ اگر ہضم کرگیا تو اس کے پاس مال بھی نہیں ہے جس سے تاوان وصول کریں تو اب دکان چھوڑنے کے لیے عذر ہوگیا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: جس بازار میں دکان ہے وہ بازار بند ہوگیا کہ وہاں اب تجارت ہی نہیں ہوسکتی یہ بھی دکان چھوڑنے کے لیے عذر ہے اور اگر بازار چالو ہے مگر یہ دکاندار دوسری دکان میں منتقل ہونا چاہتا ہے جو اس سے زیادہ کشادہ ہے یا اُس کا کرایہ کم ہے اور اُس دکان میں بھی یہی کام کرے گا جو یہاں کر رہا ہے تو دکان نہیں چھوڑسکتا اور اگر دوسرا کام کرنا چاہتا ہے اس لیے اس کو چھوڑ کر دوسری دکان میں جانا چاہتا ہے اور یہ کام پہلی دکان میں نہیں ہوسکتا تو عذر ہے اور پہلی میں بھی ہوسکتا ہے تو عذر نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: نہ دکاندار مفلس ہوا نہ بازار بند ہوا بلکہ وہ اب یہ کام کرنا ہی نہیں چاہتا کہ دکان کی ضرورت ہو یہ بھی دکان چھوڑنے کے لیے عذر ہے۔[7] (درمختار)

---

1 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الإجارة،باب فسخ الإجارة،مطلب: فسق المستأجر...إلخ،ج۹،ص۱۳۷.

2 ......گھیرے ہوئے۔

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب فسخ الإجارة، ج۹،ص۱۳۷.

4 ......واسکٹ وغیرہ۔

5 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الإجارة، باب فسخ الإجارة،مطلب: فسق المستأجر...إلخ، ج۹،ص۱۳۷.

6 ......"ردالمحتار"، کتاب الإجارة، باب فسخ الإجارة، مطلب: فسق المستأجر...إلخ،ج۹،ص۱۳۸.

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، باب فسخ الإجارة، مطلب: فسق المستأجر...إلخ،ج۹،ص۱۳۸۔۱۳۹.

مسئلہ ۲۶: کرایہ دار اب دوسرے شہر میں جانا چاہتا ہے یہاں کی سکونت[1] ترک کرنا چاہتا ہے جیسا کہ اکثر ملازمت پیشہ کو پیش آتا ہے کہ کبھی ایک شہر میں رہے پھر دوسرے شہر کو چلے گئے یہ فسخ اجارہ کے لیے عذر ہے اور مالک مکان اگر پردیس جانا چاہتا ہے تو اس کی جانب سے اجارہ کو فسخ نہیں کیا جاسکتا کہ اُس کی جانب سے یہ عذر نہیں ہے۔ اور اگر مالک مکان یہ کہتا ہے کہ کرایہ دار نے مکان چھوڑنے کا یہ حیلہ تراشا ہے وہ پردیس نہیں جانا چاہتا تو کرایہ دار پر یہ قسم دی جائے گی کہ اُس نے سفر میں جانے کا مستحکم ارادہ کرلیا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۷: جن دو شخصوں نے عقد اجارہ کیا اُن میں ایک کی موت سے اجارہ فسخ ہوجاتا ہے جبکہ اُس نے اپنے لیے اجارہ کیا اور اگر دوسرے کے لیے اجارہ کیا مثلاً وکیل کہ یہ موکل کے لیے اجارہ کرتا ہے اور وصی[3] کہ یہ یتیم کے لیے یا متولیِ وقف ان کی موت سے اجارہ فسخ نہیں ہوتا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۸: مکۂ معظّمہ یا مدینۂ طیبہ یا کسی دوسری جگہ کرایہ کے جانور پر جارہا ہے اور سواری کا مالک مرگیا اگر اجارہ کے فسخ کا حکم دیا جائے تو یہ شخص بیابان اور جنگل میں کیوں کر سفر قطع کرے گا[5] اور وہاں قاضی یا حاکم بھی نہیں کہ وہ میت کا قائم مقام ہو کر اجارہ کا حکم دے تو جب تک ایسے مقام پر نہ پہنچ جائے جہاں قاضی وغیرہ ہوں اُس وقت تک اجارہ باقی رہے گا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: عاقدین کے مجنوں ہوجانے سے اجارہ فسخ نہیں ہوتا اگرچہ جنون مطبق ہو۔ یوہیں مرتد ہونے سے فسخ نہیں ہوتا۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: جس چیز کو اجارہ پر لیا تھا مستاجر اُس کا مالک ہوگیا اجارہ جاتا رہا مثلاً مالک نے اسے چیز ہبہ کردی یا اس نے خرید لی یا کسی طرح اس کی ملک میں آگئی۔[8] (ردالمحتار)

---

1 ......رہائش۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارۃ ،باب فسخ الإجارۃ، ج۹، ص۱۳۹.

3 ......مرنے والا جس شخص کو اپنی وصیت پوری کرنے کے لیے مقرر کرے۔

4 ......"الھدایۃ"، کتاب الإجارات، باب فسخ الإجارۃ، ج۲، ص۲۴۷.

5 ......طے کرے گا۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارۃ، باب فسخ الإجارۃ، ج۹، ص۱۴۰، ۱۴۱.

7 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الإجارۃ، باب فسخ الإجارۃ، مطلب :ارادۃ السفر...إلخ، ج۹، ص۱۴۰.

8 ......"ردالمحتار"، کتاب الإجارۃ، باب فسخ الإجارۃ، مطلب:ارادۃ السفر...إلخ، ج۹، ص۱۴۱.

مسئلہ ۳۱: مالک کے مرنے کے بعد کرایہ دار مکان میں رہتا رہا تو جب تک وارث مکان خالی کرنے کے لیے نہ کہے گا یا دوسری اُجرت کا مطالبہ نہ کرے گا اجارہ کا فسخ ہونا ظاہر نہ ہوگا اگر وارث نے خالی کرنے کو کہا معلوم ہوا کہ اُس عقد پر راضی نہیں ہے اور اگر دوسری اُجرت طلب کی جب بھی معلوم ہوا کہ عقد سابق کے حکم کو توڑنا چاہتا ہے اور جدید عقد کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا وارث کے کہنے سے پہلے یا خالی کرنے کو جو کہا ہے اس سے پہلے جتنے دن رہا اُسی حساب سے اُجرت دے گا جو مورث سے طے ہوئی اور اس کہنے کے بعد جتنے دن رہے گا اُس کی اُجرت مثل واجب ہوگی۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: مالک زمین مرگیا اور کھیت ابھی طیار نہیں ہے تو وہی اُجرت دی جائے گی جو طے پاچکی ہے اور اگر مدت اجارہ ختم ہو چکی اور فصل طیار نہیں ہوئی تو جب تک کھیت نہ کٹے گا اُس وقت تک کی اُجرت مثل دلائی جائے گی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: مالک کے مرنے کے بعد وارث اور مستاجر اجارۂ سابقہ کے باقی رہنے پر راضی ہو جائیں یہ جائز ہے یعنی تعاطی کے طور پر ان کے مابین اُسی اُجرت سابقہ پر جدید اجارہ قرار پائے گا یہ نہیں کہ وہی پہلا اجارہ باقی رہے کیونکہ وہ تو مالک کے مرنے سے ختم ہو گیا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۴: دو موجر ہیں یا دو مستاجر، ان میں سے ایک مرگیا تو جو مرگیا اُس کے حصہ کا اجارہ فسخ ہے اور جو زندہ ہے اُس کے حصہ میں اجارہ باقی ہے اور اگرچہ یہاں شیوع پیدا ہو گیا مگر چونکہ طاری ہے اجارہ کے لیے مضر نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۵: آج کل بعض لوگ دوامی اجارہ کرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اجارہ موجر و مستاجر کے ورثہ میں منتقل ہوتا رہے گا موت سے بھی وہ فسخ نہ ہوگا یہ اجارہ فاسد ہے اسی طرح اجارہ میں ایسے شرائط ذکر کیے جاتے ہیں جو مقتضائے عقد[5] کے مخالف ہوتے ہیں وہ اجارے فاسد ہیں۔

مسئلہ ۳۶: اس زمانہ میں ایک صورت اجارہ کی یہ بھی پائی جاتی ہے کہ اجارہ کا ایک معتدبہ زمانہ[6] گزرنے کے بعد مستاجر اُس چیز پر زبردستی قابض ہو جاتا ہے کہ مالک چاہے بھی تو تخلیہ نہیں کرا سکتا[7]۔ اس کی مثال کاشتکاری کی زمین ہے کہ مالک زمین یعنی زمیندار کاشتکار سے اپنی زمین کو واپس نہیں لے سکتا نہ کسی کے مرنے سے یہ اجارہ فسخ ہوتا ہے[8] بلکہ اس

1 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الإجارة، باب فسخ الإجارة، مطلب:ارادة السفر...إلخ،ج۹،ص۱۴۲.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الإجارة، باب فسخ الإجارة، ج۹،ص۱۴۳.

3 ......المرجع السابق،ص۱۴۳.

4 ......المرجع السابق،ص۱۴۷

5 ......تقاضۂ عقد۔

6 ......اک عرصۂ دراز۔

7 ......یعنی قبضہ نہیں چھڑا سکتا۔

8 ......ختم ہو جاتا ہے۔

اجارہ میں میراث جاری ہوتی ہے۔ یہ شرع کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۳۷: اجارہ کر لینے کے بعد دوسرا شخص بہت زیادہ اُجرت دینے کو کہتا ہے یا مستاجر سے دوسرا شخص کم اُجرت پر چیز دینے کو کہتا ہے اجارہ فسخ کرنے کے لیے یہ عذر نہیں اگرچہ وہ بہت زیادہ دیتا ہو یا یہ بہت کم اُجرت مانگتا ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: سواری کا جانور کرایہ کیا تھا اس کے بعد خود ایک جانور خرید لیا یہ عذر ہے اور اجارہ فسخ کیا جاسکتا ہے اور اگر اُس سے بہتر سواری کرایہ پر لینا چاہتا ہے یہ فسخ کے لیے عذر نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: کاشتکار نے زراعت کے واسطے کھیت لیے تھے اور بیمار ہو گیا کہ کھیتی نہیں کر سکتا اگر وہ خود اپنے ہاتھ سے کاشت کرتا ہے تو بیماری فسخ اجارہ کے لیے عذر ہے اور اگر اپنے ہاتھ سے نہیں کرتا تو عذر نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: ایک شخص جو کام کرتا ہے اُسی کام کے لیے کسی سے اجارہ کیا کہ میں تمھارا یہ کام کروں گا اب وہ شخص اس کام کو بالکل چھوڑ دینا چاہتا ہے اور دوسرا کام اختیار کرنا چاہتا ہے فسخ اجارہ کے لیے یہ عذر نہیں ہاں اگر وہ کام ایسا ہو جو اس کے لیے معیوب سمجھا جاتا ہے مثلاً ایک عزت دار شخص نے خدمت گاری کی نوکری کی اور اب اس کام ہی کو چھوڑنا چاہتا ہے تو یہ عذر ہے۔[4] (عالمگیری)

اجارہ کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱: موچی کو جوتے بنانے کے لیے اپنے پاس سے چمڑا دیا اور اُس کی پیمائش دیدی اور یہ بتادیا کہ کیسا ہوگا اور کہہ دیا کہ استر اور تلا اپنے پاس سے لگا دینا اور اُجرت بھی طے ہوگئی یہ جائز ہے۔ اور درزی کو ابرے کا کپڑا دیدیا اور کہہ دیا کہ اپنے پاس سے استر وغیرہ لگا دینا اس میں دو روایتیں ہیں ایک یہ کہ جائز ہے دوسری یہ کہ ناجائز ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: کبھی بعض لوگ اجیر[6] سے یوں کام کراتے ہیں کہ تم یہ کام کرو اس کی اُجرت جو کچھ دوسرے لوگ بتادیں گے میں دیدوں گا یا فلاں کے یہاں جو اُجرت ملی ہے میں دیدوں گا یہ اجارے فاسد ہیں کہ اُجرت کا تعین نہیں ہوا پھر اگر کسی شخص نے دونوں کے اتفاق سے اُسکی مزدوری جانچ کر بتائی جس پر اجیر راضی نہیں ہے تو اُجرت مثل دی جائے۔[7] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة ، الباب التاسع عشر في فسخ الإجارة ...إلخ، ج٤، ص٤٥٩ .

2 ......المرجع السابق.

3 ......المرجع السابق، ص٤٦٠ .

4 ......المرجع السابق، ص٤٦١ .

5 ......المرجع السابق، الباب الحادي والثلاثون في الاستصناع...إلخ، ج٤، ص٥١٩ .

6 ......مزدور۔

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة ، الباب الحادي والثلاثون في الاستصناع...إلخ، ج٤، ص٥٢٠ .

مسئلہ ۳: زمینِ اجارہ میں سینٹھے وغیرہ ایسی چیزیں تھیں جن کو کاٹنے کے بعد جڑیں جو باقی رہ گئی ہیں اُن میں آگ دیدی جاتی ہے اس نے آگ دیدی اور اس سے دوسرے لوگوں کا نقصان ہوا مثلاً آگ اُڑ کر کسی کے کھیت میں گئی اور اُس کا کھیت جل گیا اگر اُس وقت ہوا چل رہی تھی تو آگ دینے والے پر تاوان ہے اور اگر ہوا نہیں تھی اُس وقت اس نے آگ دی بعد میں ہوا چل گئی اور دوسرے کی چیز کو نقصان پہنچا تو اس پر تاوان نہیں۔ عاریت کی زمین کا بھی یہی حکم ہے۔[1] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۴: شبِ برات میں یا دوسرے موقع پر بعض لوگ مرے چھچھوندر[2] یا اور قسم کی آتش بازیاں چھوڑتے ہیں یہ فعل حرام اور صرف بیجا[3] ہے اس سے کبھی کبھی یہ نقصان بھی پہنچ جاتا ہے کہ چھپروں میں آگ لگ جاتی ہے یا کسی کے کپڑے جل جاتے ہیں بلکہ کبھی جانیں بھی تلف[4] ہوجاتی ہیں اس شخص پر تاوان لازم ہوگا کہ جب وہ آتشبازی اُڑنے والی ہے اور اس نے چھوڑی تو ویسا ہی ہے جیسا ہوا چلنے کے وقت کسی نے آگ دی۔

مسئلہ ۵: اگر آگ اُڑ کر اتنی دور پہنچی کہ اُتنی دور عادۃً اُڑ کر نہیں پہنچتی اور نقصان ہوا تو تاوان نہیں ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: راستہ میں آگ کا انگارا ڈال دیا یا ایسی جگہ ڈالا کہ وہاں ڈالنے کا اس کو حق نہ تھا اور نقصان ہوا تو تاوان ہے مگر جبکہ وہاں رکھنے سے نقصان نہیں ہوا بلکہ ہوا اُڑا لے گئی اور کسی کو نقصان پہنچا تو تاوان نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۷: لوہار نے بھٹی سے لوہا نکال کر کوٹا اس کے کوٹنے سے چنگاری اُڑی اور راہ گیر[7] کا کپڑا جل گیا لوہار کو ضمان دینا ہوگا اور اس چنگاری سے کسی کی آنکھ پھوٹ گئی دیت واجب ہوگی اور اگر اس نے لوہا نکال کر رکھا تھا، ہوا سے چنگاری اُڑی اور کسی چیز کو جلایا تو تاوان نہیں۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......"الهداية"، كتاب الإجارات، مسائل منثورة، ج٢، ص٢٤٩.

و"الدرالمختار"، كتاب الإجارة، مسائل شتّى، ج٩، ص١٤٧.

2 ......ایک وضع کی آتش بازی جو بہت تیز بارود سے بنائی جاتی ہے قلم کی شکل کی ہوتی ہے۔

3 ......فضول خرچی۔ 4 ......ضائع۔

5 ......"ردالمحتار"، كتاب الإجارة، مسائل شتّى، ج٩، ص١٤٩.

6 ......"الدر المختار"، كتاب الإجارة، مسائل شتى، ج٩، ص ١٤٩.

7 ......راہ چلتا شخص۔

8 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الإجارة، مسائل شتّى، ج٩، ص ١٥٠.

مسئلہ ۸: اپنے کھیت میں پانی بہت زیادہ دیا کہ زمین برداشت نہ کرسکی وہ دوسرے کے کھیت میں پہنچا اور اُس کا نقصان ہوگیا تاوان دینا ہوگا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۹: درزی یا اور کسی کام کرنے والے نے اپنی دکان پر دوسرے کو بٹھالیا کہ جو کچھ کام میرے پاس آئے وہ تم کرو اور اُجرت کو دونوں نصف نصف لے لیں گے یہ جائز ہے۔[2] (ہدایہ) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جس کو بٹھایا ہے وہ ایک کام کرتا ہے اور خود یہ دوسرا کام کرتا ہے مثلاً رنگریز[3] نے اپنی دکان پر درزی کو بٹھالیا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: جمّال (شتربان) سے مکۂ معظمہ یا کہیں جانے کے لیے اونٹ کرایہ کیا کہ اُس پر محمل[5] رکھا جائے گا اور دو شخص بیٹھیں گے یہ اجارہ جائز ہے ایسا محمل اونٹ پر رکھا جائے گا جو وہاں کا عرف[6] ہے اور اگر اجارہ کرتے وقت ہی اُسے محمل دکھا دیا جائے تو بہتر ہے۔ یہ بات جمال کے ذمہ ہے کہ محمل کو اونٹ پر لادے اور اوتارے۔ اونٹ کو ہانکے یا نکیل پکڑ کر لے چلے۔ پاخانہ پیشاب یا وضو اور نمازِ فرض کے لیے سوار کو اوتروائے۔ عورت اور مریض اور بوڑھے کے لیے اونٹ کو بٹھائے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: توشہ وغیرہ سامان سفر کے لیے اونٹ کرایہ کیا اور راستہ میں سامان خرچ کیا تو جتنا خرچ کیا ہے اُتنا ہی دوسرا سامان اُسی قسم کا اس پر رکھ سکتا ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: غاصب سے کہہ دیا کہ میرا مکان خالی کردے ورنہ اتنے روپے ماہوار اس کی اُجرت دینی ہوگی اگر اُس نے خالی نہ کیا تو اس اُجرت کا مطالبہ ہوسکتا ہے کہ اُس کا سکوت کرنا[9] اجارہ کو قبول کرلینا ہے مگر جبکہ غاصب نے اُس کے جواب میں یہ کہہ دیا کہ یہ مکان تمھارا نہیں ہے یا مِلک کا اقرار کیا مگر اُجرت دینے سے انکار کردیا تو اُجرت واجب نہیں ہوگی ہاں اگر وہ

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، مسائل شتّی، ج۹، ص ۱۵۰.

2 ...... "الهداية"، کتاب الإجارات، مسائل منثورة، ج۲، ص۲۴۹.

3 ...... کپڑے رنگنے والا۔

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإجارة، مسائل شتی، ج۹، ص ۱۵۰.

5 ...... ایک قسم کی ڈولی جو اونٹ پر باندھتے ہیں۔

6 ...... رواج۔

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الإجارة، مسائل شتی، ج۹، ص ۱۵۱.

8 ...... المرجع السابق، ص ۱۵۲.

9 ...... خاموش رہنا۔

مکان وقف ہے یا یتیم کا ہے یا کرایہ ہی پر دینے کے لیے ہے تو غاصب [1] اگرچہ اُجرت دینے سے انکار کرے اُسے کرایہ دینا ہوگا۔ [2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: زمین جو کاشتکار کے پاس ہے اور اُسے نہیں چھوڑتا اور مالک یہ چاہتا ہے کہ اگر یہ چھوڑ دے تو میں دوسرے کو زیادہ لگان [3] پر دیدوں مالک اُس سے یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر تو نے نہیں خالی کی تو اتنا لگان لوں گا اس صورت میں یہ اضافہ اس کے لیے جائز ہو جائے گا

مسئلہ ۱۴: کام کرنے والے نے کہہ دیا کہ اس اُجرت پر میں کام نہیں کروں گا میں تو اتنا لوں گا اور کام کرانے والا خاموش رہا وہی اُجرت دینی ہوگی جو کاریگر نے بتائی۔ پھر اُجرت دینے کے وقت جب اجیر نے زیادہ کا مطالبہ کیا اور یہ کہا کہ میں کہہ چکا تھا کہ میں اتنے پر نہیں کروں گا اور کام لینے والا کہتا ہے میں نے نہیں سُنا تھا کہ تو نے یہ کہا اگر یہ شخص بہرا ہے تو خیر ورنہ اُسی مزدور کی بات مقبول ہوگی۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: مستاجر کرایہ کی چیز دوسرے کو کرایہ پر دے سکتا ہے مثلاً ایک مکان کرایہ پر لیا اور دوسرے کو کرایہ پر دیدے یہ ہوسکتا ہے یا زمین زراعت کے لیے لگان پر لی دوسرے کاشتکار کو لگان پر دیدے یہ ہوسکتا ہے جیسا کہ اکثر بڑے شہروں میں ایک شخص پورا مکان کرایہ پر لے کر دوسرے لوگوں کو ایک ایک حصہ کرایہ پر دیتا ہے یا دیہات میں کاشتکار زمین دوسروں کو دیا کرتے ہیں۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: مستاجر خود مالک کو وہ چیز کرایہ پر دے یہ جائز نہیں اگرچہ بالواسطہ ہو مثلاً زید نے اپنا مکان **عَمْرو** کو کرایہ پر دیا عمرو نے بکر کو دیا بکر یہ چاہے کہ زید کو کرایہ پر دیدوں یہ نہیں ہوسکتا رہا یہ کہ مالک کو کرایہ پر دینے سے وہ پہلا اجارہ جو مالک اور مستاجر کے مابین ہے باقی رہے گا یا فسخ ہو جائے گا فتویٰ اس پر ہے کہ وہ اجارہ بدستور باقی رہے گا فسخ نہیں ہوگا مگر وہ چیز جتنے زمانہ تک اس صورت میں مالک کے پاس رہے گی اِس مدت کا کرایہ مستاجر کے ذمہ واجب نہیں ہوگا۔ [6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: ایک شخص نے دوسرے کو اجارہ پر لینے کے لیے وکیل کیا وکیل نے اجارہ کیا اور مالک نے وہ مکان وکیل کو

---

1 ......غصب کرنے والا۔

2 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الإجارة، مسائل شتّی، ج۹، ص۱۵۲.

3 ......خراج، ٹھیکے پر۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، ج۹، مسائل شتّی، ص۱۵۲.

5 ......المرجع السابق.

6 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الإجارة، مسائل شتّی، مطلب: فی إجارة المستاجر للمؤجر...إلخ، ج۹، ص۱۵۳.

سپرد کردیا مگر وکیل نے ایک مدت تک موکل کو نہیں دیا اور موکل نے وکیل سے مانگا بھی نہیں تو مالک مکان وکیل سے کرایہ وصول کرے گا کیونکہ عقد کے حقوق وکیل ہی کے ذمہ ہوتے ہیں اور وکیل موکل سے وصول کرے گا کیونکہ وکیل کا قبضہ موکل ہی کا قبضہ ہے اور اگر موکل نے وکیل سے طلب کیا وکیل نے کہا کہ پیشگی اُجرت دے دو تو مکان پر قبضہ دوں گا اور موکل نے نہ اُجرت دی نہ وکیل نے قبضہ دیا تو اس صورت میں وکیل نے کرایہ جو دیا ہے موکل سے وصول نہیں کرسکتا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: مفتی فتویٰ لکھنے کی یعنی تحریر وکتابت کی اُجرت لے سکتا ہے نفس فتویٰ کی اُجرت نہیں لے سکتا اس کا مطلب یہ ہے کہ کاغذ پر اُتنی عبارت کسی دوسرے سے لکھواؤ تو جو کچھ اس کی اُجرت عرفاً دی جاتی ہے وہ مفتی بھی لے سکتا ہے کیونکہ مفتی کے ذمہ زبانی جواب دینا واجب ہے لکھ کردینا واجب نہیں مگر اُجرتِ تحریر لینے سے بھی اگر مفتی پرہیز کرے تو یہی بہتر کہ خواہ مخواہ لوگوں کو چہ میگوئی[2] کرنے کا موقع ملے گا۔[3] (درمختار) لوگ یہ کہیں گے کہ فتوے کی اُجرت لی اور فلاں شخص روپیہ لے کر فتوے دیتا ہے وغیرہ وغیرہ اس سے نظر عوام میں فتوے کی بے وقعتی ہوتی ہے اور مفتی کی بھی بے عزتی ہے اور علماء کو خصوصیت کے ساتھ ایسی باتوں سے احتراز کرنا چاہیے خصوصاً اس زمانہ میں کہ جاہل مولویوں نے اس قسم کے رکیک[4] افعال کرکے علماء کو بدنام کررکھا ہے ان کے افعال کو علماء کے افعال قرار دیکر طبقۂ علماء کو بدنام کیا جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۹: اُجرت پر خط لکھوانا جائز ہے جبکہ کاغذ کی مقدار اور کتنا لکھا جائے گا یہ بیان کردیا ہو۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: مستاجر پر یہ دعویٰ نہیں ہوسکتا کہ ہم نے یہ چیز خریدی ہے یا اجارہ پر لی ہے یا ہمارے پاس رہن[6] رکھی گئی ہے لہٰذا یہ چیز ہم کو ملنی چاہیے کیونکہ مستاجر مالک نہیں ہے کہ اُس پر عین کا دعویٰ ہوسکے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: اِجارہ یا فسخِ اِجارہ کی اضافت زمانۂ مستقبل کی طرف ہوسکتی ہے کہہ سکتا ہے کہ آئندہ مہینہ کے شروع سے تم کو اجارہ پر دیا یا ختم ماہ سے اجارہ فسخ کردیا۔[8] (درمختار)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، مسائل شتّی، ج۹، ص۱۵٤.

2 ......نکتہ چینی، عیب جوئی۔

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، مسائل شتّی، ج۹، ص۱۵۵.

4 ......گھٹیا۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، مسائل شتّی، ج۹، ص۱۵۵.

6 ......گروی۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، مسائل شتّی، ج۹، ص۱۵۵.

8 ......المرجع السابق، ص۱۵٦.

مسئلہ ۲۲: کرایہ پیشگی دیدیا ہے اور اجارہ فسخ کیا گیا تو مستاجر اُس چیز کو روک سکتا ہے جب تک اپنی کل رقم وصول نہ کرلے۔ اجارہ صحیح وفاسد دونوں کا یہی حکم ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: کسی کی کوئی چیز گم ہوگئی اُس نے کسی سے کہا کہ اگر تم مجھے بتادو کہ کہاں ہے تو اتنا دوں گا اگر یہ شخص اُس کے ساتھ چل کر گیا اور بتادیا تو اس کے وہاں تک جانے کی اُجرت مثل ملے گی اور اگر یہیں سے بتادیا کہ تمھاری چیز فلاں جگہ ہے اُس کے ساتھ گیا نہیں تو کچھ نہیں ملے گا اور اگر کسی خاص شخص سے نہیں کہا بلکہ عام طور پر کہا کہ جو کوئی مجھے بتادے اُس کو اتنا دوں گا یہ اجارہ باطل ہے بتانے والا کسی چیز کا مستحق نہیں ہے۔ اور اگر اُسے یہ معلوم ہے کہ میرا جانور یا میری چیز فلاں جگہ ہے مگر اُس جگہ کو نہیں پہچانتا اور اُس جگہ کے بتانے پر اُجرت مقرر کی تو اس صورت میں بتانے والے کو وہ اُجرت ملے گی جو مقرر کی ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: جو چیز اُجرت پر دی گئی جب اُس کے اجارہ کی مدت پوری ہوجائے تو مستاجر کے یہاں سے چیز واپس لانا مالک کے ذمہ ہے مستاجر کے ذمہ یہ نہیں کہ وہ چیز پہنچا جائے اور عاریت کے طور پر دی تو واپس کرنا مستعیر کا[3] کام ہے۔ چکی اُجرت پر ایک مہینہ کو آٹا پیسنے کے لیے لے گیا تو چکی کا مالک مستاجر کے گھر سے لائے گا اور اگر مستاجر بیرون شہر مالک کی اجازت سے لے گیا جب بھی مالک ہی وہاں سے واپس لائے گا۔[4] (عالمگیری) جیسا کہ گاؤں والے گڑ بنانے کے لیے شہر سے کڑھاؤ[5] اور کولو[6] کرایہ پر لے جاتے ہیں اور مالک سے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں گاؤں میں ہم لے جائیں گے ان کی واپسی اور اُس کے مصارف[7] مالک کے ذمہ ہیں۔

مسئلہ ۲۵: گھوڑا سواری کے لیے کرایہ پر لیا اس کی واپسی بھی مالک کے ذمہ ہے اگر مالک اس کے یہاں سے نہیں لایا اور مستاجر کے یہاں ہلاک ہوگیا اُس کے ذمہ تاوان نہیں ہے اگرچہ مالک نے کہلا بھیجا ہو کہ اُسے واپس کر جاؤ۔ اور اگر کسی جگہ کی آمد ورفت کے لیے کرایہ پر لیا ہے تو مستاجر کو یہاں تک لانا ہوگا کیونکہ اُس کی مسافت یہاں پہنچنے پر پوری

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الإجارة، مسائل شتّی، ج۹، ص۱۵٦.

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الإجارة، مسائل شتّی، مطلب: ضل له شيءٌ...إلخ، ج۹، ص۱۵۹.

3 ......عاریت پر لینے والے کا۔

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإجارة، الباب الثالث عشر فی المسائل...إلخ، ج٤، ص٤۳۸.

5 ......بڑی کڑاہی۔ 6 ......تیل نکالنے یا گنا پیلنے کا آلہ۔ 7 ......اخراجات۔

ہوگی اس صورت میں اگر مستاجر اپنے گھر لے کر چلا گیا اور باندھ دیا جانور ہلاک ہوا تو ضمان دینا ہوگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: اجیر مشترک مثلاً درزی، رنگریز، دھوبی کام کرنے کے بعد چیز کو دیجائیں کہ واپس کر جانا ان کے ذمہ ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: جانور کرایہ پر لیا ہے تو اُس کا دانہ، گھاس، پانی پلانا مالک کے ذمہ ہے اور مستاجر نے اگر جانور کو کھلایا پلایا تو متبرع ہے معاوضہ نہیں پاسکتا۔ کھیت کی مینڈھ[3] درست کرانا مالک کے ذمہ ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: گھوڑا سواری کے لیے کرایہ پر لیا تھا راستہ میں وہ تھک گیا کسی شخص کے سپرد کر دیا کہ اسے کھلاؤ پلاؤ اگر اُس کو معلوم ہے کہ گھوڑا اس کا نہیں ہے تو جو کچھ خرچ کرے گا متبرع ہے کسی سے نہیں لے سکتا اور اگر معلوم نہ ہو تو اس کہنے والے سے صرفہ[5] وصول کرسکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: کسی کام پر اجارہ منعقد ہوا تو اُس کے توابع میں عرف[7] کا اعتبار ہے مثلاً درزی کو کپڑا سینے کو دیا تو تاگا[8] سوئی درزی کے ذمہ ہے اور اگر عرف یہ ہے کہ جس کا کپڑا ہے وہ تاگا دے تو درزی کے ذمہ نہیں چنانچہ ہندوستان میں بھی بعض جگہ کا یہی عرف ہے اور اکثر جگہ پہلا عرف ہے۔ اینٹیں بنوائیں تو مٹی مستاجر کے ذمہ ہے اور سانچا اجیر کے ذمہ اور بعض جگہ سانچا بھی مستاجر ہی دیتا ہے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: کسی گاؤں یا محلّہ یا شہر میں جانے کے لیے یکہ، تانگہ کرایہ پر لیا تو اُس کے ذمہ گھر تک پہنچانا ہے گاؤں یا محلّہ یا شہر میں پہنچا دینے پر کام ختم نہیں ہوگا۔[10] (عالمگیری) لاری[11] میں یہ عرف ہے کہ اڈے پر جا کر رک جاتی ہے اُس کے ذمہ مکان تک پہنچانا نہیں ہے ہاں اگر موٹر کار[12] یا لاری پوری کرایہ پر لی ہے تو اُس کا کام اڈے تک یا گاؤں تک پہنچانا

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الإجارة، الباب الثالث عشر فی المسائل... إلخ، ج٤، ص٤٣٨.

2 ......المرجع السابق.

3 ......وہ دیوار یا بند جس سے کھیت کے اندر پانی روکتے ہیں، نیز باڑ۔

4 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الإجارة، الباب السابع عشر فیمایجب علی المستأجر... إلخ، ج٤، ص٤٥٥.

5 ......خرچہ۔

6 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الإجارة، الباب السابع عشر فیمایجب علی المستأجر... إلخ، ج٤، ص٤٥٥.

7 ......رواج۔ 8 ......دھاگہ۔

9 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الإجارة، الباب السابع عشر فیمایجب علی المستأجر... إلخ، ج٤، ص٤٥٦.

10 ......"المرجع السابق، ص٤٥٦.

11 ......یعنی بس، کوچ وغیرہ۔ 12 ......یعنی ٹیکسی وغیرہ۔

نہیں ہے بلکہ گھر تک یا جہاں تک جاسکتی ہو اُسے لیجانا ہوگا کہ اس صورت میں یہی عرف ہے۔

مسئلہ ۳۱: کپڑے دھوبی کو دیے تو کلپ اور نیل دینا دھوبی کے ذمہ ہے کہ اس میں یہی عرف ہے۔ جلد ساز کو جلد بنانے کے لیے کتابیں دیں تو پُٹھا[1]، چمڑا، ابری[2]، لئی[3]، ڈورا[4] یہ سب چیزیں جلد ساز کے ذمہ ہیں اور جس قسم کا سامان لگانا اور جس قسم کی جلد بنانا ٹھہرا ہے وہی کرنا ہوگا۔

مسئلہ ۳۲: کسی کام کے لیے دو مزدور کیے مثلاً یہ لکڑیاں تم دونوں میرے مکان تک اتنے میں پہنچادو وہ کل لکڑیاں ایک ہی مزدور نے پہنچائیں دوسرا بیٹھا رہا تو یہ مزدور نصف ہی اُجرت کا مستحق ہے کہ دوسرے کی طرف سے کام کرنے میں متبرِّع[5] ہے لہٰذا اُس کے حصہ کی مزدوری کا مستحق نہیں ہوا اور دوسرا بھی اپنے حصہ کی مزدوری نہیں لے سکتا کہ اجیر مشترک[6] جب تک کام نہ کرے اُجرت کا مستحق نہیں ہوتا اور اگر اُن دونوں میں پہلے یہ طے ہے کہ ہم دونوں شرکت میں کام کریں گے جو کچھ مزدوری ملے گی وہ دونوں بانٹ لیں گے تو دوسرا مزدور بھی اپنی نصف مزدوری کا مستحق ہے کہ اُس کے شریک کا کام کرنا ہی اُس کا کام کرنا ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: چند مزدور گڑھا کھودنے کے لیے یا مٹی اوٹھانے کے لیے رکھے اور اس پورے کام کی ایک اُجرت طے ہوگئی اُن مزدوروں میں سے کسی نے کم کام کیا کسی نے زائد سب پر وہ اُجرت برابر برابر تقسیم ہوگی ہاں اگر مزدوروں میں بہت تفاوت ہے مثلاً بعض جوان ہیں بعض بچے اور بچوں نے کم کام کیا ہے تو برابر برابر تقسیم نہیں ہوگی بلکہ اُس پوری اُجرت کو اُجرتِ مثل پر تقسیم کیا جائے گا مثلاً بچوں کو دو آنے یومیہ ملتے ہیں اور جوان کو چار آنے تو اُس اُجرت کی تقسیم اس طرح کی جائے کہ جوان کو بچہ سے دونی ملے اور اگر اُن مزدوروں میں سے بعض نے مرض یا کسی عذر کی وجہ سے کام نہیں کیا تو یہ حصہ لینے کا حقدار نہیں ہے مگر جبکہ کام کرنے میں اُن کی شرکت ہو تو نہ کام کرنے کی صورت میں بھی حصہ پائے گا۔[8] (عالمگیری)

---

1 ......موٹا اور سخت کاغذ یا گتا جو کتابوں کی جلد بنانے میں کام آتا ہے۔

2 ......ایک قسم کا رنگدار کاغذ جسے کتابوں کی جلدوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

3 ......ایک قسم کا لیس دار مادہ جو کاغذ وغیرہ جوڑنے کے کام آتا۔

4 ......موٹا دھاگہ۔　5 ......احسان کرنے والا۔　6 ......ایک سے زائد لوگوں کا کام کرنے والا مزدور، نوکر۔

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإجارة، الباب الثامن عشر في الإجارة...إلخ، ج٤، ص٤٥٧.

8 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۳۴: کرایہ دار کے ساتھ مالک مکان بھی گھر میں رہتا رہا تو کرایہ دار اُتنے حصہ مکان کی اُجرت کم کرسکتا ہے جتنے میں مالک مکان رہا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: مزدور سے کہا فلاں جگہ سے جاکر ایک بوری غلہ کی لے آ اتنی مزدوری دوں گا مزدور وہاں گیا مگر غلہ وہاں تھا ہی نہیں جس کو لاتا تو اُس مزدوری کو جانے اور آنے اور بوجھ پر تقسیم کیا جائے جانے کی مقابل میں مزدوری کا جو حصہ پڑے وہ مزدور کو دیا جائے کیونکہ مزدور کے تین کام تھے وہاں جانا اور وہاں سے بوجھ لے کر آنا اس صورت میں صرف ایک کام یعنی جانا مزدور نے کیا اور آنا اُس کا خود اپنا کام ہے مستاجر کا کام نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: مزدور کو کہیں بھیجا کہ وہاں سے فلاں کو بلا لاؤ وہ گیا اور وہ شخص نہیں ملا اس کو اُجرت ملے گی کیونکہ مزدور کو جو کچھ اس صورت میں کام کرنا ہے یہی ہے کہ وہاں تک جائے وہ کرچکا۔[3] (عالمگیری)

وَلا[4] کا بیان

اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴾[5]

”جن سے تم نے معاہدے کیے ہیں اُن کا حصہ اُنھیں دو، بیشک اللہ (عزوجل) ہر چیز پر گواہ ہے۔“

حدیث ۱: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے: ”جس نے بغیر اجازت اپنے مولٰی کے کسی قوم سے موالاۃ کی، اوس پر اللہ (عزوجل) کی اور فرشتوں اور تمام اِنسانوں کی لعنت، قیامت کے دن اللہ تعالٰی نہ اُس کے فرض قبول کرے گا، نہ نفل۔“[6]

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإجارة، الباب الثامن عشر فی الإجارة... إلخ، ج٤، ص٤٥٨.

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإجارة، الباب الحادی والعشرون فی الإجارة لایوجد فیها... إلخ، ج٤، ص٤٧٠.

3 ......المرجع السابق.

4 ......کتاب المکاتب اور کتاب الوَلا کے مسائل یہاں کی ضرورت سے زائد ہیں اس لئے ہم نے ان کو نہیں لکھا صرف کتاب الولا کی ایک فصل جو یہاں پائی جاسکتی ہے معرض تحریر میں لائی گئی ۱۲منہ۔

5 ......پ٥، النسآء: ٣٣.

6 ......"سنن أبي داود"، کتاب الأدب، باب في الرجل ینتمي إلی غیر موالیه، الحدیث: ٥١١٤، ج٤، ص٤٢٦.

حدیث ۲: امام احمد نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ فرمایا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے: ''جس شخص نے اپنے مولیٰ کے سوا دوسرے سے موالاۃ کی، اُس نے اسلام کا پٹا اپنے گلے سے نکال دیا۔''[1]

حدیث ۳: طبرانی وابن عدی ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ فرمایا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے: ''جو شخص کسی کے ہاتھ پر اسلام لائے، اُس کی وَلا اُسی کے لیے ہے۔''[2]

حدیث ۴: اصحاب سنن اربعہ وامام احمد وحاکم وغیرہم نے تمیم داری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال ہوا کہ ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا؟ فرمایا کہ ''وہ سب سے زیادہ حقدار ہے، زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔''[3]

مسئلہ ۱: ایک شخص عاقل بالغ کسی کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا اس نومسلم نے اُس سے یا کسی دوسرے سے موالاۃ کی یعنی یہ کہا کہ اگر میں مرجاؤں تو میرا وارث تو ہے اور مجھ سے کوئی جنایت ہو تو دیت تجھے دینی ہوگی اُس نے قبول کرلیا یہ موالاۃ صحیح ہے اسکا نام مولیٰ الموالاۃ ہے اور دونوں جانب سے بھی موالاۃ ہوسکتی ہے یعنی ہر ایک دوسرے سے کہے کہ تو میرا وارث ہوگا اور میری جنایت کی دیت دے گا اور دوسرا قبول کرے۔ اس کے لیے شرط یہ ہے کہ مولیٰ عرب میں سے نہ ہو۔[4] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۲: نابالغ مشرف بإسلام ہوا اور اُس نے موالاۃ کی یہ ناجائز ہے اگرچہ اپنے باپ یا وصی کی اجازت سے کی ہو اور بالغ عاقل نے نابالغ عاقل سے موالاۃ کی اور اس کے باپ یا وصی نے اجازت دیدی ہو تو موالاۃ جائز ہے۔ یوہیں اگر غلام نے موالاۃ کی تو اُس کے مولیٰ کی اجازت پر موقوف ہے، وہ جائز کردیگا جائز ہوگی، ورنہ نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: جس شخص سے اس نے موالاۃ کی ہے اب یہ (مولیٰ اسفل) اس وَلا کو فسخ کرنا چاہتا ہے تو اُس کی موجودگی میں فسخ کرسکتا ہے یعنی اُس کو علم ہوجانا ضروری ہے کیونکہ یہ عقد غیر لازم ہے تنہا فسخ کرسکتا ہے دوسرے کی رضامندی ضروری

---

1. ''المسند'' للإمام احمدبن حنبل، مسند جابر بن عبد اللّٰه، الحدیث: ١٤٥٦٨، ج٥، ص٨٧.
2. ''الکامل في ضعفاء الرجال'' لابن عدی، من اسمه جعفر، ج٢، ص٣٦٣.
3. ''المسند'' للإمام احمدبن حنبل، مسند الشامیین، حدیث تمیم الداری، الحدیث: ١٦٩٤٢، ج٦، ص٣٤.
4. ''الهدایة''، کتاب الولاء، فصل فی وَلاءِ المُوالاۃ، ج٢، ص٢٧٠.
   و''الدرالمختار''، کتاب الوَلاء، فصل فی ولاء الموالاۃ، ج٩، ص٢١١.
5. ''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الوَلاء، فصل فی ولاء الموالاۃ، ج٩، ص٢١٢.

نہیں۔ اور اگر دوسرے سے موالاۃ کرلی تو پہلی موالاۃ فسخ ہوگئی اس میں علم کی ضرورت نہیں کہ دوسرے سے عقد کرنے ہی سے پہلی موالاۃ خود بخود فسخ ہوگئی مگر شرط یہ ہے کہ اُس نے اسکی طرف سے دیت ادا نہ کی ہو اور اگر اُس نے کسی معاملہ میں دیت دیدی ہے تو اب نہ فسخ کرسکتا ہے نہ دوسرے سے موالاۃ کرسکتا ہے بلکہ اس کی اولاد کی طرف سے اگر اُس نے دیت دے دی جب بھی فسخ نہیں کرسکتا نہ دوسرے سے موالاۃ کرسکتا ہے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۴: موالاۃ کرنے کے وقت جو اس کے نابالغ بچے ہیں یا اس عقد کے بعد جو پیدا ہوئے سب اس ولا میں داخل ہیں بالغ اولادوں سے اس عقد کا تعلق نہیں یعنی یہ دوسرے سے موالاۃ کرسکتے ہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: مولی العتاقہ یعنی وہ غلام جسے مولیٰ (مالک) نے آزاد کردیا ہے وہ دوسرے سے موالاۃ نہیں کرسکتا۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۶: موالاۃ کا حکم یہ ہے کہ اگر جنایت کرے تو دیت لازم ہوگی اور اُن میں سے کوئی مرجائے تو دوسرا وارث ہوجاتا ہے مگر اس کا مرتبہ تمام وارثوں سے مؤخر ہے جب کوئی وارث نہ ہو یعنی ذوی الارحام بھی نہ ہوں تو یہ وارث ہوگا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۷: عورت نے موالاۃ کی یا موالاۃ کا اقرار کیا اور اس کے ساتھ کوئی بچہ مجہول النسب ہے یا موالاۃ کے بعد پیدا ہوا یہ بچہ بھی عقد موالاۃ کے حکم میں داخل ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۸: مرد نے اسلام قبول کرکے ایک شخص سے موالاۃ کی اور عورت نے اسلام لاکر دوسرے سے موالاۃ کی تو ان دونوں سے جو بچہ پیدا ہوگا اُس کا تعلق باپ کے مولیٰ سے ہوگا ماں کے مولیٰ سے نہیں ہوگا۔[6] (عالمگیری)

تمّت بالخیر

---

1 ......"الهداية"، كتاب الوَلاء، فصل في ولاء الموالاة، ج٢، ص٢٧٠، ٢٧١.

2 ......"ردالمحتار"، كتاب الوَلاء، فصل في ولاء الموالاة، ج٩، ص٢١٣.

3 ......"الهداية"، كتاب الوَلاء، فصل في ولاء الموالاة، ج٢، ص٢٧١.

4 ......المرجع السابق، ص٢٧٠.

5 ......"الدرالمختار"، كتاب الوَلاء، فصل في ولاء الموالاة، ج٩، ص٢١٣.

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوَلاء، الباب الثاني في ولاء الموالاة، الفصل الثاني، ج٥، ص٣٣.